بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مطالعۂ پاکستان

12

پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی

جملہ حقوق بحق پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپر، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	اسلام اور پاکستان	01
2	پاکستان میں آئینی اور سیاسی ترقی	12
3	آئینی اور انتظامی نظام	34
4	پاکستان اور بین الاقوامی امور	49
5	پاکستان میں تعلیم، کھیل اور سیاحت	62
6	پاکستان کے وسائل اور معاشی ترقی	77
☆	پیپر نگ سکیم اور ماڈل پیپر	96

مصنفین

- ڈاکٹر راشد حمید، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد
- پروفیسر ذوالفقار علی، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- پروفیسر قمر عباس، گورنمنٹ گریجویٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور

ایڈیٹر

- محمد رمضان خان
پرنسپل، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول
روڈو سلطان، تحصیل 18 ہزاری، جھنگ

صوبائی ریویو کمیٹی

- پروفیسر ڈاکٹر محمد احتشام جان، کنٹرولر امتحانات، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، گوجرانوالہ
- پروفیسر ڈاکٹر محمد رضا تیمور، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور
- ڈاکٹر افتخار احمد، اسسٹنٹ پروفیسر (ریٹائرڈ)، گورنمنٹ ایم۔اے۔او گریجوایٹ کالج، لاہور
- پروفیسر خادم علی خاں (ریٹائرڈ)، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
- صفدر ولید، ڈپٹی ڈائریکٹر، (PECTAA)، لاہور
- شمس الرحمان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، (PECTAA)، لاہور

نگران

- مہر صفدر ولید، ڈپٹی ڈائریکٹر (C-H)، پیکٹا، لاہور
- شمس الرحمان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، C&C یونٹ، پیکٹا، لاہور

ڈائریکٹر (C&C) • عامر ریاض | ڈپٹی ڈائریکٹر (C-H) • مہر صفدر ولید | انچارج آرٹ سیل • عائشہ صادق

تجرباتی ایڈیشن

باب 1

اسلام اور پاکستان
(Islam and Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

-1 اسلام کو بحیثیت پاکستان کی نظریاتی اساس بیان کر سکیں۔
-2 دوقومی نظریہ کی وضاحت کر سکیں۔
-3 اسلام کے بنیادی اصولوں کی نشان دہی کر سکیں۔
-4 اسلامی فلاحی ریاست (ریاست مدینہ) کی تعریف اور اس کے فرائض بیان کر سکیں۔
-6 قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور لیاقت علی خاں اور قراردادِ مقاصد کے مطابق پاکستان بحیثیت اسلامی ریاست کا جائزہ لے سکیں۔
-7 پاکستانی معاشرے اور ثقافت کے تناظر میں اسلام اور جدیدیت میں تعلق قائم کر سکیں۔
-8 جائزہ لے سکیں کہ اسلام موجودہ معاشرے میں امن، رواداری اور بقائے باہمی کو کیسے فروغ دیتا ہے۔

اسلام بحیثیت پاکستان کی نظریاتی اساس (Islam as the Ideological Base of Pakistan)

نظریہ کا مفہوم (Meaning of Ideology)

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد فکر و فلسفہ پر رکھی گئی ہو۔ جب نظریہ کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جاتا ہے تو اس سے انسانی زندگی کا ایسا نظام وجود میں آتا ہے جس میں اعتقادات اور زندگی کے مقاصد شامل ہوں۔ اسلامی معاشرہ دیگر معاشروں کے مقابلے میں بالکل منفرد ہے۔ یہ الہامی اصولوں اور آفاقی صداقتوں (Universal Truths) پر قائم ہے جو قرآن مجید اور رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنّت سے حاصل کیے گئے ہیں۔ یعنی اسلامی معاشرہ قرآن اور حدیث کی آفاقی سچائیوں کے نفاذ کو زندگی کے مسائل کا حل سمجھتا ہے۔

اسلامی نظریہ کے بنیادی ماخذ (Basic Sources of Islamic Ideology)

کسی بھی نظریہ کا ماخذ اس کے لوگوں کی بنیادی تعلیمات ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے اسلامی نظریہ کا ماخذ شریعتِ اسلامی ہے جو قرآن مجید اور سنّت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر مبنی ہے۔

قرآن مجید (The Holy Quran)

قرآن مجید کے احکام اسلام کی بنیاد ہیں۔ ان سے سیاسی، معاشرتی اور معاشی قوانین کے سلسلے میں مفصل و مکمل راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ جس کی بدولت انفرادی اور اجتماعی سطح پر زندگی خوشگوار، پُرامن اور بامقصد ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کا بنیادی مقصد انسانوں کو صحیح راستے پر چلانا اور انھیں زندگی کا مقصد سمجھانا ہے۔ قرآن ایک دائمی دستورِ حیات ہے جس کے اصول ہر دور اور ہر مقام کے لیے قابلِ عمل ہیں۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنّت (The Sunnah of Rasool Allah خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اسلامی احکامات کو اپنے اقوال و افعال سے واضح فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی مفصّل تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنّت سے ملتی ہے جو اسلامی اصول و قوانین کا سرچشمہ

ہے۔سنّت ایک عربی اصطلاح ہے۔اس کے لفظی معنی ہیں''ایسا راستہ جس کی پیروی کی جائے۔'' قرآن مجید اسلامی اصولوں کے بنیادی خدوخال بیان کرتا ہے لیکن ان کی تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ملتی ہے۔اسلام کے بنیادی ارکان یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد کی تفصیلات حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

دوقومی نظریہ (Two Nation Theory)

برصغیر پاک و ہند میں کئی قومیں آباد تھیں۔ان میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان تھیں جو اپنی الگ پہچان رکھتی تھیں۔ان کی مذہبی ،سیاسی، معاشرتی اور معاشی اقدار مختلف تھیں جو دوقومی نظریہ کی بنیاد بنیں۔دوقومی نظریہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا ہندوؤں سے علیحدہ تشخص کا وہ بنیادی تصوّر ہے جس کے تحت ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ دونوں مذاہب، ثقافت اور طرزِ زندگی کے لحاظ سے اتنے مختلف ہیں کہ ایک متحدہ ہندوستان میں ان کا یکجا رہنا ممکن نہیں تھا۔

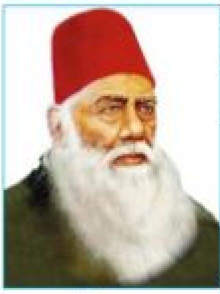
سرسید احمد خاں

سرسید احمد خاں کے مطالبہ جداگانہ انتخابات سے دوقومی نظریہ کے تصوّر کو تقویت ملی۔جداگانہ انتخاب میں ہر قوم کی ووٹنگ علیحدہ ہو اور ہر قوم کی اسمبلی میں مخصوص نشستیں ہوں تاکہ ہر قوم قانون سازی کے عمل میں شریک ہوسکے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

برصغیر پاک و ہند میں ہندو مسلم اتحاد کے داعی سرسید احمد خاں 1867ء میں بنارس میں اُردو ہندی تنازع کے بعد مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور دوقومی نظریہ کے پیروکار بن گئے۔

1906ء کے شملہ وفد میں یہی نکتہ وائسرائے ہند کے سامنے پیش کیا گیا جسے تسلیم کرتے ہوئے 1909ء کے قانون میں جداگانہ انتخاب کے اصول کو نافذ کر دیا گیا۔علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے دوقومی نظریے کی کھل کر وضاحت کی اور برصغیر کے شمال مغربی حصوں میں ایک الگ مسلم ریاست کا تصوّر پیش کیا۔قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس نظریے کو عملی شکل دی اور 1940ء میں قراردادِ لاہور میں ایک علیحدہ مسلم ریاست کا مطالبہ پیش کر دیا جو سات سال کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان کی صورت میں دنیا کے نقشے پر ابھرا۔

تنقیدی سوچ کا سوال (Critical Thinking Question)

1947ء میں برصغیر پاک و ہند کی تقسیم میں دوقومی نظریہ کا کیا اثر ہوا؟

اسلام کے بنیادی اصول (Basic Principles of Islam)

اقتدارِ اعلیٰ (Sovereignty)

اسلامی معاشرہ اس بات پر کامل ایمان رکھتا ہے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس پوری کائنات کا حاکمِ اعلیٰ ہے۔عوام کے نمائندے صرف ان حدود کے اندر اختیارات استعمال کر سکتے ہیں جو اسلام نے متعین کر دی ہیں۔تاہم عوام کو اس اَمر کی مکمل آزادی ہے کہ وہ ریاست کے معاملات چلانے کے لیے صالح، متقی اور پرہیزگار افراد کو منتخب کریں۔اسلامی معاشرے میں حکمرانوں پر عوام کو اس وقت تک اعتماد رہتا ہے جب تک کہ وہ اسلامی قوانین کی پیروی کریں۔اسی سے اسلام میں جمہوریت کا تصوّر واضح ہوتا ہے۔

عدل وانصاف (Justice)

عدل کے لفظی معنی ہیں کہ صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا۔ یہ قانونِ الٰہی کی اصل بنیاد ہے۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو عدل کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔ یہ عدل وانصاف ہی ہے جس کی بنا پر کوئی معاشرہ پرامن اور خوشحال ہوسکتا ہے۔ صرف عادلانہ نظام ہی میں افراد کے کردار کی تعمیر وتشکیل اور اجتماعی بہتری ممکن ہے۔ اسلام عدل قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمادیجیے بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 42)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''آپ فرمادیجیے میرے ربّ نے عدل کا حکم دیا ہے۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 29)

مساوات (Equality)

اسلام انسانوں کے درمیان مساوات کا علم بردار ہے۔ اسلام رنگ ونسل، زبان وثقافت اور امارت وغربت سمیت تمام امتیازات کی نفی کرتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''اے لوگو! بے شک تمھارا ربّ بھی ایک ہے تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔''

اخوت (Brotherhood)

اخوت کے معنی بھائی چارے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''بے شک سب اہلِ ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 10)۔

اخوت کا اصول اسلامی معاشرے کا ایک اہم پہلو ہے۔ بھائی بھائی ہونے کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور خوشی وغمی میں شریک ہوتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارے کا احساس محبت، باہمی تعاون اور قربانی کے جذبات کو ابھارتا اور فروغ دیتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور اپنے بھائی کو تکلیف پہنچانے کا ذریعہ نہیں بنتا ہے۔'' ایک اور موقع پر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''آپس میں کینہ نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منھ نہ پھیرو اور سب بھائی بھائی بن جاؤ۔''

مختصر یہ کہ ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے کسی قسم کی کدورت نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی حسد کرنا چاہیے۔ مسلمان تو مسلمان ہیں اسلام تو غیر مسلموں کے خلاف بھی سازش کرنے اور بُرے خیالات رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

رواداری (Tolerance)

رواداری اور برداشت اسلام کی نظر میں نہایت اہم ہیں جو انسان کو مشکل اور دشواری سے بچاتی ہیں اور دوسروں کے لیے پیار محبت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ لوگوں کے درمیان سماجی تعلقات قائم کرنے کا بہترین طریقہ ہے کہ دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کیا جائے۔ باہمی جھگڑوں سے بچنے کے لیے رواداری بہترین ذریعہ ہے۔ اس کی وجہ سے اخوت اور امن کا ماحول فروغ پاتا ہے اور انسانی رشتوں میں استحکام آتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے قول وفعل سے رواداری کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہوچکی ہے۔'' (سورۃ بقرہ، آیت نمبر 256)

رواداری کا ایک سنہری اصول ہے کہ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے جائز حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور انھیں مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایسے افراد پر نظر رکھنا ضروری ہے جو اپنے خیالات اور نظریات کو دوسروں پر مسلط کرتے ہیں اور دوسروں کے جذبات مجروح کرتے ہیں۔

اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف اور فرائض
(Definition and Functions of an Islamic Welfare State)

تعریف (Definition)

اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہو، عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہو اور جس کا مقصد ایسا معاشرہ قائم کرنا ہو جہاں انصاف، مساوات، اخوت اور معاشی خوشحالی ہو۔

فرائض (Functions)

اسلامی فلاحی ریاست کے فرائض سے مراد شہریوں کے وہ حقوق ہیں جنھیں ادا کرنا ریاست پر لازم ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست پر شہریوں کے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر مسائل کو حل کرنے کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ عوام کی روحانی و مادی فلاح و بہبود کرنا، ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا، ان کو سہولیات مہیا کرنا اور انھیں نیکی کی راہ پر لگانا، اسلامی فلاحی ریاست کا فریضہ ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جس میں توحید، مساوات، عدل و انصاف، اخلاق وتقویٰ اور حصولِ علم کے بنیادی اصول اپنائے گئے۔ مدینہ منورہ کی مثالی اسلامی ریاست نے ایک فلاحی، منصفانہ اور بنیادی حقوق کے یکساں محافظ معاشرے کا تجربہ پوری دنیا کو کام یاب کر کے دکھایا۔ اسلامی فلاحی ریاست کے چند فرائض درج ذیل ہیں:

1- اسلامی قوانین کا نفاذ (Enforcement of Islamic Laws)

اسلامی فلاحی مملکت میں سربراہِ ریاست عوام کا خادم ہوتا ہے۔ قرآن اور سنّت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر مبنی قانون سازی اور اس کا نفاذ حاکم کی اولین ذمہ داری ہے کیوں کہ قرآن اور سنّت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دیے ہوئے قوانین ہی عوام کی فلاح کے ضامن ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکمران، ظالم کے مقابلے میں مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

2- بنیادی ضروریات کی تکمیل (Fulfillment of Basic Needs)

عوام کو تمام بنیادی ضروریات یعنی روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرنا اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے۔ سوشل سکیورٹی کی تمام سکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔ مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں بیت المال کا قیام اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کی طرف ایک مؤثر قدم تھا۔

عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے بعد اسلامی فلاحی ریاست انھیں معقول زندگی گزارنے کے لیے دیگر سہولیات کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے مثلاً تعلیم، صحت اور آمد و رفت کی سہولتیں وغیرہ۔ ایک بہتر زندگی کے لیے تمام سہولیات مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

3- دولت کی منصفانہ تقسیم (Fair Distribution of Wealth)

اسلامی فلاحی ریاست قوم کی دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیتی بلکہ دولت کی گردش کو یقینی بناتی ہے تاکہ معاشرے کے تمام افراد اس سے مستفید ہو سکیں۔ اسلامی فلاحی ریاست دولت کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے سے عوام کو سماجی تحفظ فراہم کرتی ہے تاکہ غربت کو دُور کیا جا سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور ایک مثالی دور تھا جس میں غربت اور مفلسی ختم ہو گئی تھی اور قریباً ہر شخص باعزت زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

4- عدل وانصاف اور مساوات کا قیام (Establishment of Justice and Equality)

معاشرہ میں عدل وانصاف کے قیام کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے اور وہ انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہوتی ہے بلکہ انتظامیہ اور سربراہِ مملکت بھی عدلیہ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ سربراہِ مملکت کو عدالت میں طلب کر سکتی ہے اور اس کو سزا بھی دے سکتی ہے۔

اسلامی فلاحی ریاست میں رنگ، نسل، علاقہ، جنس اور دیگر امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب کو معاشی، معاشرتی، مذہبی اور دیگر حقوق برابر حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں ایک بہترین ماحول پیدا کیا جاتا ہے جہاں ذات پات اور اونچ نیچ کی کوئی قید نہیں ہوتی اور ظلم وزیادتی سے پاک معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

5- اظہارِ رائے کی آزادی (Freedom of Expression)

اسلامی ریاست میں عوام کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی دی جاتی ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست میں حکام پر تنقید کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ ایسی ریاست اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے البتہ دین کے خلاف کسی تنقید کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا کہ ''لوگو! اگر میں قرآن وسنّت کے خلاف کوئی کام کروں تو میری پیروی نہ کرنا بلکہ مجھے منصب سے ہٹا دینا۔'' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت سے لوگوں نے آپ پر کھلم کھلا تنقید کی جس کا جواب آپ نے خندہ پیشانی سے دیا۔

6- امن وامان کا نفاذ (Enforcement of Law and Order)

اسلامی فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ وہ معاشرے میں امن وامان قائم کرے تاکہ عوام پُرسکون زندگی بسر کر سکیں اور ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت ممکن ہو۔ اس کے لیے قوانین کا مؤثر نفاذ اور نظامِ عدل کا مضبوط اور خودمختار ہونا ضروری ہے۔

7- ملکی دفاعی نظام (National Defence System)

مملکت کو اندرونی و بیرونی خطرات سے بچانا اور ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دفاع کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے طاقتور فوج ہو اور اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا جانا ضروری ہے۔ بیرونی خطرات سے نپٹنے کے لیے ملکی دفاع کا مؤثر انتظام کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے اس مقصد کے لیے باقاعدہ فوج ہونی چاہیے۔

پاکستان بحیثیت اسلامی ریاست، قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، لیاقت علی خاں اور قراردادِ مقاصد کی روشنی میں

(Pakistan as an Islamic State Delineated by Quaid-e-Azam, Allama Iqbal, Liaquat Ali Khan and Objectives Resolution)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کو جدید اسلامی ریاست بنانے کے بڑے حامی تھے۔ آپ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی: ''پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔''

جب آپ پاکستان کی بانی جماعت، آل انڈیا مسلم لیگ کے سربراہ بنے تو انھوں نے خود کو حصولِ پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے مارچ 1940ء منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے دوقومی نظریہ کی تشریح کی اور فرمایا کہ قوم کی ہر تعریف کی

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ

رُو سے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور دیگر قوموں کے برابر حقوق کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کی ضرورت ہے۔ اجلاس کے اختتام پر قراردادِ لاہور منظور کی گئی جس میں الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے 1943ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں فرمایا: ''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان اور وہ لنگر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1944ء میں طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارا راہ نما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔'' یعنی قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں واضح تصوّر تھا کہ مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایسی مملکت کا قیام ہو جہاں وہ اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اسلام کو بطور دین مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے جس میں زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اصول وقوانین اور راہنمائی موجود ہے۔ ان اصول وضوابط کو نافذ کرنے کے لیے ایک مملکت اور اپنی حکومت درکار تھی لہٰذا آپ مطالبہ پاکستان کو تقاضائے اسلام خیال کرتے تھے۔ آپ نے علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ان الفاظ میں واضح فرمایا: ''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری تھی نہ کہ انگریزوں کی چال، یہ تو اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔''

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد مملکتِ خداداد میں صوبائی ولسانی تعصّبات سر اٹھانے لگے جو قومی اتحاد و یکجہتی کے لیے نقصان دہ تھے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تعصّبات کے خاتمے کی ہر ممکن کوشش کی اور قوم کو اسلام کے نام پر اکٹھا ہونے کی تلقین کی۔ آپ نے 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔ یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فلاحی ورفاہی مملکت کا بہترین تصوّر اسلام کے سوا کون دے سکتا ہے اور دنیا میں لافانی اصولوں اور قوانین پر مشتمل نظامِ حیات قرآن مجید سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے؟ لہٰذا پاکستان کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں کے مطابق بنانا ہوگا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

''ایمان، اتحاد، نظم'' (Unity,Faith,Discipline) پاکستان کا ریاستی اصول اور قومی نصب العین ہے جو قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کی ترقی واستحکام کے لیے دیا تھا۔ یہ الفاظ پاکستان کے ریاستی نشان پر درج ہیں اور پاکستانی قوم کو مضبوطی، یکجہتی اور ڈسپلن کے ساتھ آگے بڑھنے کا سبق دیتے ہیں۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اقبال بنیادی طور پر ایک فلسفی اور شاعر تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری سے مسلمانوں کی امنگوں اور امیدوں کو جگایا اور انھیں ماضی کی عظمت کا سبق یاد کرایا کہ کس طرح سے وہ دنیا پر اپنی الگ شناخت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ نے خطبہ الٰہ آباد 1930ء کے ذریعے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کیا تاکہ مسلمان اس میں رہ کر اپنے مذہب اور ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدّنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت

قائم کرے۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔"

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور چودھری رحمت علی (بائیں)

اپنی وفات (1938ء) کے قریب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام خطوط میں متحدہ ہندوستان کے امکان کو بھی رد کر دیا۔ چودھری رحمت علی اس علیحدہ مملکت کے لیے پہلے ہی پاکستان کا نام تجویز کر چکے تھے۔ اس طرح سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں ایک مسلم ریاست کے لیے فلسفیانہ دلائل دیے اور چودھری رحمت علی نے ان دلائل کو لفظ "پاکستان" میں سمو دیا۔ دنیا کی تاریخ میں کسی ملک کا نام کسی نظریے سے کشید نہیں کیا گیا، پاکستان اس کی واحد مثال ہے۔

لیاقت علی خاں اور قراردادِ مقاصد (Liaqat Ali Khan and Objectives Resolution)

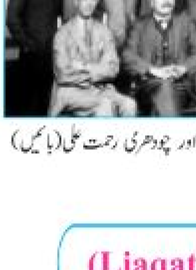

لیاقت علی خاں

لیاقت علی خاں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست تھے اور تحریک پاکستان کے تقاضوں سے بخوبی واقف تھے۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے ان پر بہت سی ذمہ داریاں تھیں جن میں سب سے بڑی ذمہ داری ملک کا آئین ترتیب دینا تھا۔ جدیدیت سے متاثر لوگ سمجھتے تھے کہ ریاست پاکستان میں مذہب کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے لیکن لیاقت علی خاں کو احساس تھا کہ اسلامی تعلیمات جو کہ نظریہ پاکستان کی اساس ہیں کی عمل داری ہونی چاہیے۔ انھوں نے قراردادِ مقاصد کا مسودہ تیار کروایا جو آئندہ کے دستور کے لیے راہنما اصول ثابت ہوا۔

وزیراعظم لیاقت علی خاں نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش کی جو 12 مارچ 1949ء کو منظور ہوئی۔ اس کی منظوری سے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے کے لیے ایک راستہ متعین ہو گیا۔ قراردادِ مقاصد کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کی حاکمیت: تمام کائنات پر اقتدارِ اعلیٰ (حاکمیت) کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حکومتِ پاکستان، اس مقدس امانت کو عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی جو اسے مقدس امانت کے طور پر اللہ کی مقرر کردہ حدود کے مطابق استعمال کریں گے۔

2- اسلامی اصولوں کا نفاذ: جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو ملک میں نافذ کیا جائے گا۔

3- اسلامی طرزِ حیات: مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن و سنّت کی تعلیمات کی روشنی میں گزارنے کے قابل بنایا جائے گا۔

4- اقلیتوں کے حقوق: غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب اور عقائد پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔ اقلیتوں اور دیگر پسماندہ طبقوں کے جائز حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا جائے گا۔

5- وفاقی نظام: ملک میں وفاقی نظام حکومت قائم کیا جائے گا جس میں صوبوں کو مقررہ آئینی حدود میں خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- بنیادی حقوق: عوام کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں گے۔ مزید برآں فکر و اظہار اور عقیدے و عبادات کے علاوہ تنظیم سازی کی بھی آزادی ہوگی۔

7- آزاد عدلیہ: عدلیہ اپنے کاموں میں بالکل آزاد ہوگی اور بغیر کسی دباؤ کے کام کرے گی۔

اسلام اور جدیدیت (Islam and Modernism)

جدیدیت (Modernism) سے مراد نئے شعور، عقلیت پسندی اور تخلیقی تجربات کو اپنانا ہے۔ جدیدیت کا آغاز یورپ سے ہوا جہاں سخت مذہبی ضابطوں کے خلاف تحریک نے جدید دنیا کو جنم دیا۔ اس بنا پر یورپ میں مذہب کو عملی معاملات سے بے دخل کر کے عبادت گاہ تک محدود کر دیا گیا اور عملی معاملات کو خالص انسانی عقل وفہم سے چلانے کا عزم کیا گیا۔ یورپ کے سیاسی غلبے اور اس کی تہذیبی یلغار نے مسلمانوں میں بھی جدیدیت کو مقبول بنایا۔ اسلام میں قرآن وسنّت میں عقل کے استعمال اور حکمتِ عملی پر برابر زور دیا گیا ہے اور یہ جدیدیت کے ساتھ ایک قدرِ مشترک بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب بھی اُتاری اور میزان (عدل) بھی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت (جنگی) طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لیے دوسرے فائدے بھی اور تاکہ اللہ ظاہر فرما دے کہ کون اُس (کے دین) کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے بے شک اللہ بہت قوّت والا بہت غالب ہے۔'' (سورۃ الحدید، آیت نمبر 25)

اس سورۃ میں لوہے کو اسلحہ اور طاقت سے نسبت دی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو طاقت ور دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ طاقت صنعتی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی سے آسکتی ہے، لہٰذا اسلام میں آلات کی جدّت قابلِ قبول ہے۔

اسی طرح حدیث رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں حکمت اور دانائی کو حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی۔

حدیثِ پاک ہے: ''دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ وہ اسے جہاں ملے، اسے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''
(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4169)

مسلمانوں نے کئی صدیوں تک تمام علوم میں پوری دنیا کی قیادت کی ہے لیکن جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑا تو ان کا زوال شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے دنیا کی بادشاہت اور خلافت کا وعدہ کیا ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ، ایک ایمان اور دوسرا عملِ صالح والی زندگی۔

اسلام میں امن، رواداری اور بقائے باہمی کا فروغ
(Promotion of Peace, Tolerance and Co-Existence in Islam)

اسلام اور امن (Islam and Peace)

اسلام کی بنیاد امن وامان پر ہے اور اسلام ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔''
(سورۃ المائدہ آیت نمبر 32)

اسلام نے ایک مثالی ماحول کے قیام کے لیے کچھ راہ نما اصول طے کر رکھے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا امن کا گہوارا بن سکتی ہے۔

-1 اسلام یہ بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں امن وسکون چاہتے ہو تو ایک اللہ پر ایمان لے آؤ، اپنی اصلاح کرلو اور اچھے کام کرو۔ قرآن مجید میں اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ''اور ہم رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں صرف خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر، تو جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کرلے تو ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (سورۃ الانعام آیت نمبر 48)

-2 ایمان اور امن دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ دنیا میں ایمان کے بغیر امن کا قیام ناممکن ہے۔ قیامِ امن کا دوسرا اسلامی اصول یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔ اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہیں ہونی چاہیےاور تمام آلائشوں سے پاک عبادت کے نتیجہ میں امن وامان قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کوظلم سے نہیں ملایا یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' (سورۃ الانعام آیت نمبر 82)

-3 امن وامان کے قیام کے لیے اسلام نے تیسرا اصول یہ بتایا کہ انسانی معاشرے میں اخوت وہمدردی اور بھائی چارہ کو فروغ دیا جائے، ہر شخص دوسرے کا خیرخواہ ہو، اس کی عزت وآبرو کا محافظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے: ''تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر 13)

-4 اس اصول کی روشنی میں جب معاشرے کا ہر فرد اپنے پڑوسی، اور اپنے ہم وطن بھائی کے لیے خیر اور بھلائی کا جذبہ رکھے گا تو فتنہ وفساد، خانہ جنگی اور دہشت گردی خود بخود ختم ہوجائے گی، پورا معاشرہ اور پورا ملک امن وامان کا گہوارا بن جائے گا۔ اسلام نے جرائم کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے جو سزائیں تجویز کی ہیں، بظاہر وہ سخت نظر آتی ہیں لیکن جرائم کی کثرت اور ان کی سنگین نوعیت نے اب یہ ثابت کردیا ہے کہ ان کے سدِباب کے لیے اسلامی قوانین نہایت اہم ہیں۔ اگر ہم شرپسندی، بدعنوانی اور قتل وغارت کا خاتمہ چاہتے تو ہمیں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنانا ہوگا۔

اسلام اور مذہبی رواداری (Islam and Religious Tolerance)

اسلام مذہبی رواداری پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کے عقائد واقدار، جذبات، تہذیب وثقافت وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے قرآن وسنّت میں صریح ہدایات موجود ہیں۔

رواداری کے تعلق سے قرآن مجید کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں۔'' یہ انسان کی آزادیِ فکر وعقیدہ کا سب سے اہم اعلامیہ (چارٹر) ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے فکر وعقیدہ کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے۔ ہر فرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جس نظریے کو چاہے اختیار کرے اور جسے چاہے رَد کردے۔ اس کا محاسبہ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ کرے گی۔ دنیا میں اس بنیاد پر ایسے شخص کے ساتھ برا اور غیر اخلاقی طرزِ عمل اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ ہمارا (بھی) ربّ ہے اور تمھارا (بھی) ربّ ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال، ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع فرمائے گا اور اسی کی طرف (سب کو) جانا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ: آیت نمبر 15)

اسلام نام ہے زندگی گزارنے کے اس طریقہ کا جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے پہلے بھی انبیائے علیہم السلام کا تھا اور بعد میں آنے والی تمام انسانیت کا رہے گا۔ اسی طریقہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے دنیا میں نبیوں کا طویل سلسلہ قائم کیا گیا۔

ایسا دین جو ہمیشہ سے سارے انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین رواداری کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔'' (سورۃ آل عمران: آیت نمبر 19)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے جو معاہدہ تحریر فرمایا، اس کے بعض اجزا اس طرح ہیں:۔

''یہ امان ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ ایلیا کو دی، یہ امان جان ومال، گرجا، صلیب، تندرست وبیمار اور ان کے

تمام اہلِ مذہب کے لیے ہے، نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔''

کچھ غیر مسلموں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے گورنر حضرت عمرو بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گورنر کو لکھا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے علاقہ کے غیر مسلموں کو تمھاری سخت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لو لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ ان کے خون سے اپنا دامن محفوظ رکھو۔''

اسلام اور بقائے باہمی (Islam and Co-Existence)

بقائے باہمی کا مطلب ہے دوسرے انسانوں کے ساتھ امن و امان، باہمی صلح اور محبت کے ساتھ رہنا ہے۔ دنیا کی آبادی کی غالب اکثریت کسی نہ کسی مذہب کی پیروکار ہے اور ان کے تصورات یعنی رواداری امن و امان، باہمی صلح، بقائے باہمی اور محبت بہت ہی اہم اصول ہیں۔ دنیا میں مذہب کے بغیر نہ تو امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی بقائے باہمی۔ مسلمانوں کے مطابق امن بغیر انصاف کے ممکن نہیں اس لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر فرد کو اپنی مرضی کا مذہب اور عقیدہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

اسلام ہر فرد کو اجازت دیتا ہے کہ جو چاہے وہ مانے اور جو چاہے نہ مانے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔'' (سورۃ الکافرون، آیت نمبر 6)

''اور اللہ کی راہ میں (اُن سے) لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 190)

اسلام نے بلا تفریق مذہب و ملت انسانی برادری کا جو تصور پیش کیا ہے اگر اُس پر من و عن عمل کر لیا جائے تو یہ شر و فساد، ظلم و جبر اور بے پناہ فسادات سے بھری ہوئی دنیا امن کا گہوارا بن جائے۔

مشقی سوالات

1- ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) قراردادِ مقاصد 1949ء پیش کرنے والے وزیر اعظم کا نام ہے:

(الف) خواجہ ناظم الدین (ب) محمد علی بوگرہ (ج) چودھری محمد علی (د) لیاقت علی خاں

(ii) برصغیر پاک و ہند میں جداگانہ انتخابات کا مطالبہ سب سے پہلے کیا:

(الف) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے (ب) سر سید احمد خاں نے (ج) چودھری رحمت علی نے (د) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

(iii) قراردادِ لاہور پیش ہوئی:

(الف) 1930ء میں (ب) 1935ء میں (ج) 1940ء میں (د) 1945ء میں

(iv) عدل کے لفظی معنی ہیں:

(الف) پُرامن اور خوشحال معاشرہ (ب) اجتماعی بہتری (ج) کردار کی تعمیر و تشکیل (د) کسی صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا

(v) علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں اپنا مشہور صدارتی خطبہ دیا:

(الف) دہلی میں (ب) لاہور میں (ج) کراچی میں (د) الہ آباد میں

(vi) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے قوم کو صوبائی تعصبات سے گریز کرنے کی تلقین کی:

(الف) جولائی 1946ء میں (ب) فروری 1947ء میں (ج) ستمبر 1947ء میں (د) مارچ 1948ء میں

(vii) ''اے لوگو! بے شک تمھارا ربّ بھی ایک ہے تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

(الف) نبوت کے فوراً بعد (ب) ہجرت مدینہ کے موقع پر (ج) حجۃ الوداع کے موقع پر (د) صلح حدیبیہ کے موقع پر

(viii) ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے''، جس سورۃ میں فرمایا:

(الف) البقرۃ (ب) آل عمران (ج) النساء (د) المائدہ

2- مختصر جواب دیں۔

(i) نظریہ کی تعریف بیان کریں۔ (ii) دوقومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟

(iii) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں خطبہ الہ آباد میں کیا فرمایا؟

(iv) قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے 1943ء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا فرمایا؟

(v) جدیدیت کسے کہتے ہیں؟ (vi) دولت کی منصفانہ تقسیم سے کیا مراد ہے؟

(vii) رواداری کا مفہوم تحریر کریں۔ (viii) بقائے باہمی کا کیا مطلب ہے؟

3- تفصیل سے جواب دیں۔

(i) اسلام، پاکستان کی نظریاتی اساس ہے، بحث کریں۔ (ii) اسلام کے بنیادی اصول بیان کریں۔

(iii) اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف اور اس کے فرائض بیان کریں۔

(iv) اسلام امن اور رواداری کو فروغ دیتا ہے، وضاحت کریں۔

(v) پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کریں۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ دوقومی نظریہ کے حوالے سے ان واقعات کا تجزیہ کریں جو قیام پاکستان کا باعث بنے۔

(ii) طلبہ گروپ کی شکل میں تاریخی مثالوں (ریاست مدینہ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پالیسیوں) کا استعمال کرتے ہوئے اسلامی فلاحی ریاست کے افعال کی شناخت اور ان کا موجودہ حالات سے موازنہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) نظریہ پاکستان کی عملداری کے حوالے سے طلبہ کے درمیان ایک مکالمہ کروائیں۔

(ii) امن اور رواداری کے موضوع پر طلبہ کے مابین ایک تقریری مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

باب

2 پاکستان میں آئینی اور سیاسی ترقی
(Constitutional and Political Developments in Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں آئینی ارتقا کی ابتدا اور تاریخی تناظر کا جائزہ لے سکیں۔
2- پاکستان میں جمہوریت کے افعال، اس کی مشکلات اور فروغ کے حوالے سے سیاسی جماعتوں کے کردار کو سمجھ سکیں۔
3- 1956ء اور 1962ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات کی وضاحت کر سکیں۔
4- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بنیادی وجوہات اور پاکستان پر اس کے اثرات کی نشان دہی کر سکیں۔
5- 1973ء کے آئین کے تحت عدلیہ کے افعال اور کردار کا جائزہ لے سکیں۔
6- انسانی حقوق کے تصور کی بنیادی خصوصیات کی وضاحت کر سکیں۔
7- اسلام کے مطابق بنیادی انسانی حقوق کا جائزہ لے سکیں۔
8- 1948ء کے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ کا تجزیہ کر سکیں، خاص طور پر تعلیم، صحت اور غربت کے خاتمے پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے بچوں کے حقوق اور صنفی امتیاز سے متعلق شقوں کا جائزہ لے سکیں۔
9- شہریوں کے حقوق و فرائض، اسلامی دفعات اور اہم ترامیم کے حوالے سے 1973ء کے آئین کی خصوصیات پر بحث کر سکیں۔
10- 1973ء کے آئین کے تحت شہریوں کے حقوق اور فرائض اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ 1948ء کے تحت شہریوں کو دیے گئے حقوق سے موازنہ کر سکیں۔
11- خوراک میں خود کفالت (self-sufficiency) کی اہمیت کو ایک بنیادی انسانی حق کے طور پر اور ملک کی ترقی میں ایک اہم عنصر کے طور پر تسلیم کر سکیں۔
12- پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار کے موجودہ حالات کا جائزہ لے سکیں اور خاص طور پر پاکستان میں کچھ صنعتوں میں اس کے خاتمے کے لیے اقدامات کرنے کی تجاویز پیش کر سکیں۔
13- اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ پاکستان میں بچوں اور خواتین سے متعلق SDGs پائیدار ترقی کے اہداف (کو کس حد تک پورا کیا گیا ہے اور ان اقدامات پر بات کر سکیں جو اقوام متحدہ کے ایجنڈے 2030ء کو پورا کرنے کے لیے اٹھائے گئے ہیں۔

پاکستان میں آئینی ارتقا (Constitutional Evolution in Pakistan)

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے آئینی ارتقا کی ابتدا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء سے ہوئی جس کو چند ضروری ترامیم کے بعد عبوری آئین کے طور پر اپنایا گیا۔ افتتاحی دستور ساز اسمبلی کو آئین کی تیاری میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں پہلے آئین کی تیاری میں نو سال کی تاخیر ہوئی۔ قرارداد مقاصد 1949ء (پہلی آئین ساز اسمبلی میں منظور کی گئی)۔ یہ ایک بنیادی دستاویز تھی جسے بعد کے تمام آئینوں میں بطور تمہید شامل کیا گیا۔ پہلا آئین 1956ء میں بنایا گیا اور پارلیمانی نظام قائم ہوا۔ جنرل ایوب خان نے 1962ء میں ایک صدارتی آئین متعارف کرایا جو 1969ء میں ان کے استعفیٰ تک جاری رہا۔ اس کے بعد جنرل یحییٰ خان کے دور میں ایک مختصر مدت کے لیے لیگل فریم ورک آرڈر مرتب کی گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد موجودہ 1973ء کا آئین بنایا گیا جس میں ایک وفاقی ڈھانچے کے ساتھ پارلیمانی جمہوریت قائم کی گئی۔ وطن عزیز میں یہ آئین مختلف ترامیم کے ساتھ نافذ العمل ہے۔

تنقیدی سوچ کا سوال (Critical Thinking Question)

پاکستان میں آئین سازی میں تاخیر کی بنیادی مشکلات کیا تھیں؟

پاکستان میں جمہوریت کے افعال اور مشکلات
(Functions and Problems of Democracy in Pakistan)

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان میں وفاقی پارلیمانی جمہوری نظام رائج کیا گیا جو آج تک رائج ہے تاہم سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے جمہوریت مسلسل مشکلات کا شکار رہی ہے۔ پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کو اپنے ملک کے لیے آئین بنانے اور پارلیمنٹ کی حیثیت سے کام کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ پاکستان میں جمہوریت کے افعال اور مشکلات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

قراردادِ مقاصد 1949ء (Objectives Resolution 1949)

1949ء میں دستور ساز اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کروائی گئی۔ اس قرارداد کے مطابق اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو اپنا اقتدار پاکستان کے عوام کو تفویض کرتا ہے۔ عوام کے نمائندے اس مقدس امانت کو قرآن و سنت کی حدود میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔ قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد اس بات کا تعین ہو گیا کہ ملک کا دستور کن بنیادوں پر بنایا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے دستور ساز اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کر دی گئی۔

پہلی دستور ساز اسمبلی کا تحلیل ہونا (Dissolution of the First Constituent Assembly)

سیاسی عدم استحکام اور موثر قیادت کے فقدان کی وجہ سے پاکستان میں حکومتیں تیزی سے تبدیل ہونے لگیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر گورنر جنرل غلام محمد نے 24 اکتوبر 1954ء کو دستور ساز اسمبلی تحلیل کر دی اور نئی اسمبلی کے قیام کا اعلان کر دیا۔

وَن یونٹ کا قیام (Establishment of One Unit)

دستور سازی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ یہ بھی تھی کہ ملک کا مغربی حصہ چار صوبوں، پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے والی ریاستوں جب کہ مشرقی حصہ ایک صوبے پر مشتمل تھا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا گیا اور اسے وَن یونٹ کا نام دیا گیا۔ وَن یونٹ کے قیام کے بعد دستور سازی کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا۔

آئین 1956ء (Constitution of 1956)

اس دور کے وزیرِ اعظم چودھری محمد علی نے دستور سازی کے کام کی طرف پوری توجہ دی اور اسے مکمل کیا۔ دستور ساز اسمبلی نے 1956ء کے نئے آئین کی منظوری دی۔ یہ آئین قریباً اڑھائی سال تک ملک میں نافذ رہا۔

جنرل محمد ایوب خان کا مارشل لا (General Muhammad Ayub Khan's Martial Law)

1958ء میں جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لا نافذ کر کے خود اقتدار سنبھال لیا۔ تمام اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں اور سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی گئی۔ قوم سے خطاب کرتے ہوئے جنرل محمد ایوب خان نے کہا کہ ہمارا اصل مقصد جمہوریت کی بحالی ہے۔ ہم جمہوریت کی طرف واپس جائیں گے۔

آئین 1962ء (Constitution of 1962)

جنرل محمد ایوب خان کی کوششوں سے 1962ء میں پاکستان کے دوسرے آئین کا نفاذ ہوا جس کے تحت جنرل محمد ایوب خان ملک کے صدر منتخب ہوئے۔ وہ 1958ء سے 1969ء تک اقتدار میں رہے۔ 1969ء میں صدر ایوب خان کے استعفیٰ کے لیے مطالبے میں شدت

آ گئی۔ملکی حالات اتنے خراب ہو گئے کہ صدر جنرل محمد ایوب خان نے مستعفی ہو کر اقتدار آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد یحییٰ خان کو سونپ دیا۔

جنرل محمد یحییٰ خان (General Muhammad Yahya Khan)

جنرل محمد یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو مارشل لا نافذ کیا اور آئین کو منسوخ کر دیا۔ 30 مارچ 1970ء کو جنرل محمد یحییٰ خان نے لیگل فریم ورک آرڈر (LFO) جاری کیا جس کے تحت دسمبر 1970ء میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ملک عام انتخابات منعقد ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ اور مغربی پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی اکثریتی جماعت کے طور پر سامنے آئیں جب کہ مجموعی طور پر عوامی لیگ اکثریتی جماعت بن کر سامنے آئی۔ لہٰذا حکومت بنانے کا حق عوامی لیگ کا تھا مگر اسے اقتدار منتقل نہ کیا گیا۔ مشرقی پاکستان میں اچانک ہنگامے پھوٹ پڑے اور فوج کی حالات پر قابو پانے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ نتیجتاً 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش کے نام سے ایک نیا ملک بنا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1947ء سے 1958ء تک پاکستان میں سات وزرائے اعظم برسرِ اقتدار رہے، جن میں لیاقت علی خاں، خواجہ ناظم الدین ، محمد علی بوگرہ، چودھری محمد علی، حسین شہید سہروردی ، ابراہیم اسماعیل چندریگر اور ملک فیروز خاں نون شامل ہیں۔ ان میں ناظم الدین، محمد علی بوگرہ اور حسین شہید سہروردی مشرقی پاکستان سے تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو (Zulfiqar Ali Bhutto)

مغربی پاکستان میں جنرل محمد یحییٰ خان نے 20 دسمبر 1971ء کو اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد کر دیا۔ اس حکومت نے 14 اگست 1973ء کو پاکستان کا تیسرا آئین نافذ کیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے آئینی مدت پوری ہونے سے قبل ہی مارچ 1977ء میں انتخابات منعقد کرائے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی ملی، مگر اس موقع پر حزبِ اختلاف کی سیاسی جماعتوں نے حکومت پر الیکشن میں دھاندلی کا الزام لگایا اور تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ حزبِ اختلاف کی تحریک نے تھوڑے ہی عرصہ میں ملک گیر ہنگاموں کی شکل اختیار کر لی اور حالات حکومتِ وقت کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔

جنرل محمد ضیاء الحق (General Muhammad Zia-ul-Haq)

حالات کو دیکھتے ہوئے فوج کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق نے 5 جولائی 1977ء کو ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ قومی وصوبائی اسمبلیوں کو ختم کر دیا گیا۔ 1973ء کے آئین کو وقتی طور پر معطل کر دیا گیا۔ مارشل لا کے دورِ حکومت میں تمام سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور 1981ء میں ایک عبوری آئین نافذ کیا گیا۔

دسمبر 1981ء میں صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک نامزد مجلس شوریٰ (قومی اسمبلی) کی تشکیل کا اعلان کیا جو فروری 1985ء تک قائم رہی۔ فروری 1985ء میں ملک میں غیر جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات کرائے گئے اور 1973ء کے آئین کو بہت سی ترامیم کے بعد بحال کر دیا گیا۔ ان ترامیم کے تحت صدر کے اختیارات میں بے پناہ اضافہ کر دیا گیا۔

محمد خاں جونیجو (Muhammad Khan Junejo)

23 مارچ 1985ء میں محمد خاں جونیجو ملک کے وزیرِ اعظم منتخب ہوئے۔ 30 دسمبر 1985ء کو ملک سے مارشل لا اٹھا لیا گیا۔ قریباً تین سال بعد 29 مئی 1988ء کو صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے محمد خاں جونیجو کی حکومت کو برطرف کر دیا اور قومی وصوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔ 17 اگست 1988ء کو صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے اور سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خاں صدرِ پاکستان بنے۔

بے نظیر بھٹو کا پہلا دورِ حکومت (Benazir Bhutto's First Term in Government)

نومبر 1988ء میں ملک میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا گیا۔ ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں سب سے بڑی پارٹی کے طور پر سامنے آئی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ اگست 1990ء میں صدر غلام اسحاق خاں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کر دی اور اکتوبر 1990ء میں دوبارہ عام انتخابات کا اعلان کیا۔

میاں محمد نواز شریف کا پہلا دورِ حکومت (Mian Muhammad Nawaz Sharif's First Term in Government)

1990ء کے انتخابات کے نتیجے میں اسلامی جمہوری اتحاد کو کامیابی ملی اور میاں محمد نواز شریف ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ یہ حکومت بھی اپنی مدت پوری نہ کر سکی۔

بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت (Benazir Bhutto's Second Term in Government)

16 اکتوبر 1993ء کو ملک میں عام انتخابات ہوئے اور ایک دفعہ پھر محترمہ بے نظیر بھٹو ملک کی وزیر اعظم منتخب ہوئیں جب کہ صدرِ پاکستان کے عہدہ پر فاروق احمد خان لغاری منتخب ہوئے۔ 5 نومبر 1996ء کو صدرِ پاکستان فاروق احمد خاں لغاری نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کو برطرف کر دیا اور ملک میں نئے عام انتخابات کا اعلان کیا گیا۔

میاں محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت (Mian Muhammad Nawaz Sharif's Second Term in Government)

فروری 1997ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور محمد نواز شریف دوسری بار ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

غلام مصطفیٰ جتوئی، بلخ شیر مزاری، معین الدین احمد قریشی، ملک معراج خالد، میاں محمد سومرو، میر ہزار خان کھوسو، جسٹس (ر) ناصر الملک اور انوار الحق کاکڑ نگران وزرائے اعظم کی حیثیت سے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

جنرل پرویز مشرف (General Pervez Musharraf)

12 اکتوبر 1999ء کو بری فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو ختم کر کے اقتدار سنبھال لیا۔ آئین کو معطل کر دیا اور ایک عبوری آئین کا اعلان کیا گیا۔ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ملک میں نئے عام انتخابات کروانے کا اعلان کیا۔

میر ظفر اللہ خاں جمالی (Mir Zafarullah Khan Jamali)

10 اکتوبر 2002ء کو ملک میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے عام انتخابات ہوئے جن کے نتیجے میں میر ظفر اللہ خاں جمالی ملک کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات بھی مکمل ہوئے۔ جون 2004ء میں میر ظفر اللہ خاں جمالی کے استعفیٰ کے بعد چودھری شجاعت حسین نے دو ماہ کے لیے وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا اور شوکت عزیز کو مستقبل کا وزیر اعظم نامزد کیا گیا۔

شوکت عزیز (Shaukat Aziz)

اگست 2004ء میں شوکت عزیز ملک کے وزیر اعظم بنے۔ 15 نومبر 2007ء کو قومی اسمبلی اپنی پانچ سالہ مدت پوری کر کے تحلیل ہو گئی۔ 29 نومبر 2007ء کو جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف نے سویلین صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

سید یوسف رضا گیلانی (Syed Yousuf Raza Gilani)

18 فروری 2008ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور پیپلز پارٹی کے

سید یوسف رضا گیلانی پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ 18 اگست 2008ء کو صدرِ پاکستان جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے مستعفی ہونے کے بعد سینیٹ کے چیئرمین میاں محمد سومرو نے قائم مقام صدر کا عہدہ سنبھالا۔ 9 ستمبر 2008ء کو آصف علی زرداری نے صدرِ پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ 22 جون 2012ء کو یوسف رضا گیلانی کی نااہلی کے بعد راجا پرویز اشرف نے نئے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔ اس اسمبلی کی مدت 2013ء میں ختم ہوئی۔

میاں محمد نواز شریف کا تیسرا دورِ حکومت (Mian Muhammad Nawaz Sharif's Third Term in Government)

مئی 2013ء میں عام انتخابات ہوئے جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) نے کامیابی حاصل کی اور میاں محمد نواز شریف نے تیسری بار وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالا۔ اس کے بعد 9 ستمبر 2013ء کو ممنون حسین پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ جولائی 2017ء میں میاں محمد نواز شریف کی تبدیلی کے بعد بقیہ مدت کے لیے شاہد خاقان عباسی وزیر اعظم منتخب کیے گئے۔

عمران خان کی حکومت (Imran Khan's Government)

2018ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے اور عمران خان ملک کے وزیر اعظم بنے۔ ڈاکٹر عارف علوی صدرِ پاکستان منتخب ہوئے۔

پی ڈی ایم کی حکومت (PDM Government)

اپریل 2022ء میں قومی اسمبلی میں ن لیگ اور پیپلز پارٹی نے متحد ہو کر وزیر اعظم عمران خان کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد کامیاب کروائی جس کے بعد دونوں جماعتوں کے متفقہ امیدوار کے طور پر میاں محمد شہباز شریف ملک کے نئے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ اسے پی ڈی ایم (Pakistan Democratic Movement-PDM) کی حکومت کہتے ہیں۔ فروری 2024ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے اور میاں محمد شہباز شریف دوبارہ ملک کے وزیر اعظم بنے۔ آصف علی زرداری صدرِ پاکستان منتخب ہوئے۔

جمہوری نظام کی کامیابی کے لیے سیاسی جماعتوں کا کردار
(Role of Political Parties in Promoting Democracy in Pakistan)

- ☆ سیاسی جماعتیں جمہوریت کی کامیابی کے لیے ضروری ہیں اور یہ رائے عامہ تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں، اپنے پلیٹ فارم، میڈیا اور پریس کے ذریعے عوام کو اہم قومی مسائل سے آگاہ کرتی ہیں اور اپنے انتخابی منشور اور ترقیاتی پروگرام کی تشہیر کرتی ہیں۔
- ☆ سیاسی جماعتوں سے عوام کو مختلف معاملات اور اُمور کے بارے میں اپنی رائے کی تشکیل میں بڑی مدد ملتی ہے جس کا اظہار عوام عام انتخابات میں اپنے ووٹ کے ذریعے کرتے ہیں۔
- ☆ جمہوری نظام کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے سیاسی جماعتوں کا وجود ناگزیر ہے کیوں کہ سیاسی جماعتیں جمہوریت کی جان اور روح ہوتی ہیں۔ وہ عام انتخابات کے لیے اپنے امیدوار نامزد کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے بغیر جمہوریت غیر فعال ہے۔
- ☆ جمہوری نظام کو انتشار اور فرقہ واریت سے محفوظ رکھنے میں سیاسی جماعتیں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں عوام میں سیاسی سوجھ بوجھ پیدا کرتی ہیں۔ اگر لوگ کسی حکومت کو نااہل اور بد دیانت سمجھتے ہیں اور اس کی جگہ متبادل حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو ان کی اس خواہش کی تکمیل پارلیمانی نظام میں حزبِ اختلاف کے ذریعے ممکن ہو سکتی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے بغیر عوام کی حکومت کا تصور محال ہے۔
- ☆ جہاں حق رائے دہی وسیع ہوگا، وہاں سیاسی جماعتیں یقیناً وجود میں آئیں گی اور عنانِ حکومت لازماً ایسی جماعت یا جماعتوں کے ہاتھ

میں ہوگی جس کو عوام کی اکثریت حاصل ہوگی۔ سیاسی جماعتیں رائے عامہ ہموار کرتی ہیں۔ سیاسی جماعتوں کا لازمی فرض اور ان کے وجود کا مقصد یہی ہے کہ وہ رائے عامہ کو منظم کریں اور عوام کے فیصلے کے لیے مسائل کا حل پیش کریں۔

تنقیدی سوچ کا سوال (Critical Thinking Question)

کن طریقوں سے دو جماعتی نظام ملکی استحکام کو فروغ دے سکتا ہے؟

1956ء کے آئین کی اہم خصوصیات
(Salient Features of the Constitution 1956)

پاکستان کو اپنے قیام ہی سے آئین سازی میں مشکلات کا سامنا رہا۔ قراردادِ مقاصد دستور سازی کی طرف پہلا بڑا قدم تھا۔ بہر حال بڑی کوششوں کے بعد 1956ء میں پاکستان کا پہلا آئین تیار ہوا جو کہ 23 مارچ 1956ء کو نافذ ہوا۔ اس آئین کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- 1956ء کے آئین کو تحریری شکل میں تیار کیا گیا اور 234 دفعات پر مشتمل تھا۔ اس آئین کے تحت پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت قائم کیا گیا۔ صدرِ مملکت کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

2- آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اختیارات کا عوامی نمائندوں کے ذریعے استعمال، قرآن و سنّت کے مطابق زندگی گزارنے کا ماحول اور اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا گیا۔

3- آئین کے مطابق مرکز میں قومی اسمبلی تھی جس کے ارکان کی کل تعداد 300 تھی۔ ان میں آدھے ارکان مشرقی پاکستان اور آدھے مغربی پاکستان سے پانچ سال کے لیے منتخب ہونے تھے۔ خواتین کی دس نشستیں تھیں۔ ان میں پانچ مغربی اور پانچ مشرقی پاکستان سے تھیں۔

4- آئین میں اس بات کی نشان دہی کر دی گئی کہ شہریوں کو بہتر زندگی بسر کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مکمل شہری حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

5- اس بات کی ضمانت فراہم کی گئی کہ عدلیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تمام دباؤ سے آزاد ہوگی۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ملازمت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

6- 1956ء کے دستور کے مطابق اُردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1956ء کے آئین کی منسوخی (Repeal of the Constitution 1956)

1956ء کا آئین نو سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا تھا مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاست دانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں انتشار اور اعلیٰ قیادت کے فقدان نے آئین کو زیادہ دیر تک چلنے نہ دیا۔ 1956ء کا یہ آئین دو سال اور 7 ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر دی اور تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا گیا۔ قومی اور تمام صوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں گئیں۔ جنرل محمد ایوب خان نے خود صدرِ پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھال لیا۔

1962ء کے آئین کی خصوصیات
(Salient Features of the Constitution 1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے لیے نیا آئین بنانے کے لیے ایک دستوری کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے اپنی سفارشات 1961ء میں صدرِ پاکستان کو پیش کیں۔ صدر نے ان سفارشات میں اپنی مرضی کی ترامیم کے بعد پاکستان کے لیے ایک نیا آئین تیار کیا جسے 8 جون

1962ء کو نافذ کیا گیا۔

1- 1962ء کا آئین تحریری تھا جو کہ 250 دفعات پر مشتمل تھا۔

2- 1962ء کا آئین وفاقی نوعیت کا تھا۔ وفاقی اسمبلی میں کل ارکان کی تعداد 156 تھی۔ آدھے ارکان مغربی پاکستان اور آدھے مشرقی پاکستان سے تھے۔ خواتین کی چھے نشستیں تھیں۔ ان میں تین مغربی اور تین مشرقی پاکستان سے تھیں۔

3- 1962ء کے دستور کے تحت ملک میں صدارتی طرزِ حکومت رائج کیا گیا۔ صدر کا انتخاب ایک انتخابی ادارہ (Electoral College) پانچ سال کے لیے کرتا تھا۔ پہلے الیکٹورل کالج کے ارکان کی تعداد 80,000 تھی، بعد میں یہ تعداد 120,000 ہو گئی۔ نصف ارکان مغربی اور نصف مشرقی پاکستان سے لیے جاتے تھے۔

4- 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں مثلاً: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہِ ریاست کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

5- اس آئین کے مطابق عدلیہ آزاد ہوگی جو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس پر مشتمل ہوگی۔ ججوں کا تقرر صدرِ پاکستان کرے گا۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی ریٹائرمنٹ کے لیے عمر کی حد 65 سال اور ہائی کورٹ کے جج کے لیے ریٹائرمنٹ کی حدِ عمر 62 سال ہوگی۔

6- عوام کو بہتر زندگی گزارنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے کئی حقوق دیے گئے جن کو شہریوں کے بنیادی حقوق کہتے ہیں۔

7- 1962ء کے آئین میں اُردو اور بنگالی دونوں زبانوں کو پاکستان کی قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

1962ء کے آئین کی منسوخی (Repeal of the Constitution 1962)

صدر جنرل محمد ایوب خان نے قریباً 10 سال حکومت کی۔ ان کے دور میں کئی اصلاحات نافذ ہوئیں اور ملک نے صنعتی میدان میں کافی ترقی کی۔ جنرل محمد ایوب خان کی حکومت کے خلاف عوام نے 1969ء میں زبردست تحریک چلائی اور حالات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔ آئین کی رُو سے تمام اختیارات صدرِ پاکستان کے پاس تھے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ 25 مارچ 1969ء کو جنرل محمد یحییٰ خان نے حکومت سنبھال لی اور 1962ء کے آئین کو منسوخ کر دیا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب واثرات
(Reasons and Impacts of Separation of East Pakistan)

واقعات (Events)

جنرل محمد یحییٰ خان نے 1969ء میں حکومت سنبھالی تو انھوں نے ملک میں عام انتخابات کروائے۔ انتخابات کے بعد اقتدار کی جنگ نے ایک نئی صورت اختیار کر لی۔ عوامی لیگ کے راہنما شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے چھے نکات پر مبنی منشور کی بنیاد پر حکومت کے قیام کا اعلان کیا جب کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس کی بھرپور مخالفت کی۔ جنرل محمد یحییٰ خان کی ہوسِ اقتدار سے حالات مزید خراب ہو گئے۔ اسی دوران میں شیخ مجیب الرحمٰن نے ریاستی معاملات میں عدمِ تعاون کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ جگہ جگہ قتل و غارت، عدمِ تعاون، ٹیکس ادا کرنے سے انکار، ہڑتالیں، عدالتوں کا بائیکاٹ اور ملازمین کا کام پر نہ جانا آئے دن کا معمول بن گیا۔

23 مارچ 1971ء کو شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے گھر پر بنگلہ دیش کا پرچم لہرا دیا۔ ان حالات میں شیخ مجیب الرحمٰن کی گرفتاری نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ ملکی خانہ جنگی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ بھارت مکمل طور پر عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان بھیج رہا

تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاکستانی فوجیوں اور عام محبِ وطن شہریوں کو قتل کر رہے تھے۔

مشرقی اور مغربی پاکستان زمینی رابطہ کٹ جانے اور مقامی لوگوں کے عدمِ تعاون کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں فوری اور موثر کارروائی نہ ہوسکی اور ہماری فوج حالات پر قابو نہ پاسکی۔ بھارت آخرکار اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوگیا۔ 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان ایک الگ ملک بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

i- ہندوؤں کے اثرات (Influences of Hindus)

مشرقی پاکستان میں تجارت اور سرکاری ملازمتوں پر کافی تعداد میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت لوگوں کے اندر علیحدگی کے جذبات کو ابھار رہے تھے۔ مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ پوری طرح ہندوؤں کے کنٹرول میں تھا۔ انھوں نے بنگالیوں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا اور ان کے جذبات کو ابھارا۔

ii- معاشی پسماندگی (Economic Backwardness)

مشرقی پاکستان معاشی لحاظ سے پسماندہ علاقہ تھا۔ پاکستان کی حکومت نے اس کی پسماندگی دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن پھر بھی مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہوسکے۔ مثال کے طور پر آزادی کے وقت مشرقی پاکستان میں پٹ سن کا کوئی بھی کارخانہ نہ تھا جب کہ سقوط ڈھاکہ کے وقت 14 کارخانے کام کر رہے تھے۔ اسی طرح آزادی سے پہلے برٹش آرمی میں صرف دو بنگالی آرمی افسر تھے جبکہ سقوط ڈھاکہ کے وقت پاکستانی فوج میں ان کی تعداد قریباً تین سو تھی۔ اسی طرح ہر معاشی منصوبے میں مشرقی پاکستان کا حصہ مغربی پاکستان سے زیادہ ہوتا تھا۔ پاکستان کا پہلا پارلیمنٹ ہاؤس ڈھاکہ میں قائم کیا گیا تھا البتہ یہ سب مشرقی پاکستان کے حالات بدلنے کے لیے کافی نہ تھا۔

iii- زبان کا مسئلہ (Language Problem)

اُردو پاکستان کے کسی علاقے کی بھی مادری زبان نہ تھی۔ یہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب اور مدارس کے نصاب کی زبان تھی۔ اُردو کو بقیہ صوبوں نے قبول کر لیا لیکن بنگالیوں نے اسے قبول نہ کیا اور اس کے خلاف ملک گیر تحریکیں چلائیں جس سے ملکی فضا میں تعصب نے غلبہ پا لیا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ مغربی بنگال کے بنگالیوں کا ہندی سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔

iv- بھارت سمیت دیگر بیرونی طاقتوں کی سازشیں

(Conspiracies of India and other External Powers)

بھارت کی مشرقی پاکستان کے معاملات میں بے جا مداخلت نے بھی حالات کو خراب کیا۔ بھارت نے مکتی باہنی کے کارکنوں کو تربیت اور امداد دینے کے علاوہ علیحدگی پسندانہ رجحانات کی بھی سرپرستی کی۔

v- 1970ء کے عام انتخابات (General Elections of 1970)

1970ء کے انتخابات میں مشرقی پاکستان سے عوامی لیگ جیت گئی جس سے ملک کے دونوں حصوں میں تفریق مزید گہری ہوگئی کیونکہ وہاں دیگر صوبوں کی کوئی بھی جماعت کامیابی حاصل نہ کرسکی۔

اثرات (Impacts)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی قوم کے لیے شدید دھچکا ثابت ہوئی۔ حکومت، فوج اور عوام کا مورال گر گیا اور ان پر مایوسی کے بادل چھانے لگے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے پاکستان کی معاشی حالت کمزور ہوگئی۔ قومی اتحاد اور یکجہتی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ ان حالات میں ایک فعال قیادت کی اشد ضرورت تھی جو لوگوں میں مایوسی ختم کر کے ان میں جینے کی امنگ پیدا کرے۔

1971ء میں بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جنرل یحییٰ خان نے باقی ماندہ) مغربی پاکستان میں اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد کر دیا کیوں کہ اس جماعت کو 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل ہوئی تھی۔ اس طرح ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کی تاریخ کے پہلے سول مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا۔

1973ء کے آئین کا پس منظر (Background of the Constitution 1973)

ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کا نظام چلانے کے لیے ایک عبوری آئین 1972ء میں بنایا اور مستقبل کے آئین کے لیے نو منتخب قومی اسمبلی کے 25 ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں اُن تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل تھے جن کی قومی اسمبلی میں نمائندگی تھی۔

کمیٹی نے اپنی سفارشات مسودہ کی شکل میں 31 دسمبر 1972ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیں۔ قومی اسمبلی نے ان سفارشات اور آئینی مسودہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد 10 اپریل 1973ء کو اسے منظور کر لیا۔

پاکستان کا پہلا متفقہ آئین جسے تمام سیاسی جماعتوں کی حمایت و تائید حاصل تھی، 14 اگست 1973ء کو نافذ کیا گیا جو کہ مختلف ترامیم اور تبدیلیوں کے ساتھ ابھی تک ملک میں رائج ہے۔

1973ء کے آئین کی اہم خصوصیات
(Salient Features of the Constitution 1973)

1973ء کے آئین کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

-1 1973ء کا آئین تحریری شکل میں ہے جو کہ 280 دفعات پر مشتمل ہے۔
-2 قرار دادِ مقاصد کو آئین کے دیباچے میں شامل کیا گیا۔
-3 ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔
-4 پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام اور صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔
-5 مسلمان کی تعریف کی گئی اور قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔
-6 1973ء کے آئین کے تحت ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام حکومت رائج کیا گیا۔
-7 1973ء کے آئین کے تحت قانون ساز ادارے کے دو ایوان رکھے گئے، جن کو قومی اسمبلی اور سینٹ کا نام دیا گیا۔ قومی اسمبلی کے ارکان کی کل تعداد 336 ہے جب کہ سینٹ کے ارکان کی کل تعداد 96 ہے۔
-8 آئین کے تحت عدلیہ کی آزادی کی مکمل ضمانت فراہم کی گئی۔
-9 آئین میں شہریوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کا مکمل تحفظ فراہم کیا گیا۔
-10 آئین کے تحت اُردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا۔

1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات
(Islamic Provisions Under the Constitution of 1973)

-1 اللہ تعالیٰ کی حاکمیت (Sovereignty of Allah Almighty)

آئین میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ تمام کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور عوامی نمائندے اختیارات کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال کریں گے۔

2- مسلمان کی تعریف (Definition of Muslim)

1973ء کے آئین میں پہلی مرتبہ مسلمان کی تعریف شامل کی گئی جس کی رو سے مسلمان وہ ہے جو توحید، رسالت، قیامت اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو۔

3- ملک کا نام (Name of Country)

1973ء کے آئین کے تحت ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا جو کہ پاکستان کی ایک اسلامی فلاحی مملکت کے طور پر نشان دہی کرتا ہے۔

4- صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا (President and Prime Minister must be a Muslim)

1973ء کے آئین کے تحت پاکستان کے سربراہ ریاست یعنی صدر اور سربراہ حکومت وزیر اعظم کے لیے لازم قرار دیا گیا کہ وہ دونوں مسلمان ہوں۔

5- سرکاری مذہب اور اسلامی تعلیمات (Official Religion and Islamic Teachings)

1973ء کے آئین میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ آئین میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ملک کا قانونی ڈھانچا اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہوگا۔ آئین میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔

6- اسلامی اقدار (Islamic Values)

آئین میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ اسلام کی بنیادی اقدار یعنی جمہوریت ، انصاف، رواداری، آزادی اور مساوات کو ملک میں رائج کیا جائے گا۔

7- سود کا خاتمہ (Abolishment of Interest)

حکومت سود کے نظام کو ختم کرے گی اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جائے گا۔

8- زکوٰۃ اور عشر کا نظام (Zakat and Ushr System)

آئین میں واضح کر دیا گیا کہ مسلمانوں کے لیے زکوٰۃ اور عشر کا اسلامی نظام رائج کیا جائے گا۔

9- اسلامی ممالک سے تعلقات (Relations with Islamic Countries)

آئین میں اس بات کا عزم کیا گیا کہ اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات اور مسلم ممالک کو قریب لانے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

10- اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام (Establishment of Council of Islamic Ideology)

ملک میں اسلامی معاشرہ کے قیام اور قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لیے ایک کونسل قائم کی جائے گی جس کا نام اسلامی نظریاتی کونسل رکھا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل، قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کے لیے قانون ساز اداروں کی راہ نمائی کرے گی۔

پاکستان کے آئین میں اہم ترامیم
(Important Amendments in the Constitution of Pakistan)

1- پہلی ترمیم مئی 1974ء میں کی گئی جس میں بنگلہ دیش کو تسلیم کیا گیا۔ چاروں صوبوں کی حدود کے تعین کے علاوہ فاٹا کو پاکستان کا حصہ

قرار دیا گیا۔

2- دوسری ترمیم ستمبر 1974ء میں ہوئی جس میں مسلمان کی تعریف بیان کی گئی اور قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

3- پانچویں ترمیم ستمبر 1976ء میں ہوئی جس میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی مدتِ ملازمت 5 سال اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی مدتِ ملازمت 4 سال مقرر کی گئی۔ ہائی کورٹ کے ججوں کے باہمی تبادلے کیے جاسکیں گے۔

4- آٹھویں ترمیم نومبر 1985ء میں ہوئی جس میں صدرِ پاکستان کو قومی اسمبلی اور حکومت تحلیل کرنے کا اختیار دیا گیا اور صدر کو آرمی، نیوی اور ائیرفورس کے سربراہوں کے تقرر کا بھی اختیار دیا گیا۔ سینٹ کے ارکان کی مدت چھے سال مقرر کی گئی۔

5- تیرھویں ترمیم اپریل 1997ء میں پاس ہوئی جس میں صدر سے قومی اسمبلی اور حکومت کو تحلیل کرنے کا اختیار واپس لے لیا گیا۔ صدر، وزیر اعظم کے مشورے سے آرمی ، نیوی اور ائیرفورس کے سربراہوں کا تقرر کرے گا۔

6- چودھویں ترمیم جولائی 1997ء میں ہوئی جس میں اراکین اسمبلی کے پارٹی تبدیل کرنے (Floor Crossing) پر پابندی لگادی گئی۔

7- سترھویں ترمیم دسمبر 2003ء میں کی گئی جس میں صدر کو دوبارہ قومی اسمبلی اور حکومت کو تحلیل کرنے کا اختیار دیا گیا لیکن 15 دن کے اندر صدر سپریم کورٹ کو ریفرنس بھیجنے کا پابند ہوگا۔

8- اٹھارھویں ترمیم اپریل 2010ء میں منظور ہوئی جس میں صدرِ پاکستان سے قومی اسمبلی اور حکومت کو تحلیل کرنے کا اختیار واپس لے لیا گیا۔ اعلیٰ عہدوں پر تقرر کے لیے صدر کو وزیر اعظم کے مشورے کا پابند کیا گیا اور صوبہ سرحد کا نام ''خیبر پختونخوا'' رکھا گیا۔

9- بیسویں ترمیم فروری 2012ء میں ہوئی جس میں عبوری وزیر اعظم کا تقرر موجودہ وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر مل کر کریں گے۔

10- بائیسویں ترمیم جون 2016ء میں ہوئی جس میں چیف الیکشن کمشنر کے اختیارات طے کیے گئے۔

11- چوبیسویں ترمیم 2017ء میں ہوئی جس میں مردم شماری کے مطابق قومی اسمبلی کے ارکان کی کل تعداد 342 سے کم ہوکر 336 کی گئی۔

12- پچیسویں ترمیم مئی 2018ء میں کی گئی جس میں فاٹا کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا۔

13- چھبیسویں ترمیم اکتوبر 2024ء میں کی گئی۔ اس ترمیم کے تحت عدالتی عمل کے مختلف پہلوؤں کو تبدیل کرنے، عدالتی اختیارات کی وضاحت کرنے اور قانونی طریقہ کار میں ردوبدل کیا گیا۔ اس میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور دیگر عدالتی اراکین کی تقرری کے عمل میں بھی تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں۔

14- ستائیسویں آئینی ترمیم نومبر 2025ء میں کی گئی جس میں صدر کے لیے تاحیات استثنیٰ، چیف آف ڈیفنس فورسز (CDF) کے عہدے کا قیام، فیلڈ مارشل کے عہدے پر تقرری کی منظوری اور ایک وفاقی آئینی عدالت (FCC) کی تشکیل شامل ہے۔

انسانی حقوق کا تصور
(Concept of Human Rights)

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ مطالبات جو شہری اپنی بھلائی کے لیے حکومت سے یا آپس میں کرتے ہیں اور حکومت اور معاشرہ انھیں تسلیم کرتا ہے، حقوق کہلاتے ہیں۔ حقوق وہ توقعات ہیں جو ہم دوسروں سے اور دوسرے ہم سے کرتے ہیں۔

انسانی حقوق کی خصوصیات (Characteristics of Human Rights)

- ☆ انسانی حقوق وہ نظریہ ہے جس کے مطابق تمام انسان برابر ہیں اور یکساں طور پر حقوق رکھتے ہیں۔ اس نظریہ میں وہ تمام اجزا شامل ہیں جس کے تحت تمام انسان یکساں طور پر بنیادی ضروریات اور سہولیات کے لحاظ سے برابر کے حق دار ہیں۔ آفاقی فلسفہ میں انسانی حقوق انسان کے پیدا ہوتے ہی حاصل ہو جاتے ہیں خواہ وہ کسی خطے یا معاشرہ میں رہ رہا ہو یا کسی نظریے کا حامل ہو۔
- ☆ 1215ء میں برطانیہ میں میگنا کارٹا (Magna Carta) نام کی ایک دستاویز پر وہاں کے بادشاہ نے دستخط کیے۔ اس کے بعد برطانوی دستور میں مسودہ حقوق اور عرضداشت حقوق بھی شامل کیے گئے۔ فرانس اور امریکا نے اٹھارویں صدی کے آخر میں اپنے ہاں انسانی حقوق کو رائج کیا۔
- ☆ انسانی حقوق کا جدید تصوّر دوسری جنگِ عظیم کے بعد سامنے آیا۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1948ء میں مشاورت سے انسانی حقوق کا آفاقی منشور ترتیب دیا۔
- ☆ حقوق، آزادی مہیا کرتے ہیں اور اس آزادی کی حفاظت ریاست کرتی ہے حقوق اور آزادی انسانی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کی فہرست کو دستور میں شامل کیا جاتا ہے۔ دستور میں دیے گئے حقوق کی حفاظت کا عدالتوں کے ذریعے خصوصی بندوبست کیا جاتا ہے۔

اسلام میں انسانی حقوق کا تصور
(Islamic Concept of Human Rights)

اسلام نے آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کا اعلان کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہجرت کے دسویں سال حج فرمایا اور میدان عرفات میں جبل الرحمت کے قریب کھڑے ہو کر آخری خطبہ دیا، جسے خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع کا خلاصہ (Summary of the Sermon of Hajjatul Wida)

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے جانثاروں کے ساتھ 10 ہجری کو حج ادا فرمایا اور میدانِ عرفات میں جبلِ الرحمت کے قریب کھڑے ہو کر آخری خطبہ دیا۔ آپ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے واضح کیا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے اور اگر ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔ آپ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے خطبے میں انسانی بھائی چارے پر خصوصی زور دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا عظیم ترین چارٹر ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ '' اے لوگو! بے شک تمھارا ربّ بھی ایک ہے تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ ''
- ☆ '' اے لوگو! میرے الفاظ غور سے سنو کیوں کہ میں یہ نہیں جانتا کہ اگلے سال بھی میں آپ کے درمیان ہوں گا۔ یاد رکھیے! آپ نے اپنے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے جو آپ سے آپ کے کاموں کا حساب لے گا۔ ''
- ☆ '' اے لوگو! آپ کو اپنی بیویوں پر حق حاصل ہے اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آو۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی حفاظت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ پر حلال ہیں۔ ''

☆ ''اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو تم خود اپنے لیے کھانا اور پہننا پسند کرتے ہو۔ اگر وہ کوئی غلطی کر بیٹھیں اور آپ انھیں معاف کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو تب انھیں آزاد کر دیں اور ان کے ساتھ سختی سے مت پیش آئیں۔''

☆ ''اے لوگو! میرے الفاظ سن لو اور یاد رکھو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جب تم آپس میں بھائی بھائی ہو تو اپنے بھائی کا مال مت لو جس کو وہ خوشی سے دینا نہ چاہے اور ناانصافی کرنے سے اپنے آپ کو روکو۔''

☆ ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خطبہ حجۃ الوداع عالمی انسانی حقوق کا ایک مکمل اور جامع علامیہ ہے جس میں تمام انسانوں کو برابر کر دیا گیا ہے۔ ہر قسم کی اونچ نیچ ختم کر دی گئی ہے اور غلام کو مالک کے برابر حقوق دیے گئے ہیں۔

اسلام میں شہریوں کے حقوق (Rights of Citizens in Islam)

اسلام میں حقوق پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اسلامی ریاست شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار قرار دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں شہریوں کے حقوق کے حوالے سے بڑی واضح ہدایات فرمائی ہیں۔ انسانوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو کر فرائض ادا کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کیے ہیں اور اسی طرح اپنے ساتھی انسانوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں، ناداروں، بیواؤں، یتیموں، رشتہ داروں اور قرابت داروں کے حقوق کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اگر ہر فرد ان حقوق کو ادا کرتا رہے جو اس پر دوسرے افراد کی طرف سے عائد ہوتے ہیں تو انسانی زندگی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ اسلام میں شہریوں کے حقوق کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1-مذہبی حقوق (Religious Rights)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ غیر مسلموں کو بھی اپنے اپنے مذاہب کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں حکم ہے کہ ''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہو چکی ہے۔''
(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 256)

غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں اور عبادت کرنے میں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور جنھیں وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں اُنھیں بُرا مت کہو پس (ایسا نہ) کہ وہ بھی علم کے بغیر زیادتی کرتے ہوئے اللہ کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔''
(سورۃ الانعام، آیت نمبر 108)

2-معاشی حقوق (Economic Rights)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو جائیداد بنانے اور نجی جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ انسانی زندگی کی طرح انسانوں کی جائیدادوں کی حفاظت بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: ''خبردار، آپ کی زندگیاں اور آپ کے مال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح آج کا دن قابلِ احترام ہے۔''

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محتاجوں کا حق ہوتا تھا۔''
(سورۃ الزاریات، آیت نمبر 9)

مزدور کو اسلامی ریاست عزت دیتی ہے، تحفظ دیتی ہے اور اس کے کام کی عظمت کو تسلیم کرتی ہے۔ محنت میں عظمت کا اصول اسلام نے پوری طرح قبول کیا ہے۔ وہ سارے حقوق جو معاشی شعبے میں جدید دور میں عوام کو دیے گئے ہیں، اسلامی نظام کے تحت ان کی یقین دہانی صدیوں

پہلے کرادی گئی تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔'' (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 2443)

3- سیاسی حقوق (Political Rights)

افراد کو حق دیا گیا ہے کہ اپنی حکومت کی تشکیل میں حصہ لیں، حکومت کی خامیوں کی نشان دہی کریں اور حکومتی پالیسیوں میں خرابیوں کے خلاف اگر ضرورت سمجھیں تو احتجاج کریں۔ اسلام ظالم حکومت کے خلاف آواز اٹھانے کا حق دیتا ہے۔ پہلے خلیفہ اسلام نے حلف اٹھانے کے بعد فرمایا: ''اگر میں حق پر فیصلہ کروں تو میرا ساتھ دینا اور اگر میں حق پر نہ چلوں تو مجھے ہٹا دینا۔'' اسلام میں جمہوریت کو رائج کیا گیا ہے۔ خلیفہ کو منتخب کرنا ایک اہم اسلامی اصول ہے۔ خلفائے راشدین نے خلافت کا منصب سنبھالا تو اس میں عوامی رائے کا احترام کیا گیا۔ حکومت پر تنقید کا حق، اظہار رائے کی آزادی کا حق، مساوات اور انصاف کا حق سیاسی حقوق کے زمرے میں آتے ہیں۔

4- معاشرتی حقوق (Social Rights)

اسلامی ریاست میں شہریوں کو زندگی گزارنے کا حق، آزادی کا حق، خواتین کے حقوق، عزت کا تحفظ اور خاندان بنانے کا حق حاصل ہے۔ اسلامی ریاست اور معاشرہ خواتین کو عزت و وقار دیتا ہے، انھیں ہر طرح تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ماں باپ کا احترام اور بچوں سے شفقت کی تلقین کی گئی ہے۔

اقوامِ متحدہ کا انسانی حقوق کا عالمی منشور (1948ء)

United Nations Universal Declaration of Human Rights (1948)

اقوامِ متحدہ کی کوششوں سے فروری 1946ء میں انسانی حقوق کا کمیشن بنا جس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ انسانی حقوق کا مسودہ تیار کر کے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔ کمیشن کے سامنے ایک بہت ہی کٹھن کام تھا کیونکہ اقوامِ متحدہ کے اس وقت کے 58 رکن ممالک میں مذہبی روایات، سیاسی نظریات، قانونی نظاموں، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی طریقوں میں بڑے اختلافات موجود تھے۔ ایسے مسودہ کی تیاری جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو، درحقیقت انتہائی دشوار کام تھا۔

انسانی حقوق کے کمیشن نے مسودہ تیار کر کے جنرل اسمبلی کے سامنے منظوری کے لیے پیش کر دیا۔ جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو اسے منظور کیا۔ مسودہ کی منظوری سے انسان کی عزت و وقار میں بے حد اضافہ ہوا، اس لیے اقوامِ متحدہ ہر سال 10 دسمبر کو عالمی منشور کی سالگرہ مناتی ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

1- سب انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور حقوق و عزت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اس لیے انھیں ایک دوسرے سے بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

2- ہر شخص بلا امتیاز رنگ، نسل، زبان، مذہب اور عقیدہ کے برابر ہے اور وہ برابر کی آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ بین الاقوامی حیثیت کی بنیاد پر برابری کا سلوک کیا جائے گا۔

3- ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی دفاع کا حق حاصل ہے۔

4- کسی بھی شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھا جا سکتا۔ غلاموں کی خرید و فروخت ہر شکل و صورت میں ممنوع ہے۔

5- کسی بھی فرد سے نہ تو ظالمانہ، انسانیت سوز اور ذلت آمیز برتاؤ کیا جائے گا نہ ہی جسمانی ایذا دی جائے گی۔

6- ہر فرد کو ہر جگہ اس کی شخصیت کو قانوناً تسلیم کیے جانے کا حق حاصل ہے۔

7- تمام افراد قانون کی رُو سے برابر ہیں اور ہر ایک کو یکساں قانونی دفاع کا حق حاصل ہے۔
8- ہر فرد کو دستور یا قانون میں حاصل بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف بااختیار قومی عدالتوں سے موثر انصاف حاصل کرنے کا حق ہے۔
9- کسی بھی فرد کو حاکم کی مرضی پر گرفتار، نظر بند یا جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔
10- ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اس پر عائد الزام کے بارے میں مقدمے کی سماعت آزاد اور غیر جانبدار عدالت کے کھلے اجلاس میں ہو۔
11- ہر فرد کو اس کی نجی زندگی، خاندان، گھر بار اور خط کتابت میں عدم مداخلت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح اس کی عزت اور نیک نامی پر حملہ بھی ممنوع ہے۔ اس صورت میں اسے قانون کے ذریعے دفاع کا حق حاصل ہے۔
12- ہر فرد کو اس کے ملک میں یا بیرون ملک آمد و رفت یا سکونت اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔
13- ہر فرد اس وقت تک بے قصور سمجھا جائے گا جب تک عدالت سے مجرم ثابت نہیں ہوتا۔
14- ہر فرد کو اذیت سے بچنے کے لیے دوسرے ملک میں پناہ کا حق ہے۔ پناہ ملنے کی صورت میں اس ملک کی تمام سہولتوں کا بھی حق دار ہوتا ہے۔
15- ہر فرد کو قومیت کا حق حاصل ہے۔
16- بالغ مرد اور عورت کو نسل، قومیت یا مذہب کی پابندی کے بغیر شادی کرنے اور گھر آباد کرنے کا حق ہے۔
17- ہر فرد کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد بنانے اور رکھنے کا حق حاصل ہے۔
18- ہر فرد کو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔
19- ہر فرد کو رائے رکھنے اور اس کے اظہار کی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔
20- ہر فرد کو جماعت (ایسوسی ایشن) بنانے یا جماعت میں شامل ہونے کا آزادانہ حق حاصل ہے۔
21- ہر فرد کو اپنی حکومت میں بلا واسطہ یا بالواسطہ آزادانہ حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔
22- ہر فرد کو روزگار یا آزادانہ کاروبار کرنے اور اس کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔
23- ہر فرد کو اپنے بیوی بچوں کی تن درستی، فلاح اور ترقی کے لیے زندگی کے مناسب معیار کا حق حاصل ہے۔
24- ہر فرد کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔
25- ہر فرد کو قوم کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے، نیز ادب اور سائنس کی ترقی سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ (UN) عالمی استحکام اور ترقی کو فروغ دینے کے لیے مختلف باہم مربوط شعبوں میں کام کرتا ہے جن میں بین الاقوامی امن اور سلامتی کو برقرار رکھنا، انسانی حقوق کا تحفظ، انسانی امداد کی فراہمی، پائیدار ترقی اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنا وغیرہ شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کی ان کوششوں کو مختلف ایجنسیوں اور پروگراموں کی مدد حاصل ہے جن کا مقصد عالمی چیلنجوں سے نمٹنا ہے۔

1973ء کے آئین کے تحت شہریوں کے حقوق و فرائض
(Rights and Duties Under the Constitution of 1973)

پاکستان کے آئین 1973ء میں شہریوں کو تمام بنیادی حقوق دیے گئے ہیں۔ پاکستان میں شہریوں کو ملنے والے حقوق درج ذیل ہیں :

1- کسی شہری کو زندگی کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

-2 کسی شہری کو وجوہات بتائے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ گرفتاری کے بعد 24 گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔

-3 کسی شہری کو سابقہ جرم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

-4 کسی فرد کو ایک ہی جرم پر دو مرتبہ سزا نہیں دی جاسکتی۔

-5 ہر شہری کو پُر امن طور پر اجتماع کی اجازت ہے۔

-6 ہر شہری کو انجمن یا یونین بنانے کا حق حاصل ہے۔

-7 ہر فرد کو تجارت، کاروبار یا کوئی پیشہ اپنانے کی مکمل اجازت ہے۔

-8 ہر شہری کو تقریر کی آزادی حاصل ہے۔

-9 ہر شہری کو اپنے مذہب کے پرچار کا حق حاصل ہے اور ہر شہری کو اس کی زبان و ثقافت کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

-10 ہر شخص کو جائیداد خریدنے کی مکمل آزادی ہے۔

-11 قانون کی نظر میں تمام شہری بلا امتیاز مذہب، رنگ نسل اور جنس برابر ہیں اور معاشرتی طور پر ایک جیسا مقام رکھتے ہیں۔

-12 ہر شہری کو ملازمت میں امتیاز نہ برتنے کی آزادی حاصل ہے۔

شہریوں کے فرائض (Duties of Citizens)

ریاست کے ساتھ وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔ ایک شہری کو پاکستان کے اتحاد، سالمیت اور استحکام کو یقینی بناتے ہوئے ذاتی مفادات پر قومی مفاد کو ترجیح دینی چاہیے۔ ہر شہری پر لازم ہے کہ وہ قومی پرچم، قومی ترانے اور ریاستی اداروں کا احترام کرے۔ آئین اور قانون کی اطاعت ہر شہری کا فرض ہے۔ قومی مفادات کا تحفظ کرے۔ ٹیکس کی ادائیگی، ملک کی معاشی بہبود اور ترقی میں حصہ ڈالے۔ نمائندوں کو منتخب کرنے کے لیے ووٹ کا حق استعمال کرتے ہوئے جمہوری عمل میں فعال شرکت کرے۔ دوسروں کے حقوق کا احترام کرے۔ عوامی املاک اور قدرتی وسائل کی حفاظت کرے۔

پاکستان کے آئین کے تحت دیے گئے حقوق اور اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کا موازنہ
(Comparison of the Rights Granted Under the Constitution of Pakistan and the Human Rights of the United Nations)

- پاکستان میں ہر شہری کو زندگی کا حق دیا گیا ہے اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر میں بھی یہ حق ہر شہری کو حاصل ہے۔
- پاکستان میں کسی شہری کو بغیر وجوہات بتائے گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ گرفتاری کی صورت میں 24 گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کرنا ضروری ہے یہ شق اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی شامل ہے۔
- پاکستان میں ہر شہری بلا امتیاز مذہب، رنگ، نسل اور جنس کے قانون کی نظر میں برابر ہے اور معاشرتی طور پر ایک جیسا مقام رکھتا ہے جب کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی ہر شخص بلا امتیاز رنگ، نسل، زبان، مذہب، عقیدہ اور ملک کے برابر ہے۔ اس کو برابر حقوق حاصل ہیں اور اس کی بین الاقوامی طور پر برابر حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔
- پاکستان میں ہر شہری کو انجمن یا یونین (جماعت) بنانے کا حق حاصل ہے جب کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی جماعت بنانے یا اس میں شامل ہونے کا حق ہر فرد کو حاصل ہے۔

- پاکستان میں ہر شہری کو تجارت، کاروبار یا کوئی پیشہ اپنانے کی مکمل اجازت ہے جب کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں ہر فرد کو روزگار یا آزادانہ کاروبار کرنے کا اور اس کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔
- پاکستان میں ہر شہری کو بلا امتیاز ملازمت کی آزادی کا حق حاصل ہے اور جائیداد رکھنے کا بھی حق ہے جب کہ اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں بھی ہر شخص کو جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔
- پاکستان میں ہر شہری کو اس کی زبان و ثقافت کے تحفظ کا حق حاصل ہے جب کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی ہر فرد کو اس کی قومی و ثقافتی زندگی میں حصہ لینے نیز ادب اور سائنس کی ترقی سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

خوراک میں خود کفالت کی اہمیت
(Significance of Self-sufficiency in Food)

خوراک میں خود کفالت کی بہت اہمیت ہے۔ خوراک ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ خوراک میں خود کفالت کو کسی ملک کی ترقی میں ایک اہم عنصر کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ہر ریاست اپنی معیشت کو مدنظر رکھتے ہوئے شہریوں کے لیے خوراک کو یقینی بناتی ہے اور ملک کے ہر شہری کو غذائی مصنوعات تک رسائی کی ضمانت دیتی ہے۔ ایک فعال اور صحت مند انسان کے لیے معیاری خوراک بہت ضروری ہے۔

-1 خوراک میں خود کفالت انسان میں کامیابی کا احساس پیدا کرتی ہے۔
-2 انسان اچھی صحت کے ساتھ خود اعتمادی محسوس کرتا ہے۔
-3 خوراک میں خود کفالت کے لیے معاشرے کے افراد ایک دوسرے پر انحصار بھی کرتے ہیں۔
-4 خوراک میں خود کفالت دنیا کے ممالک کو بین الاقوامی سپلائی میں رکاوٹوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔
-5 خوراک میں خود کفالت جنگ یا سیاسی تناؤ میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔
-6 اگر خوراک کی پیداوار میں کمی ہو جائے تو خوراک میں خود کفالت سے ہی قحط سے بچا جا سکتا ہے۔
-7 خوراک میں خود کفالت ، خوراک کی قیمتوں میں اچانک اور تیزی سے اضافے کے باوجود معیشت کو سہارا دیتی ہے۔
-8 بڑی آبادی والے ممالک خوراک کی فراہمی کے لیے عالمی منڈیوں پر انحصار کرتے ہیں۔ خوراک میں خود کفالت سے عالمی منڈیوں پر انحصار کم ہو سکتا ہے اور زرمبادلہ بچ سکتا ہے۔ اس طرح زیادہ آبادی والے ممالک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار کے موجودہ حالات
(Conditions of Women, Child Labour and Underage Employment in Pakistan)

-1 پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمر افراد کے لیے روزگار کے مواقع موجود ہیں۔ چودہ سے اٹھارہ سال کی عمر کے بچوں کو پاکستان کا فیکٹریز ایکٹ 1934ء ملازمت دینے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ ہر نوجوان کسی ڈاکٹر سے فٹنس کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔ گنجان آبادی والے ملک کی حکومت بے روزگار افراد کو زیادہ ملازمتیں نہیں دے سکتی، اس لیے لوگ روزگار کے لیے زیادہ تر صنعتوں کا رخ کرتے ہیں۔ صنعتوں اور کھیتی باڑی میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمر کے افراد بھی ملازمت کرتے ہیں۔ چائلڈ لیبر اور کم عمر افراد کے روزگار کے خاتمے کے لیے حکومتی سطح پر بہت سے اقدامات کیے گئے ہیں اور مزید اقدامات اور قانونی تقاضوں کی

ضرورت ہے۔

-2 اس وقت پاکستان کی افرادی قوت میں قریباً 20 فی صد خواتین شریک ہیں۔ یہ شرح جنوبی ایشیا اور عالمی سطح پر سب سے کم ہے۔ کم سطح کی تعلیم، نقل و حرکت کے مسائل اور صنفی اصول خواتین کو باضابطہ افرادی قوت میں داخل ہونے اور برقرار رکھنے سے روکتے ہیں۔ یہاں تک کہ اعلیٰ تعلیم کی حامل خواتین میں بھی ملازمت کا رجحان کم ہے۔ پاکستان میں یونیورسٹی کی ڈگری کی حامل صرف 25 فی صد خواتین کام کر رہی ہیں۔

-3 پاکستان کے آئین کے مطابق چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی فیکٹری یا کان یا کسی اور خطرناک کام میں نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح کے تحفظات آئین کے آرٹیکل 37 میں بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ اس وقت لاکھوں پاکستانی بچے چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار میں پھنسے ہوئے ہیں جو انھیں ان کے بچپن، ان کی صحت اور تعلیم سے محروم کر رہے ہیں۔

-4 معاشی گراوٹ اور مہنگائی نے شہریوں اور کاروبار کرنے والے حضرات کے لیے شدید مشکلات کھڑی کر دی ہیں جن کے باعث اچھی اجرت والے روزگار افراد بھی مشکلات کا شکار ہیں۔ عالمی ادارہ محنت کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کی معیشت کو بہت سے بنیادی نوعیت کے مسائل کا سامنا تھا جن میں Covid-19 وبا، ڈینگی، یوکرین روس جنگ کے نتیجے میں عالمی سطح پر اشیائے صرف کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے اور موسمیاتی تبدیلی کے باعث 2022ء میں آنے والے سیلاب جیسی تباہ کن قدرتی آفت نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ صرف سیلاب کے نتیجے میں ہونے والا پاکستان کا مجموعی معاشی نقصان 15 ارب ڈالر ہے۔

-5 حکومتی محصولات میں اضافہ کرنے کی پالیسیوں کا براہ راست اثر کاروبار کی لاگت پر پڑ رہا ہے جس سے سرمایہ کاری اور روزگار بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس میں اضافے، انکم ٹیکس سے آمدنی بڑھانے اور کھادوں پر سیلز ٹیکس کے استثنیٰ کو ختم کرنے یا اس میں کمی لانے جیسے اقدامات سے پیداکاروں کے اخراجات بڑھ گئے ہیں جو وہ اشیا کی قیمتیں بڑھا کر صارفین کو منتقل کرتے ہیں۔

-6 حکومت معاشی بحران میں لوگوں کی آمدنی میں کمی کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اس کے نتیجے میں ملک میں غربت کی شرح بڑھ سکتی ہے۔ غربت میں اضافے سے لوگوں کی غذائیت، معیاری تعلیم اور طبی خدمات تک رسائی میں کمی واقع ہو سکتی ہے اور یہ عمل کسی بھی ملک میں طویل مدتی ترقی کے امکانات کو بری طرح متاثر کرتا ہے اور پاکستان کو اس سے استثنیٰ حاصل نہیں ہوگا۔

-7 معاشی ابتری اور اس کے نتیجے میں افرادی قوت کے مسائل کا ایک اور نتیجہ بیرون ملک ہجرت کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اس وقت پاکستانیوں کی بہت بڑی تعداد بیرون ملک روزگار کے مواقع ڈھونڈ رہی ہے۔

-8 معاشی بحران سے متاثرہ کارکنوں کے لیے سماجی تحفظ میں اضافے اور متاثرہ کاروباروں کو محصولات میں رعایت دینے جیسے اقدامات سے عام طبقے کے حالات میں بہتری لانا اس لیے ممکن نہیں کہ حکومت کے خزانے خالی ہیں۔ غربت اور مہنگائی کی بلند شرح کو دیکھتے ہوئے افرادی قوت کی منڈی کی بحالی تو درکنار حکومت کے لیے بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرنا بھی آسان نہیں رہا۔

خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار کے لیے تجاویز
(Suggestions for Women, Child Labour and Underage Employment)

افرادی قوت کی بہتری خاص طور پر خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے درج ذیل تجاویز دی جا سکتی ہیں:

-1 صوبائی سطح پر روزگار کی حکمت عملی بنائی جائے اور اس پر تیزی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

-2 معاشی بدحالی کے شکار افراد کو تحفظ دینے والے اقدامات میں مزید بہتری لائی جائے جیسے سرکاری سرپرستی اور نجی شعبے کی شرکت وغیرہ۔

-3 پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار کے حوالے سے سب سے اہم کام آگاہی کا ہوسکتا ہے جس میں سب سے پہلے لوگوں میں اس بات کا شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ ان سے سخت مشقت والے کام نہ لیے جائیں۔

-4 پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کے روزگار کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے معاشی پالیسیاں بنائی جائیں اور روزگار کی ایسی اسکیمیں نکالیں جائیں جن میں صرف غربت کے شکار خاندانوں کو ہی آگے بڑھنے کے مواقع دیے جائیں اور انھیں تعلیم، صحت اور روزگار فراہم کیا جائے۔

بچوں اور خواتین سے متعلق پائیدار ترقی کے اہداف
(Sustainable Development Goals Pertaining to Children and Women)

-1 اقوامِ متحدہ نے بچوں اور خواتین سے متعلق پائیدار ترقی کے اہداف کے لیے قوامِ متحدہ کا ایجنڈا-2030 ترتیب دیا ہے۔

-2 خواتین کے لیے پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) میں غربت، بھوک، ایڈز اور خواتین اور لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کرنے کے لیے اقدامات شامل ہیں۔ SDGs کو حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی تخلیقی صلاحیت، سمجھ بوجھ، ٹیکنالوجی اور مالی وسائل ضروری ہیں۔

-3 سال 2030ء کے لیے طے شدہ پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) میں سے بہت سے ایسے ہیں جو کسی نہ کسی طرح زراعت اور اس سے متعلقہ شعبوں سے ہیں جس میں بھوک اور غربت کے خاتمے، موسمیاتی تبدیلی، صنفی مساوات، صحت، صاف پانی اور ذمہ دارانہ پیداوار وغیرہ شامل ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان تمام تر صلاحیتوں کے باوجود ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے درست راستے پر گامزن نظر نہیں ہوسکا۔ وقت کی ضرورت ہے کہ اس سلسلے میں آگاہی کے مختلف پروگرام شروع کیے جائیں۔

-4 خواتین اپنی آمدنی کا 80 سے 90 فی صد گھریلو ضروریات پر ہی خرچ کرتی ہیں مثلاً خوراک، غذائیت، تعلیم اور صحت وغیرہ پر، اس لیے ان کی آمدنی میں اضافے کا مطلب 2030ء کے اہداف کا حصول ہوگا۔ خواتین کاشت کاروں کے حوالے سے صنفی بنیاد پر علیحدہ ڈیٹا تیار کیا گیا ہے تاکہ زرعی پالیسیوں اور عوامل میں ان کو مدد فراہم کی جاسکے اور ساتھ ہی خواتین کے خلاف سماجی، معاشی، ماحولیاتی اور ادارہ جاتی تعصب کا خاتمہ کیا جاسکے تاکہ وہ اس شعبے میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ کام کرسکیں تاکہ پائیدار ترقیاتی اہداف کا حصول آسان ہو۔

-5 بچوں سے متعلق پائیدار ترقی کے اہداف میں قوامِ متحدہ کا ایجنڈا-2030 یہ تقاضا کرتا ہے کہ بچے مختلف عوامل جیسے غربت، بھوک، صحت کے مسائل، تعلیم، صنفی مساوات، موسمیاتی تبدیلی اور تشدد سے متاثر نہ ہوں۔ کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں تعلیم کو مرکزی اہمیت حاصل ہے اور کوئی بھی ملک تعلیم کے بغیر معاشی و معاشرتی ترقی کی منازل طے نہیں کرسکتا ہے۔ اس لیے حکومت بچوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ بچوں کے حقوق سے متعلق اقوامِ متحدہ کا پائیدار ترقیاتی ایجنڈا-2030 پاکستان نے اپنایا تو اس کے اہداف کی کامیابی کے اقدامات شروع کردیے ہیں۔

پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف (Sustainable Development Goals in Pakistan)

-1 پاکستان نے قومی اسمبلی کی ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے 2016ء میں پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) کو اپنے قومی ترقی کے

ایجنڈے میں شامل کرتے ہوئے پائیدار ترقی کے ایجنڈے 2030ء کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ملک نے اپنی قومی پالیسیوں اور حکمتِ عملیوں میں ان اہداف کو شامل کیا اور پاکستان میں SDGs کے نفاذ کے لیے ایک ادارہ جاتی لائحہ عمل تیار کر کے قابلِ ذکر پیش رفت کی۔

-2 وفاقی اور صوبائی سطحوں پر منصوبہ بندی کے اداروں (وزارتِ منصوبہ بندی و ترقی اور خصوصی اقدام اور صوبائی منصوبہ بندی و ترقی) کے ساتھ SDGs کے معاون یونٹس قائم کیے گئے تاکہ SDGs کے نفاذ اور اس کی پیش رفت کی نگرانی کی جا سکے۔ حکومت نے 2018ء میں ایک قومی SDGs لائحہ عمل منظور کیا جو SDGs کو ترجیح دینے اور موثر بنانے کے لیے ایک قومی نظریہ پیش کرتا ہے۔ مقامی طور پر صوبائی SDGs کے لائحہ عمل تیار کیے جا رہے ہیں۔

-3 حکومتِ پاکستان منصوبہ بندی کے عمل میں SDGs کو مرکزی دھارے میں لانے، ان اہداف کی بھرپور نگرانی اور رپورٹنگ کو یقینی بنانے، سرکاری مختص کردہ رقوم کو SDGs کے ساتھ متوازن بنانے اور متبادل مالیاتی طریقہ کار تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ SDGs کی پیش رفت کو تیز کرنے کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال سے فائدہ اٹھانے پر اپنی توجہ دے رہی ہے۔

پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول میں اقوامِ متحدہ کا کردار
(Role of United Nations in Achieving Sustainable Development Goals in Pakistan)

اقوامِ متحدہ کا ترقیاتی پروگرام (UNDP) دنیا کے مختلف ممالک میں کرۂ ارض کی حفاظت اور غربت کے خاتمے کے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ مضبوط پالیسیوں، مہارتوں، شراکت داریوں اور اداروں کو تیار کرنے میں ممالک کی مدد کرتا ہے تاکہ وہ ترقی کر سکیں۔

-1 پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف SDGs کو حاصل کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ کے ادارے حکومت کے تعاون کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اقوامِ متحدہ نے اہم خدمات، پالیسی اور تکنیکی معاونت فراہم کی۔

-2 2018ء میں حکومتِ پاکستان اور اقوامِ متحدہ نے یو این پائیدار ترقی کے فریم ورک پر دستخط کیے جسے پاکستان ون یونائیٹڈ نیشنز پروگرام 2018-2022ء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فریم ورک ایک درمیانی مدت کی منصوبہ بندی کی ایک دستاویز ہے۔ اس کو اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ وسیع مشاورت اور پاکستان کی ترقیاتی ترجیحات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔

پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs)

3 - اقوامِ متحدہ کا ترقیاتی پروگرام حکومتِ پاکستان کی وزارت منصوبہ بندی کے ساتھ مل کر خصوصی اقدامات کر رہا ہے تاکہ SDGs-2030 کے ایجنڈے کے مطابق منصوبوں، پالیسیوں اور وسائل کی تقسیم کو ممکن بنایا جا سکے

4 - حکومتِ پاکستان اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف SDGs کے حصول کے لیے اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

مشقی سوالات

1 - ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں:

(i) 1956ء کا آئین ملک میں نافذ رہا:

(الف) دو سال تک (ب) اڑھائی سال تک (ج) تین سال تک (د) چار سال تک

(ii) بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جنرل محمد یحییٰ خان نے اقتدار سپرد کیا:

(الف) فیروز خاں نون کو (ب) فضل الٰہی چودھری کو (ج) فضل الٰہی چودھری کو (د) ذوالفقار علی بھٹو کو

(iii) اگست 1990ء میں محترمہ بے نظیر کی حکومت کو برطرف کیا:

(الف) غلام اسحاق خاں نے (ب) فاروق احمد لغاری نے (ج) بلخ شیر مزاری نے (د) وسیم سجاد نے

(iv) ملک میں پہلے عام انتخابات ہوئے:

(الف) 1964ء میں (ب) 1968ء میں (ج) 1970ء میں (د) 1972ء میں

(v) حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع دیا:

(الف) 9 ہجری میں (ب) 10 ہجری میں (ج) 11 ہجری میں (د) 12 ہجری میں

(vi) برطانیہ میں میگنا کارٹا دستاویز پر بادشاہ نے دستخط کیے:

(الف) 1015ء میں (ب) 1115ء میں (ج) 1215ء میں (د) 1315ء میں

(vii) شہریوں کو جائیداد بنانے اور نجی جائیداد رکھنے کا حق جس زمرے میں آتا ہے:

(الف) معاشرتی (ب) معاشی (ج) مذہبی (د) ثقافتی

(viii) ہر سال جس تاریخ کو اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی سالگرہ منائی جاتی ہے:

(الف) یکم دسمبر (ب) 5 دسمبر (ج) 8 دسمبر (د) 10 دسمبر

(ix) اقوامِ متحدہ نے انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا گیا:

(الف) 1946ء میں (ب) 1947ء میں (ج) 1948ء میں (د) 1949ء میں

(x) حکومت پاکستان اور اقوامِ متحدہ نے یو این پائیدار ترقی کے فریم ورک پر دستخط کیے:

(الف) 2016ء میں (ب) 2018ء میں (ج) 2020ء میں (د) 2022ء میں

2 - مختصر جواب دیں:

i) اللہ تعالیٰ کی "حاکمیت" سے کیا مراد ہے؟

ii) 1962ء کے آئین کی منسوخی کی وجہ بتائیں۔

(iii) اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض بیان کریں۔

(iv) حقوق کی تعریف لکھیں۔

(v) انسانی حقوق کے عالمی منشور کو کب اور کس نے منظور کیا؟

(vi) بچوں سے متعلق پائیدار ترقی کے اہداف میں اقوام متحدہ کا ایجنڈا 2030ء کیا تقاضا کرتا ہے؟

(vii) پاکستان میں چائلڈ لیبر اور کم عمر کے افراد کے روزگار کے خاتمے کے لیے حکومتی سطح پر کیے گئے دو اقدامات تحریر کریں۔

(viii) 1973ء کے آئین کی کوئی سی دو اسلامی دفعات تحریر کریں۔

(ix) اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء کے کوئی سے دو نکات تحریر کریں۔

(x) خوراک میں خود کفالت اہمیت تین سطروں میں تحریر کریں۔

3- تفصیل سے جواب دیں:

(i) پاکستان میں جمہوریت کو ترقی دینے میں سیاسی جماعتوں کا کردار واضح کریں۔

(ii) مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب و اثرات بیان کریں۔

(iii) 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات کی وضاحت کریں۔

(iv) اسلام نے شہریوں کو کون کون سے حقوق دیے ہیں، بیان کریں۔

(v) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے انسانی حقوق کے منشور 1948ء کی وضاحت کریں۔

(vi) پاکستان کے آئین کے تحت دیے گئے حقوق اور اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کا موازنہ کریں۔

(vii) پاکستان میں خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمر کے افراد کے لیے روزگار کے موجودہ حالات کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں

(i) پاکستان کے آئین میں دی گئی اسلامی دفعات ایک چارٹ پر لکھ کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

(ii) پاکستان میں جمہوریت کے ارتقا پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

(iii) قومی اور بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی حالت پر ایک مباحثے کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) کلاس کو تین گروپوں میں تقسیم کریں۔ ہر گروپ کو آئین پاکستان 1973ء تفویض کیا جائے۔ طلبہ کلاس کے سامنے آئین پاکستان 1973ء کی نمایاں خصوصیات پیش کریں۔

(ii) طلبہ کو کلاس میں پریزنٹیشن کے لیے کچھ عنوانات تفویض کریں، جیسے پاکستان میں بچوں اور خواتین کے حقوق کی صورتحال، معاشرے کی بہتری میں شہریوں کا کردار وغیرہ۔ طلبہ کلاس میں پریزنٹیشن دیں۔

(iii) طلبہ سے اقوامِ متحدہ کے اعلامیہ اور پاکستان کے 1973ء کے آئین میں انسانی حقوق کی شقوں کا موازنہ کرائیں۔

(iv) پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) حاصل کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ کے کردار پر مباحثہ کرائیں

باب

3

آئینی اور انتظامی نظام
(Constitutional and Administrative System)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- 1973ء کے آئین کے تحت وفاق اور صوبائی حکومتی ڈھانچے اور ان کے فرائض (افعال) کی وضاحت کر سکیں۔
2- وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے فرائض میں فرق بیان کر سکیں۔
3- آزاد جموں و کشمیر اور شمالی علاقہ جات کی انتظامی اکائیوں کے ڈھانچے اور ان کے فرائض کی وضاحت کر سکیں۔
4- وفاقی و صوبائی حکومتوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت کی نشان دہی کر سکیں۔
5- وفاق اور صوبوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت بیان کر سکیں۔
6- صوبائی و مقامی حکومتوں کے مابین تعلقات کا تجزیہ کر سکیں۔
7- مقامی حکومت کے مختلف درجات کا ڈھانچہ بیان سکیں۔
8- مختلف سطح پر مقامی حکومتوں کے فرائض کا جائزہ لے سکیں۔

1973ء کے آئین کے تحت وفاقی ڈھانچہ
(Federal Structure Under the Constitution of 1973)

1973ء کے آئین کے تحت وفاقی ڈھانچے کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- صدر پاکستان (President of Pakistan)

آئین پاکستان 1973ء کے تحت ملک کا سربراہ صدر ہوتا ہے جس کا انتخاب قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان پانچ سال کے لیے کرتے ہیں۔ صدرِ پاکستان، وزیر اعظم کے مشورے پر عمل کرتا ہے، پارلیمنٹ کے پاس شدہ بلوں کو منظور کرتا ہے یا واپس بھجواتا ہے اور آرڈی نینس جاری کر سکتا ہے۔ صدر پاکستانی سفیروں کا تقرر کرتا ہے اور غیر ممالک کے سفیروں کے کاغذات نامزدگی وصول کرتا ہے۔ ملک کو اندرونی یا بیرونی کوئی خطرہ ہو تو ہنگامی حالات کا اعلان بھی کر سکتا ہے۔

2- وزیر اعظم (Prime Minister)

پارلیمنٹ ہاؤس، اسلام آباد

وزیر اعظم وفاقی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کا انتخاب قومی اسمبلی کثرت رائے سے کرتی ہے اور اسمبلی میں اکثریت حاصل رہنے تک وہ اپنے عہدے پر فائز رہ سکتا ہے۔ وزیر اعظم کی مدد کے لیے وفاقی کابینہ ہوتی ہے جس کے اراکین کا انتخاب وزیر اعظم، پارلیمنٹ کے اراکین میں سے کرتا ہے۔ وزیر اعظم اور ان کی کابینہ اپنی تمام کارکردگی کے لیے پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ وزیر اعظم کو تمام انتظامی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اسے قانون سازی، بجٹ سازی اور امورِ دفاع میں اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

3- وفاقی کابینہ (Federal Cabinet)

وفاقی کابینہ وزیر اعظم اور وزرا پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ وفاقی حکومت کے تمام امور چلاتی ہے۔ وفاقی کابینہ میں دو قسم کے وزرا ہوتے ہیں، وفاقی وزرا اور وزرائے مملکت جو وزیر اعظم کی خوشنودی تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔

(الف) وفاقی وزیر (Federal Minister)

وفاقی وزیر وزارت کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو وزارت اور وزیر اعظم کے درمیان ایک رابطہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ وفاقی وزیر ایوان میں اپنی وزارت کی نمائندگی کرتا ہے، نیز اپنی وزارت پر کیے گئے سوالات کے جواب دیتا ہے۔

(ب) وزیر مملکت (Minister of State)

وزارت کے اندر ایک یا دو ڈویژن ہوتے ہیں۔ وزیر مملکت ڈویژن کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے جو اپنی ڈویژن اور وزیر اعظم کے درمیان رابطہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ وزیر مملکت پارلیمنٹ میں اپنی ڈویژن کی نمائندگی کرتا ہے اور اس پر اٹھائے گئے سوالات کے جواب دیتا ہے۔

4- وفاقی سیکرٹری (Federal Secretary)

وزارت کا انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ وفاقی حکومت کے گریڈ 21 یا 22 کا ملازم ہوتا ہے۔ وفاقی سیکرٹری وفاقی وزرا کو پالیسی بنانے اور دیگر کاروبار حکومت چلانے میں مدد دیتا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ وفاقی وزیر کے ذریعے وزیر اعظم تک اپنی تجاویز بھیجتا ہے اور ان کو

منظوری کے بعد شائع کرتا ہے۔ وفاقی سیکرٹری صرف پالیسی نہیں بناتا بلکہ اس کو لاگو بھی کرتا ہے۔ وہ ڈویژن، منسلکہ محکمہ جات، ماتحت دفاتر اور خودمختار اور نیم خودمختار اداروں کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

5- ایڈیشنل سیکرٹری (Additional Secretary)

ڈویژن کا انتظامی سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ گریڈ 21 کا وفاقی حکومت کا ملازم ہوتا ہے۔ وہ وزیر مملکت کو پالیسی بنانے اور دیگر فیصلے کرنے میں مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ وزیر مملکت یا وزیر کے ذریعے اپنی تجاویز وزیر اعظم کو بھیجتا ہے اور ان کو منظوری کے بعد شائع کرتا ہے۔ وہ اپنی ڈویژن میں وہی فرائض انجام دیتا ہے جو وفاقی سیکرٹری اپنی وزارت میں انجام دیتا ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری وہی کام کرتا ہے جس کا وفاقی سیکرٹری حکم دیتا ہے اور وہ اپنی تجاویز وفاقی سیکرٹری کے ذریعے اپنے متعلقہ وفاقی وزیر کو بھیجتا ہے۔

6- جوائنٹ سیکرٹری (Joint Secretary)

جوائنٹ سیکرٹری وفاقی حکومت کا گریڈ 20 کا ملازم ہوتا ہے اور ایڈیشنل سیکرٹری سے جونیئر ہوتا ہے۔ وزارت میں تیسرے نمبر پر اور ڈویژن میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ یہ ایڈیشنل سیکرٹری کی مدد کرتا ہے اور اس کے احکام وصول کر کے ماتحت حکام کو بھیجتا ہے۔ اس طرح ماتحت حکام سے رپورٹ وصول کر کے حکام بالا کو بھیجتا ہے۔ اپنے ونگ کا انچارج ہوتا ہے اور اس کے تمام کاموں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

7- ڈپٹی سیکرٹری (Deputy Secretary)

ڈپٹی سیکرٹری وفاقی حکومت کا گریڈ 19 کا ملازم ہوتا ہے، عام طور پر اپنی برانچ کا انچارج ہوتا ہے۔ ہر حکم حکام بالا سے وصول کرتا ہے اور سیکشن آفیسر کو دیتا ہے اور سیکشن آفیسر سے رپورٹ وصول کر کے حکامِ بالا کو بھیجتا ہے۔ فیصلوں کو لاگو کرنے میں مدد دیتا ہے اور اپنی برانچ کے دوسرے ملازمین کی نگرانی کرتا ہے۔

8- سیکشن آفیسر (Section Officer)

سیکشن آفیسر گریڈ 17 یا 18 کا وفاقی حکومت کا آفیسر ہوتا ہے اور اپنے سیکشن کا انچارج ہوتا ہے۔ وہ اپنے سیکشن کے روزانہ کے کاموں کو نمٹاتا ہے۔ حکامِ بالا کے احکامات کو عملی جامہ پہناتا ہے اور اپنے سیکشن کے دیگر ملازمین کی نگرانی کرتا ہے۔

صوبائی حکومتوں کا ڈھانچہ
(Structure of Provincial Governments)

صوبائی حکومت کی تنظیم اور اس کا طریق کار وفاقی حکومت سے ملتا جلتا ہے۔ صوبائی سطح پر صوبائی سیکرٹریٹ منسلکہ دفاتر، ماتحت دفاتر اور دیگر خودمختار و نیم خودمختار ادارے ہوتے ہیں۔ ان کے کام کرنے کا طریقہ کار قریباً وفاقی حکومت جیسا ہے۔ صوبائی حکومتوں کو تعلیم، صحت، زراعت، صنعت، صوبائی ٹیکس، ذرائع آمدورفت اور دیگر بہت سے کاموں پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ صوبائی حکومت کی تنظیم کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- صوبائی گورنر (Provincial Governor)

گورنر صوبائی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے جس کو صدرِ پاکستان نامزد کرتا ہے۔ جب تک صدر چاہے گورنر اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے۔ صوبائی گورنر صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کرتا ہے۔ اسے خطاب کرتا ہے اور وزیر اعلیٰ کے مشورے پر صوبائی اسمبلی توڑ سکتا ہے۔ صوبائی گورنر، وزیر اعلیٰ کے مشورے پر تمام نظم و نسق چلاتا ہے۔ حالات کے فوری تقاضے کے پیش نظر آرڈی نینس جاری کرسکتا ہے۔

2- وزیراعلیٰ (Chief Minister)

صوبے کا انتظامی سربراہ وزیراعلیٰ ہوتا ہے جس کا انتخاب متعلقہ صوبائی اسمبلی کثرت رائے سے کرتی ہے۔ وہ متعلقہ صوبائی اسمبلی میں اکثریت قائم رہنے تک اپنے عہدہ پر فائز رہ سکتا ہے۔ وزیراعلیٰ کا معاون چیف سیکرٹری ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ چیف سیکرٹری کے ذریعے صوبے کی انتظامیہ کو کنٹرول کرتا ہے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔ وہ اپنی کابینہ کا بھی سربراہ ہوتا ہے جس کی تشکیل اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ صوبے کے امن وامان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ قائدِ ایوان ہونے کی وجہ سے صوبائی اسمبلی سے قانون سازی کرواتا ہے۔

3- صوبائی کابینہ (Provincial Cabinet)

ہر صوبے میں صوبائی کابینہ ہوتی ہے جس کے اراکین کا انتخاب وزیراعلیٰ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ ہر وزیر اپنے اپنے محکمے کا سربراہ ہوتا ہے اور وزیراعلیٰ کو محکمہ کی پالیسیوں اور کارکردگی کے متعلق آگاہ کرتا ہے۔ محکمہ کا سیاسی سربراہ ہونے کی وجہ سے وہ وزیراعلیٰ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے اور متعلقہ صوبائی اسمبلی میں اپنی وزارت کے متعلق پوچھے گئے سوالات کے جواب دیتا ہے۔

4- چیف سیکرٹری (Chief Secretary)

چیف سیکرٹری انتظامی امور کے لیے صوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ صوبے میں افسر شاہی کا سینئر ترین فرد ہوتا ہے۔ وہ صوبائی کابینہ کا سیکرٹری ہوتا ہے اور اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کروانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ چیف سیکرٹری تمام سیکرٹریوں کی کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوتا ہے جو تمام سیکرٹریوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور ان کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتا ہے۔ چیف سیکرٹری تمام قسم کی سرگرمیوں سے باخبر رہتا ہے اور کسی بھی محکمے سے کسی قسم کی اطلاعات وصول کرنے اور کسی خاص امر میں کارروائی کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ ہر محکمے کا سیکرٹری براہ راست چیف سیکرٹری کے ماتحت ہوتا ہے اور اپنے اپنے محکمے کی کارکردگی کے لیے جوابدہ ہوتا ہے۔

5- سیکرٹری (Secretary)

ہر محکمے کا انتظامی سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ 20 گریڈ کا آفیسر ہوتا ہے۔ سیکرٹری اپنے محکمے کے وزیر کے معاون خاص کے طور پر کام کرتا ہے اور محکمے کے وزیر کو پالیسی بنانے کے لیے مشورہ دیتا ہے اور اس کو محکمے کی کارکردگی کے متعلق اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ سیکرٹری اپنے محکمے کی نگرانی کرتا ہے، حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کو لاگو کرنا یقینی بناتا ہے۔ سیکرٹری کے پاس اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے کئی مددگار موجود ہوتے ہیں۔

6- ایڈیشنل سیکرٹری (Additional Secretary)

ایڈیشنل سیکرٹری، سیکرٹری کا مددگار ہوتا ہے اور اپنے ونگ (Wing) کی کارکردگی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ 19 گریڈ کا افسر ہوتا ہے۔ یہ عموماً سیکرٹری سے احکام وصول کرتا ہے اور ان کو ماتحت حکام کو بھیج دیتا ہے۔ ماتحت حکام سے رپورٹیں وصول کر کے سیکرٹری کو پیش کرتا ہے۔ یہ اپنے شعبے کے ملازمین کی نگرانی کرتا ہے اور ہر وہ کام انجام دیتا ہے جس کا سیکرٹری حکم دیتا ہے۔ یہ عام طور پر فیصلہ سازی کے عمل میں شامل نہیں ہوتا۔

7- ڈپٹی سیکرٹری (Deputy Secretary)

ڈپٹی سیکرٹری اپنی برانچ کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ 18 گریڈ کا ملازم ہوتا ہے جس کا تعلق وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کے ملازمین سے ہوتا ہے۔ محکمہ کے متعلق فیصلوں میں عمل دخل نہیں کرتا بلکہ صرف حکام بالا سے احکامِ وصول کرتا ہے اور سیکشن آفیسر کو عمل درآمد کے لیے بھیج دیتا ہے۔

8- سیکشن آفیسر (Section Officer)

سیکشن آفیسر 17 گریڈ کا ملازم ہوتا ہے اور اپنے سیکشن کا سربراہ ہوتا ہے۔ سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری کے احکام کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ سیکشن کے تمام معاملات میں اپنے ڈپٹی سیکرٹری کو رپورٹ کرتا ہے۔

1973ء کے آئین کے تحت پاکستان میں عدلیہ کا کردار
(Role of Judiciary Under the Constitution of 1973)

مقننہ اور انتظامیہ کے بعد حکومت کا تیسرا اہم شعبہ عدلیہ ہے۔ عدل و انصاف کا حصول انسان کی اہم ترین ضرورت اور فطری خواہش ہے۔ ایک بااختیار اور آزاد عدلیہ شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضامن اور محافظ ہوتی ہے۔ ستائیسویں آئینی ترمیم سے پہلے آئین کی تشریح کا اختیار سپریم کورٹ کا تھا۔ اب آئین و قانون کی تشریح وفاقی آئینی عدالت(Federal Constitutional Court) کا اختیار ہے۔ سپریم کورٹ آئین و قانون کی تشریح کے علاوہ ملک کے باقی عدالتی نظام کو اپنی نگرانی میں چلاتی ہے۔ اس کے ماتحت صوبوں کی بڑی عدالتیں ہوتی ہیں جو عدالت عالیہ (High Courts) کہلاتی ہیں۔ ان کی زیر نگرانی ضلعی اور مقامی عدالتیں کام کرتی ہیں۔ عدلیہ درج ذیل فرائض انجام دیتی ہے:

i- عدل و انصاف کی فراہمی (Provision of Justice)

آزاد عدلیہ کی وجہ سے کوئی بھی حکومت ملکی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر سکتی۔ عوام اپنے بنیادی حقوق کا تحفظ عدلیہ کے ذریعے کرتے ہیں۔ عدلیہ لوگوں کے بنیادی حقوق کی ضامن اور محافظ ہوتی ہے۔ عدلیہ کا اہم ترین فریضہ عدل و انصاف مہیا کرنا ہے۔ عدالتیں مقدمات کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دینے اور بے گناہوں کو آزاد کرنے کی مجاز ہوتی ہیں۔ اعلیٰ ملکی عدالتیں اپنی ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں بھی سنتی ہیں۔ اس طرح ان کے فیصلوں پر نظر ثانی کر کے اپنا حتمی فیصلہ سناتی ہیں۔

ii- قانون اور آئین کی تشریح (Interpretation of Law and Constitution)

جب کسی مقدمے میں براہ راست قانون کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو عدلیہ متعلقہ قانون کی تشریح کر کے اس کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس طرح جج صاحبان ایسی مثالیں (Precedents) قائم کرتے ہیں جو بعد کے مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت ججوں کے سامنے رہتی ہیں اور ملکی قانون کی طرح تصوّر کی جاتی ہیں۔ وفاقی طرز حکومت میں ملکی آئین مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے اختیارات کی واضح نشان دہی کرتا ہے۔ اگر وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم پر اختلاف ہو جائے تو ملک کی اعلیٰ عدالت (سپریم کورٹ) کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے جسے حتمی فیصلہ سمجھا جاتا ہے۔

iii- مشاورتی فرائض (Consultative Functions)

بعض اوقات سربراہ مملکت کو کسی اہم قانونی نکتے کی وضاحت کے لیے عدلیہ سے مشورہ طلب کرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس مشورے کی روشنی میں ضروری اقدامات کرتا ہے۔ اگرچہ انتظامیہ عدلیہ کے مشورے کی پابند نہیں ہوتی لیکن عموماً وہ اس کے مشورے کو نظر انداز نہیں کرتی۔

iv- عدالتی نظر ثانی (Judicial Review)

تحریری دستور کی حامل ریاستوں میں مقننہ کے منظور کردہ قوانین پر نظر ثانی کا اختیار عدلیہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر عدلیہ کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے کہ مجلس قانون ساز کا منظور کردہ قانون آئین کے خلاف ہے تو وہ اس قانون کا جائزہ لیتی ہے۔ اگر اس قانون کو ملکی آئین کے خلاف پائے تو اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ اس عمل کو عدلیہ کی نظر ثانی کہتے ہیں۔ امریکا اور کئی دوسرے ممالک کی اعلیٰ عدلیہ کو یہ اختیار حاصل ہے۔

1973 کے آئین کے تحت وفاق اور صوبوں کے فرائض
(Functions of Federation and Provinces in the Light of the Constitution 1973)

1973 کے آئین کے تحت وفاق اور صوبوں کے فرائض کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

الف۔ وفاقی حکومت کے فرائض (Functions of Federation)

i- وفاق اپنے تمام فرائض صدرِ پاکستان کے نام سے استعمال کرتا ہے اور وہی تمام فرائض طے کرتا ہے۔
ii- وفاق کے تمام فرائض وزیراعظم اور اس کی کابینہ کے ذریعے سے سرانجام پاتے ہیں۔
iii- وفاق کے تمام فرائض کی انجام دہی کے لیے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قوانین بناتی ہے۔
iv- وفاق یونین کو قائم رکھتا ہے اور اپنی تمام اکائیوں کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔
v- وفاق اپنی تمام اکائیوں کو پالیسی سازی میں مشورہ دیتا ہے اور تمام اطلاعات مہیا کرتا ہے۔
vi- وفاق ملکی معیشت کو بحال رکھتا ہے اور ٹیکس عائد کرتا ہے۔
vii- وفاق اندرونی و بیرونی تجارت کو منظم کرتا ہے۔
viii- وفاق اندرونی امن وامان کا ذمہ دار ہوتا ہے اور ملکی آزادی کا تحفظ کرتا ہے۔
ix- وفاق عدالتی نظام قائم کرتا ہے اور تمام اکائیوں کو انصاف مہیا کرتا ہے۔
x- وفاق ملک کے دفاع کے لیے فوج رکھتا ہے اور ضرورت کے وقت جنگ کا اعلان کرتا ہے۔

صوبوں کے فرائض (Functions of Provinces)

صوبے اپنے تمام فرائض گورنر کے نام سے استعمال کرتے ہیں اور وہی صوبے کے تمام امور طے کرتا ہے۔ صوبے اپنے تمام اختیارات وزیراعلیٰ اور اس کی کابینہ کے ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ صوبوں کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں:

1- قانون سازی: صوبائی حکومت تعلیم، صحت، زراعت اور فوجداری طریقہ کار جیسے موضوعات پر قوانین بناتی ہے بشرطیکہ وہ وفاقی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔

2- عوامی خدمات: صوبائی حکومت بنیادی ڈھانچے، سکول، کالج اور سرکاری اسپتالوں کی فراہمی اور دیکھ بھال کرتی ہے۔

3- امن وامان: صوبائی حکومت پولیس فورسز کو برقرار رکھتی ہے اور صوبائی قوانین کا نفاذ کرتی ہے۔

4- مالیاتی انتظام: صوبائی بجٹ کی تیاری اور اسے منظور کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

5- مقامی حکومت کی نگرانی: صوبائی حکومت مقامی حکومتوں کے نظام کی عمل داری، معاونت اور نگرانی بھی کرتی ہے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے فرائض میں فرق
(Difference Between Functions of Federal and Provincial Governments)

i- وفاقی حکومت کا دائرہ اختیار تمام ملک پر محیط ہوتا ہے جب کہ صوبائی حکومت کا اختیار متعلقہ صوبے تک محدود ہوتا ہے۔
ii- وفاق کا سربراہ منتخب صدر ہوتا ہے جب کہ صوبے کا سربراہ گورنر ہوتا ہے جو صدرِ پاکستان کا نامزد کردہ ہوتا ہے۔ وفاقی حکومت کے انتظامی امور وزیراعظم اور اس کی کابینہ چلاتے ہیں جب کہ صوبوں کے انتظامی امور وزیراعلیٰ اور اس کی کابینہ چلاتے ہیں۔

iii- وزیراعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کرتی ہے جب کہ وزیراعلیٰ کا انتخاب متعلقہ صوبائی اسمبلی کرتی ہے۔
iv- وزیراعظم قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے جب کہ وزیراعلیٰ متعلقہ صوبائی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔
v- وفاق میں صرف ایک وفاقی حکومت ہوتی ہے جب کہ پاکستان میں چار صوبائی حکومتیں ،صوبہ پنجاب ،صوبہ سندھ ،صوبہ بلوچستان، صوبہ خیبر پختونخوا اور آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کی وفاقی اکائیاں ہیں۔
vi- وزیراعلیٰ اپنے صوبے میں وہی فرائض سرانجام دیتا ہے جو وزیراعظم ملک میں سرانجام دیتا ہے۔
vii- وفاقی کابینہ وزیراعظم کی نگرانی میں کام کرتی ہے اور اُسی کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور صوبائی کابینہ متعلقہ وزیراعلیٰ کے زیرِ نگرانی کام کرتی ہے اور اسی کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔
viii- وفاقی ادارے وفاقی قوانین کے تحت چلتے ہیں جب کہ صوبائی ادارے صوبائی ومقامی قوانین کے تحت چلتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان کا صدر وفاق کا سربراہ ہوتا ہے۔ پارلیمانی نظام میں یہ رسمی (Ceremonial) عہدہ ہوتا ہے کیونکہ صدر، وزیراعظم کے مشورے پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کا انتظامی ڈھانچہ اور فرائض
(Administrative Structure and Functions of Azad Jammu & Kashmir and Gilgit Baltistan)

الف۔ آزاد جموں وکشمیر (Azaad Jammu & Kashmir)

آزاد جموں وکشمیر کا اپنا منتخب صدر، وزیراعظم ،قانون ساز اسمبلی اور سپریم کورٹ ہے جو ریاست کا نظام چلاتے ہیں۔

کشمیر کونسل (Kashmir Council)

کشمیر کونسل ریاست کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے جس کے 14 ارکان ہوتے ہیں جس میں 8 ارکان آزاد جموں وکشمیر سے ہوتے ہیں اور 6 ارکان حکومتِ پاکستان کے نمائندے ہوتے ہیں۔ آزاد جموں وکشمیر کے ارکان میں وہاں کے صدر، وزیراعظم اور کشمیر قانون ساز اسمبلی کے 6 ارکان شامل ہوتے ہیں۔ اس کا چیئرمین، وزیراعظم پاکستان ہوتا ہے۔ کونسل کو آزاد جموں وکشمیر کے اعلیٰ انتظامی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

صدر (President)

صدر آزاد جموں وکشمیر کا آئینی سربراہ ہوتا ہے جس کا انتخاب کشمیر قانون ساز اسمبلی پانچ سال کے لیے کرتی ہے۔

وزیراعظم (Prime Minister)

وزیراعظم ریاست آزاد جموں وکشمیر کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ وزرا کی کونسل وزیراعظم کی نگرانی میں کام کرتی ہے اور اسی کو سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ وزیراعظم ریاست کے تمام انتظامی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اسمبلی کے اعتماد تک اپنا عہدہ برقرار رکھ سکتا ہے۔

قانون ساز اسمبلی (Legislative Assembly)

آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی ایک ایوان پر مشتمل ہے، جو مظفر آباد میں واقع ہے۔ اس ایوان کے 53 ارکان ہیں، جن میں 45 ارکان براہ راست آزاد جموں وکشمیر کے عوام کی رائے دہی سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ جب کہ 1 نشست علما، 1 ٹیکنوکریٹ، 1 بیرون ملک مقیم کشمیری اور 5 خواتین کے لیے مخصوص نشستیں ہیں۔ اسمبلی اپنے ارکان میں سے وزیراعظم ،سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرتی ہے۔ اسمبلی تین قسم کے

فرائض سرانجام دیتی ہے؛ قانون سازی، پالیسی بنانا اور بجٹ پاس کرنا۔ اسمبلی پانچ سال کے لیے منتخب ہوتی ہے۔

عدلیہ (Judiciary)

i آزاد جموں و کشمیر کی اپنی سپریم کورٹ ہوتی ہے جس میں چیف جسٹس اور تین جج ہوتے ہیں جو تمام اپیلوں کا فیصلہ کرتی ہے۔

ii آزاد جموں و کشمیر کی ایک ہائی کورٹ ہے جس کے تین سرکٹ بنچ ہیں جو کوٹلی، میر پور اور راولا کوٹ میں کام کرتے ہیں۔ ہائی کورٹ ماتحت عدلیہ کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہے۔

ب۔ گلگت بلتستان (Gilgit Baltistan)

حکومتِ پاکستان نے 2009ء میں شمالی علاقہ جات کو گلگت بلتستان کا نام دے کر محدود خود مختاری دی۔ حکومتِ پاکستان نے قانون ساز اسمبلی قائم کر کے اس کے الیکشن کروائے اور گلگت بلتستان کونسل قائم کی گئی جس کا ڈھانچہ درج ذیل ہے:

گلگت بلتستان کونسل (Gilgit Baltistan Council)

گلگت بلتستان کونسل کے ارکان کی کل تعداد 12 ہے جس میں 6 ارکان وزیر اعظم پاکستان نامزد کرتا ہے اور 6 ارکان کا انتخاب گلگت بلتستان کی قانون ساز اسمبلی کرتی ہے۔ یہ ایک انتظامی ادارہ ہے۔ گلگت بلتستان کونسل کا چیئرمین وزیر اعظم پاکستان ہوتا ہے۔

گورنر (Governor)

گلگت بلتستان کا گورنر آئینی سربراہ ہوتا ہے جس کا تقرر حکومتِ پاکستان کرتی ہے اور حکومتِ پاکستان ہی کی صوابدید پر اپنا عہدہ قائم رکھ سکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ (Chief Minister)

وزیر اعلیٰ انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے جس کا انتخاب گلگت بلتستان کی قانون ساز اسمبلی کثرت رائے سے کرتی ہے۔ وہ اسمبلی میں قائد ایوان اور اپنی کابینہ کا سربراہ ہوتا ہے۔

قانون ساز اسمبلی (Legislative Assembly)

گلگت بلتستان کی قانون ساز اسمبلی ایک ایوان پر مشتمل ہے اور اس کے 33 ارکان ہیں۔ ان میں 24 براہ راست منتخب کردہ، 6 خواتین اور 3 ٹیکنو کریٹس ہوتے ہیں۔ قانون ساز اسمبلی اپنے ارکان میں سے وزیر اعلیٰ، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرتی ہے اور ریاست سے متعلق ہر قسم کی قانون سازی کرتی ہے۔

عدلیہ (Judiciary)

گلگت بلتستان کی عدلیہ چیف کورٹ اور سپریم اپیلٹ کورٹ پر مشتمل ہے۔

چیف کورٹ (Chief Court)

چیف کورٹ کو 2009ء کے صدارتی حکم کے تحت اختیارات دیے گئے۔ اسے چیف کورٹ آف اپیل بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ریجن کی اپیلوں پر سماعت کرتی ہے۔ اس کا درجہ ہائی کورٹ کے برابر ہے۔ اس کے فیصلوں کے خلاف اپیل سپریم اپیلٹ کورٹ میں کی جاتی ہے۔

سپریم اپیلٹ کورٹ (Supreme Appellate Court)

سپریم اپیلٹ کورٹ ایک چیف جج اور دو ججوں پر مشتمل ہے جن کا تقرر وزیر اعظم پاکستان تین سال کے لیے کرتا ہے۔ اس کا درجہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے برابر ہے اور چیف کورٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کا فیصلہ کرتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گلگت بلتستان چودہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ یہ خطہ اپنے خوبصورت نظاروں، دلکش وادیوں اور بُلند وبالا برفیلے پہاڑوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تعلقات کی نوعیت
(Nature of the Relationship Between the Federal and Provincial Governments)

پاکستان ایک وفاقی پارلیمانی جمہوریہ ہے جس میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہوتی ہیں۔ وفاقی وصوبائی حکومتوں کے تعلقات کی نوعیت کو ذیل میں واضح کیا گیا ہے:

1- مشترکہ مفادات کی کونسل (Council of Common Interests)

مشترکہ مفادات کی کونسل وزیراعظم، تمام وزرائے اعلیٰ اور وفاقی حکومت کے نامزد کردہ تین وفاقی وزرا پر مشتمل ہوتی ہے۔ مشترکہ مفادات کی کونسل وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان اختلافات کو حل کرتی ہے اور وسائل کو تقسیم کرتی ہے۔ اگر کسی صوبائی حکومت کو کونسل کے فیصلوں پر اعتراض ہو تو اسے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں بھیج سکتی ہے۔ اگر پانی کی تقسیم پر اختلاف ہو تو کیس مشترکہ مفادات کی کونسل کے پاس حل کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو سکے تو صدرِ پاکستان کو کمیشن بنانے کا اختیار ہوتا ہے جو اس مسئلہ کو حل کرتا ہے۔

2- نیشنل اکنامک کونسل (National Economic Council)

صدرِ پاکستان کو نیشنل اکنامک کونسل بنانے کا اختیار ہوتا ہے۔ وزیراعظم اس کونسل کا چیئرمین اور تمام صوبائی وزرائے اعلیٰ اس کے ممبر ہوتے ہیں جو ملک کی معاشی صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو مناسب اقدامات اٹھانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ یہ کونسل معاشی، معاشرتی اور تجارتی پالیسیاں مرتب کرتی ہیں۔

3- قومی سلامتی کونسل (National Security Council)

قومی سلامتی کونسل کی صدارت وزیراعظم پاکستان کرتا ہے جو تمام ملک بشمول صوبوں کی سلامتی کے معاملات دیکھتی ہے اور ملکی سلامتی کی پالیسیاں مرتب کرتی ہے جس پر عمل درآمد کرنا وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر لازم ہوتا ہے۔

وفاق اور صوبوں میں دیگر تعلقات (Other Relations Between Federation and Provinces)

1- کوئی صوبائی حکومت اپنا اختیار وفاقی حکومت یا وفاقی ادارہ کو سونپ سکتی ہے۔
2- اسی طرح وفاقی حکومت بھی اپنا اختیار صوبائی حکومتوں کو سونپ سکتی ہے بشرطیکہ صوبائی حکومت اس کی منظوری دے۔
3- صوبائی حکومتیں انتظامی اختیارات استعمال کرسکتی ہیں بشرطیکہ وفاقی حکومت کے انتظامی اختیارات سے ٹکراؤ نہ ہو۔
4- پورے پاکستان میں تجارتی سرگرمیاں آزادانہ طور پر سرانجام پاسکتی ہیں ان میں صوبائی حکومتیں کوئی رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) آزاد تجارتی پالیسی مرتب کرسکتی ہے اور ٹیکس لاگو کرسکتی ہے جو کہ تمام صوبوں میں یکساں لاگو ہوتے ہیں۔

وفاق اور صوبوں کے باہمی تعلقات
(Relations Between the Federation and the Provinces)

☆ وفاق مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ذریعے قانون سازی کرتا ہے جب کہ صوبے متعلقہ صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے سے قانون سازی کرتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے تحت قانون سازی کے لیے وفاقی، صوبائی اور مشترکہ اُمور کی فہرستیں بنی ہوئی تھیں جو کہ

اٹھارھویں ترمیم کے بعد مشترکہ امور کی فہرست کو ختم کر کے اس کے تمام امور صوبوں کے حوالے کر دیے گئے۔ مجلس شوریٰ وفاقی فہرست میں سے قانون سازی کر سکتی ہے جب کہ صوبائی اسمبلیاں صوبائی فہرست میں سے قانون سازی کر سکتی ہیں۔ مجلس شوریٰ کو وفاقی فہرست میں شامل کسی امر کے بارے میں بلا شرکت غیرے قوانین بنانے کا اختیار ہے اور صوبائی اسمبلیوں کو ان تمام امور میں قانون بنانے کا اختیار ہے جن کا ذکر وفاقی فہرست میں نہ کیا گیا ہو۔ مجلس شوریٰ کے پاس ایسے تمام معاملات میں قانون بنانے کا اختیار ہے جن کا تعلق وفاق کے ایسے علاقوں سے ہو جو کسی صوبے میں شامل نہ ہوں۔

- ہر صوبہ انتظامی اختیارات اس طرح استعمال کرے گا جس سے وفاقی قوانین کی تعمیل کی ضمانت ملے جو اس صوبے میں اطلاق پذیر ہوں۔ وفاق کسی صوبے میں انتظامی اختیارات استعمال کرتے وقت صوبے کے مفادات کا لحاظ رکھے گا۔ نیز وفاق ہر صوبے میں مرکزی افسر شاہی کو متعین کرتا ہے تاکہ وفاق کے مفادات کا تحفظ کیا جا سکے۔
- وفاق مجلسِ شوریٰ کے قوانین کے ذریعے ایک صوبہ سے کسی دوسرے صوبے میں یا پاکستان کے کسی حصے میں تجارت، بیوپار یا رابطہ کی آزادی پر ایسی پابندیاں عائد کر سکے گا جو مفادِ عامہ کے لیے ضروری ہوں۔ وفاق کوئی ایسا قانون بنا سکے گا یا کوئی ایسی انتظامی کارروائی کر سکے گا جس سے صوبے میں کسی نوع یا کسی قسم کی اشیا کے داخلے یا اس صوبے سے برآمدگی پر پابندی عائد کی گئی ہو۔
- وفاق کی رضامندی سے کوئی صوبہ اپنی اسمبلی سے کوئی ایسا ایکٹ جو صحتِ عامہ، امن و امان، اخلاق عامہ، جانوروں یا پودوں کو بیماری سے محفوظ رکھنے یا اس صوبے میں کسی ضروری شے کی قلت کو روکنے یا کم کرنے کی غرض سے ہو، منظور کروا سکتا ہے۔

صوبائی و مقامی حکومتوں کے باہمی تعلقات
(Mutual Relationships Between Provincial and Local Governments)

- 1973ء کے آئین کی شق 140-A کے تحت پاکستان میں مقامی حکومتوں کو تحفظ دیا گیا ہے۔ اس شق کے مطابق ہر صوبائی حکومت کے لیے لازم ہے کہ وہ مقامی حکومتیں قائم کرے اور اُن میں سیاسی، انتظامی اور معاشی اختیارات و ذمہ داریاں تقسیم کرے۔
- اگست 2001ء میں صدارتی حکم کے تحت مقامی حکومتیں قائم کی گئیں اور سیاسی، انتظامی و معاشی اختیارات مقامی حکومتوں کو منتقل کیے گئے تاکہ عام شہری کو ضروری خدمات کے ضمن میں بااختیار بنایا جائے۔
- مقامی حکومتوں کے نظام میں وفاقی حکومت کے اختیارات جوں کے توں رہے جب کہ صوبائی حکومتوں کے اختیارات اور ذمہ داریوں کو مقامی حکومتوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس نظام کے تحت کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور ضلع مجسٹریٹ کے عہدوں کو ختم کر کے اختیارات ناظم و نائب ناظم کے حوالے کر دیے گئے حالاں کہ کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور ضلعی مجسٹریٹ صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اس طرح ضلعی انتظامیہ پر صوبوں کی بجائے مقامی حکومتوں کو کنٹرول حاصل ہو گیا۔
- اختیارات کی تقسیم کے منصوبہ کے تحت صوبائی حکومتوں نے اپنے اختیارات مقامی حکومتوں کو تفویض کیے تھے اس لیے صوبائی حکومتوں کو مقامی حکومتیں معطل کرنے کا اختیار حاصل تھا یعنی اپنا اختیار واپس بھی لے سکتی تھیں۔ مقامی حکومتوں کو اپنے وسائل بڑھانے کے لیے ٹیکس لگانے یا ٹیکس میں اضافہ کرنے کی اجازت بھی صوبائی حکومتوں سے لینا پڑتی تھی۔ اسی طرح مقامی حکومتوں میں اہم عہدوں پر افسران کا تقرر بھی صوبائی حکومتیں کیا کرتی تھیں۔
- اختیارات کی تقسیم کے منصوبہ کے تحت کوئی ضلعی حکومت ایسی نہ تھی جو خود مختار ہو یا جس پر صوبائی حکومت کو اختیار حاصل نہ ہو۔ اسی لیے جلد ہی مقامی حکومتوں کو ختم کر دیا گیا اور کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور ضلع مجسٹریٹ کے عہدے بحال کر دیے گئے اور تمام اختیارات

صوبائی حکومتوں کو واپس کر دیے گئے۔

☆ اختیارات کی تقسیم کے منصوبہ میں ضلعی ناظم کا کردار بھی بڑا اہم تھا۔ ضلعی ناظم کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ تھا اسی لیے وہ فنڈ کی تقسیم بھی اپنی یا اپنی جماعت کی مرضی سے کرتا تھا جس سے مقامی حکومتوں پر بُرے اثرات مرتب ہوئے اگر صوبہ میں مختلف سیاسی جماعت کی حکومت ہوتی تو ضلعی ناظم اپنا کام جاری نہ رکھ سکتا تھا اور مجبوراً اُسے مستعفی ہونا پڑتا تھا۔

☆ اختیارات کی تقسیم کے منصوبہ کے تحت ضلعی پولیس افسران کا تقرر بھی صوبائی حکومتیں کیا کرتی تھیں اور افسران کو کبھی یہ تاثر نہ دیا گیا کہ وہ مقامی حکومتوں کے ملازمین ہیں اور نہ ان کو مقامی حکومتوں کے احکامات ماننے کے لیے مجبور کیا گیا۔ ان کے تبادلہ کا اختیار بھی صوبائی حکومتوں کے پاس تھا۔ لہٰذا وہ صوبائی حکومتوں کے وفادار کے طور پر کام کرتے رہے۔

☆ جون 2005ء میں مقامی حکومتوں کے نظام میں تبدیلی لائی گئی اور مقامی حکومتوں کے اختیارات صوبوں کو دیے گئے۔ وزیر اعلیٰ تمام اختیارات کا حامل ہو گیا اور اُسے ضلعی ناظم یا ضلعی حکومت کی تجاویز کو مسترد کرنے اور ضلعی ناظم کو ہٹانے کا اختیار بھی حاصل ہو گیا۔

☆ ان تبدیلیوں کے ساتھ صوبائی حکومتیں صوبائی وسائل مقامی حکومتوں میں تقسیم کرنے کی پابند نہ رہیں جب کہ مقامی حکومتوں کو اپنے منصوبے مکمل کرنے کے لیے مالی وسائل (فنڈز) کی ضرورت ہوتی تھی۔ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے مقامی حکومتوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے تھے۔

☆ اختیارات کی تقسیم کے منصوبہ کے تحت بہت سے محکمے ضلعی حکومتوں کے حوالے نہیں کیے گئے مثلاً پولیس کا محکمہ اور زراعت کا محکمہ جس سے مقامی و صوبائی حکومتوں کے درمیان اختیارات کی کھینچا تانی شروع ہو گئی اور ان کے باہمی تعلقات خراب ہو گئے۔

مقامی حکومتوں کے مختلف درجات کا ڈھانچہ
(Structure of Different Levels of Local Government)

1973ء کے آئین کے آرٹیکل A-140 کے تحت صوبائی حکومتوں پر لازم قرار پایا کہ وہ مقامی حکومتیں قائم کریں اور ان کو مالیاتی اور انتظامی اختیارات دیں۔ 2013ء میں تمام صوبوں نے مقامی حکومتوں کے قیام کے لیے ایکٹ پاس کیے جن کے مطابق دیہی علاقوں میں دو درجاتی نظام جب کہ خیبر پختونخوا میں تین درجاتی نظام قائم کیا گیا۔ ان میں ضلعی اور تحصیل یونین کونسل کی حکومتیں شامل ہیں جب کہ شہری علاقے میں تین درجاتی نظام بنایا گیا جس میں میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں شامل ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دیہی علاقے (Rural Areas)

1- ویلیج نیبر ہڈ/ یونین کونسل (Village Neighbourhood/ Union Council)

یہ چیئرمین یا چیئرپرسن، وائس چیئرمین اور 6 جنرل کونسلرز پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب عوام براہ راست پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں چار سال کے لیے جب کہ خیبر پختونخوا میں تین سال کے لیے کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ خواتین اور ایک ایک نوجوان، کسان اور غیر مسلم ہوتے ہیں۔ چیئرمین یا چیئرپرسن کونسل کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کی غیر حاضری میں وائس چیئرمین فرائض سرانجام دیتا ہے۔

2- ضلع کونسل/تحصیل کونسل (District Council / Tehsil Council)

ضلع یا تحصیل کی تمام یونین کونسل یا ویلیج نیبر ہڈ کونسل کے براہ راست منتخب کردہ چیئرمین بلحاظ عہدہ ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کم از کم 15 خواتین، 3 کسان، 5 غیر مسلم اور ایک نوجوان اور ٹیکنوکریٹ شامل ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ضلع کونسل کی جگہ تحصیل کونسل کو اپنایا گیا ہے جس کے ارکان اور چیئرمین کا انتخاب براہ راست ہوتا ہے۔

ضلع کونسل کے ارکان چیئر مین اور وائس چیئر مین کا انتخاب کرتے ہیں۔ ضلع کونسل کی ایک کابینہ ہوتی ہے جس کا سربراہ چیئر مین ہوتا ہے اور اس کے ارکان میں تعلیم، صحت، انتظامیہ کے ماہر اور ایک مذہبی عالم (سکالر) شامل ہوتے ہیں۔

چیف آفیسر (Chief Officer)

چیف آفیسر ضلع کونسل کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ سینئر سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ وہ ضلع کے تمام محکموں کی نگرانی کرتا ہے اور ضلع کے تمام ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی بھی اسی کے ذمے ہے۔

شہری علاقے (Urban Areas)

1- میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی (Municipal or Town Committee)

میونسپل یا ٹاؤن میں واقع تمام حلقوں (Wards) سے براہ راست منتخب کردہ ارکان (کونسلرز) بلحاظ عہدہ کمیٹی کے ممبر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ 5 خواتین، 3 غیر مسلم اور 2 لیبر ورکر اور ایک نوجوان شامل ہوتے ہیں۔

کمیٹی کے پہلے اجلاس میں چیئر مین اور وائس چیئر مین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ چیئر مین کمیٹی کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کی غیر حاضری میں وائس چیئر مین کام کرتا ہے۔

چیف آفیسر (Chief Officer)

یہ چھوٹے درجے کا سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ یہ تمام محکموں میں رابطہ قائم کرتا ہے اور تمام امور کی نگرانی کرتا ہے۔

2- میونسپل کارپوریشن (Municipal Corporation)

میونسپل کارپوریشن میں واقع تمام میونسپل یا ٹاؤن کے براہ راست منتخب کردہ چیئر مین بلحاظ عہدہ کارپوریشن کے ممبر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ 5 خواتین، 5 غیر مسلم، 2 ورکرز، 2 ٹیکنوکریٹ اور ایک نوجوان ممبر شامل ہوتے ہیں۔

کارپوریشن اپنے پہلے اجلاس میں میئر اور ڈپٹی میئر کا انتخاب کرتی ہے۔ میئر کی غیر حاضری میں ڈپٹی میئر کام کرتا ہے۔

چیف آفیسر (Chief Officer)

چیف آفیسر درمیانہ درجہ کا سرکاری ملازم ہوتا ہے جو تمام محکموں میں رابطہ رکھتا ہے اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

3- میٹروپولیٹن کارپوریشن (Metropolitan Corporation)

میٹروپولیٹن کارپوریشن میں واقع تمام ٹاؤن کمیٹیوں کے براہ راست منتخب کردہ چیئر مین بلحاظ عہدہ کارپوریشن کے ممبر ہوتے ہیں ان کے علاوہ مخصوص نشستیں جن میں 25 خواتین، 5 ورکرز، 2 نوجوانوں اور 10 غیر مسلموں کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔ میٹروپولیٹن کے پہلے اجلاس میں لارڈ میئر اور ڈپٹی میئر کا انتخاب مشترکہ پینل میں کارپوریشن کے موجود ارکان اکثریت سے کرتے ہیں۔ لارڈ میئر میٹروپولیٹن کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں ڈپٹی میئر کام کرتا ہے۔

چیف آفیسر (Chief Officer)

چیف آفیسر اعلیٰ درجہ کا سرکاری ملازم ہوتا ہے جو تمام محکموں کی نگرانی کرتا ہے اور تمام محکموں میں رابطہ قائم رکھتا ہے اور ترقیاتی کاموں کی نگرانی بھی اسی کے ذمہ ہوتی ہے۔

مختلف سطح پر مقامی حکومتوں کے فرائض
(Functions of Local Governments at Various Levels)

مختلف سطح پر مقامی حکومتوں کے فرائض درج ذیل ہیں:

1- یونین کونسل/ ویلیج نیبر ہڈ کونسل کے فرائض
(Functions of the Union Council / Village Neighbourhood Council)

(i) کونسل کا بجٹ منظور کرنا اور ٹیکس یا فیس کی منظوری دینا۔
(ii) پنچائت کے ممبر زمقرر کرنا اور ان کی کارکردگی کی نگرانی کرنا۔
(iii) عوامی راستے، گلیاں، قبرستان، باغ اور کھیلوں کے میدان کو بحال کرنا، عوامی راستوں اور گلیوں میں روشنی کا بندوبست کرنا۔
(iv) پینے کے پانی کے لیے کنویں، ٹیوب ویل اور پانی کے ٹینک وغیرہ قائم کرنا اور اُن کو بحال رکھنا۔
(v) مویشیوں کے لیے چراگاہوں اور پینے کے پانی کا بندوبست کرنا۔
(vi) ضلع کونسل کی منظوری سے صنعت، زراعت اور تجارتی مارکیٹوں کا بندوبست کرنا۔
(vii) یونین یا ویلیج کونسل کے قوانین اور بائی لاز (By-laws) کو لاگو کرنا۔

2- ضلع یا تحصیل کونسل کے فرائض (Functions of District or Tehsil Council)

(i) بائی لاز اور ٹیکسوں کی منظوری دینا اور سالانہ بجٹ منظور کرنا اور لاگو کرنا۔
(ii) شہریوں میں فلاحی کاموں اور معاشرتی اصلاح کا جذبہ پیدا کرنا۔
(iii) صنعت، زراعت اور تجارتی مارکیٹوں کے لیے زمین مہیا کرنا۔
(iv) پلوں اور سڑکوں کی تعمیر کرنا، راستوں سے تجاوزات ہٹانا اور روشنی کا بندوبست کرنا۔
(v) مویشی منڈیاں اور عوامی میلے منعقد کرنا اور کھیلوں کا بندوبست کرنا۔
(vi) طوفان، سیلاب، زلزلہ اور دیگر قدرتی آفات کی صورت میں لوگوں کی مدد کرنا۔
(vii) یتیموں، بیواؤں، نادار اور معذور لوگوں کی مدد کرنا۔
(viii) دیہی علاقوں میں پینے کے پانی اور کھیتوں میں پانی مہیا کرنے کے لیے یونین کونسلوں کی مدد کرنا۔

3- میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی کے فرائض (Functions of Municipal or Town Committee)

(i) ترقیاتی منصوبے بنانا، ان کی منظوری دینا اور ان کے لیے مالیات کا بندوبست کرنا۔
(ii) مقامی زمینوں کی تقسیم اور اُن کے استعمال کا بندوبست کرنا۔
(iii) صنعت، زراعت اور تجارتی مارکیٹوں کے لیے زمین مہیا کرنا اور ان کا بندوبست کرنا۔
(iv) سڑکوں اور گلیوں کا بندوبست کرنا اور اُن کو بحال رکھنا، پارک بنانا، کھیلوں کے لیے میدان اور قبرستانوں کے لیے جگہ مخصوص کرنا۔
(v) پینے کے پانی کا بندوبست کرنا اور گندے پانی کے نکاس کا انتظام کرنا۔
(vi) ٹیکس اور فیسوں کی منظوری دینا اور اُن کو وصول کرنا۔

(vii) مویشی منڈیاں قائم کرنا اور مویشی میلے منعقد کرنا۔
(viii) میونسپل کمیٹی کے لیے قوانین اور بائی لاز بنانا اور ان کو لاگو کرنا، میونسپل قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینا۔
(ix) میونسپل قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینا۔

میٹروپولیٹن/ میونسپل کارپوریشن کے فرائض
(Functions of the Metropolitan/ Municipal Corporation)

(i) میونسپل قوانین اور بائی لاز کی منظوری دینا اور ان کو لاگو کرنا۔
(ii) رہائشی کالونیاں، مارکیٹیں، سڑکیں اور عوامی مفادات کے منصوبے بنانا اور لاگو کرنا، شہری علاقوں میں سڑکوں اور راستوں سے تجاوزات ہٹانا اور ماحولیات کو بحال رکھنا، پارک بنانا اور انھیں بحال رکھنا اور ٹرانسپورٹ کا بندوبست کرنا۔
(iii) عوامی ٹریفک کے نظام کو درست کرنا، پُل، فلائی اوور، انڈر پاس بنانا اور بحال رکھنا، علاقے کو خوبصورت بنانا اور بحال رکھنا۔
(iv) پینے کے پانی کے ذخائر بنانا اور بحال رکھنا، گندے پانی کے اخراج کا بندوبست کرنا۔
(v) لائبریریاں، عجائب گھر اور مصوری کے مراکز قائم کرنا اور بحال رکھنا۔
(vi) بجٹ بنانا اور منظور کرنا، منصوبے بنانا اور ان کے لیے رقوم فراہم کرنا، ٹیکسوں اور فیسوں کی منظوری دینا اور وصول کرنا۔
(vii) کھیلوں کا بندوبست کرنا، ثقافتی میلوں اور مویشی منڈیوں کو منعقد کرنے کے لیے بندوبست کرنا۔
(viii) ہر قسم کے لائسنس، پرمٹ اور اجازت نامے جاری کرنا۔
(ix) بیواؤں، یتیموں، معذوروں اور قدرتی آفات کے متاثرین کی مدد کرنا۔
(x) میونسپل قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینا۔

مشقی سوالات

-1 ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) صوبائی حکومت کا سربراہ جسے وفاق نامزد کرتا ہے:
(الف) گورنر (ب) صدر (ج) لارڈ میئر (د) میئر

(ii) صوبائی فرائض کی انجام دہی کے لیے جو ادارہ قانون سازی کرتا ہے:
(الف) قومی اسمبلی (ب) سینٹ (ج) صوبائی اسمبلی (د) مقامی حکومتیں

(iii) کشمیر کونسل کے ارکان کی تعداد ہے:
(الف) 12 (ب) 14 (ج) 16 (د) 18

(iv) گلگت بلتستان کونسل کے ارکان کی تعداد ہے:
(الف) 12 (ب) 14 (ج) 16 (د) 18

(v) آزاد جموں وکشمیر کی سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد ہے:

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

(vi) پاکستان میں مقامی حکومتوں کے نظام میں تبدیلی لائی گئی:

(الف) 2001ء میں (ب) 2003ء میں (ج) 2005ء میں (د) 2007ء میں

(vii) مقامی حکومتوں کے دیہی علاقوں کے نظام کے درجے ہیں:

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار

(viii) میٹروپولیٹن کارپوریشن کا سربراہ ہوتا ہے:

(الف) چیئرمین (ب) چیئرپرسن (ج) لارڈ میئر (د) میئر

2- مختصر جواب دیں۔

(i) آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

(ii) گلگت بلتستان کونسل کی تشکیل کیسے ہوتی ہے؟

(iii) صوبائی حکومت کے کوئی سے دو فرائض تحریر کریں۔

(iv) پاکستان میں مقامی حکومتیں کب قائم کی گئیں؟

(v) مقامی حکومتوں کے مختلف درجات بتائیں۔

(vi) چیف آفیسر کیا فرائض سرانجام دیتا ہے؟

3- تفصیل سے جواب دیں۔

(i) 1973ء کے آئین کے تحت وفاق اور صوبوں کے فرائض بیان کریں۔

(ii) گلگت بلتستان کا انتظامی ڈھانچہ اور فرائض بیان کریں۔

(iii) صوبائی و مقامی حکومتوں کے باہمی تعلقات واضح کریں۔

(iv) پاکستان میں ضلعی یا تحصیل کونسل کے فرائض بیان کریں۔

(v) پاکستان میں میٹروپولیٹن کارپوریشن کے فرائض واضح کریں۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ پاکستان میں میونسپل کارپوریشن کے فرائض پر مباحثہ کریں۔

(ii) طلبہ گروپ کی شکل میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے ڈھانچوں کا چارٹ بنائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) طلبہ کو پاکستان کے انتظامی ڈھانچہ سے روشناس کرائیں۔

(ii) طلبہ کو وفاق اور صوبوں کے درمیان تعلقات کی نوعیت سے آگاہ کریں۔

باب 4

پاکستان اور بین الاقوامی امور
(Pakistan and International Affairs)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی کے مقاصد اور راہنما اصولوں کا جائزہ لے سکیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی موجودہ حالت کا تعین کرنے والوں اور کس طرح اس نے امریکا، برطانیہ، چین، وسطی ایشیائی ریاستوں، سارک ممالک، یورپی یونین کے ارکان اور او آئی سی ممالک کے ساتھ تعلقات کو متاثر کیا ہے، تجزیہ کر سکیں۔

2- پاکستان کی دفاعی اہمیت، جاری منصوبوں اور پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے حصول کے لیے کوششوں جیسے عوامل کی بنیاد پر مستقبل کے امکانات کی پیش گوئی کرتے ہوئے ترکیہ، مشرق وسطی کے ممالک اور روس کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لے سکیں۔

3- مسئلہ کشمیر اور اس کے متوقع نتائج کا تجزیہ کریں۔ اگر کشمیریوں کے بہترین مفاد میں مسئلہ کشمیر حل کیا جائے تو پاکستان اور بھارت کے تعلقات پر اس کے اثرات کا اندازہ لگا سکیں۔

4- علاقائی تنظیموں (EU اور ECO) میں عالمی اہمیت کے مختلف منظر ناموں میں پاکستان کی حیثیت، کردار اور شراکت کا تنقیدی جائزہ لے سکیں۔

5- ممالک کی ترقی پر عالمی مالیاتی اداروں کے اثرات خصوصاً آئی ایم ایف (IMF) کی موجودہ حالت اور اس کے معاشی چیلنجوں سے نمٹنے میں پاکستان کی مدد کرنے کی کوششوں کے اثرات پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی (Pakistan's Foreign Policy)

کسی ملک کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور قومی مفادات کے حصول کا نام خارجہ پالیسی ہے۔ ریاست اپنے قومی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی ترتیب دیتی ہے۔ خارجہ پالیسی ایک طریقہ کار ہے جسے مختلف ممالک ایک دوسرے کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایک ریاست کی خارجہ پالیسی اس کی اقدار اور اہداف کی عکاسی کرتی ہے اور عالمی میدان میں اس کے سیاسی اور اقتصادی مقاصد کو آگے بڑھانے میں مدد کرتی ہے۔

پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی کے مقاصد (Objectives of Pakistan's Current Foreign Policy)

پاکستان کی خارجہ پالیسی بیرونی ممالک میں پاکستان کے قومی مفادات کے تحفظ اور فروغ دینے کی کوشش کرتی ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فروری 1948ء میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کا خاکہ پیش کیا:

''ہماری خارجہ پالیسی دنیا کی تمام اقوام کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی پر مبنی ہے۔ ہم کسی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم کو پسند نہیں کرتے۔ ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانتداری اور منصفانہ اصول پر یقین رکھتے ہیں اور دنیا کی اقوام میں امن و خوشحالی کے فروغ کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پاکستان کو دنیا کے مظلوم اور پسے ہوئے لوگوں کی مادی اور اخلاقی مدد کرنے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے اصولوں کو برقرار رکھنے میں کبھی کوتاہی نہیں ہوگی۔''

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

☆ پاکستان کو ایک متحرک، ترقی پسند، اعتدال پسند اور جمہوری اسلامی ملک کے طور پر فروغ دینا۔

- دنیا کے تمام ممالک خصوصاً بڑی طاقتوں اور قریبی پڑوسیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنا۔
- کشمیر سمیت قومی سلامتی اور جیوسٹریٹیجک مفادات کا تحفظ۔
- بین الاقوامی برادری کے ساتھ اپنے تجارتی اور اقتصادی تعاون کو مستحکم کرنا۔
- بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے مفادات کا تحفظ۔
- علاقائی اور بین الاقوامی تعاون کے لیے قومی وسائل کے بہترین استعمال کو یقینی بنانا۔

خارجہ پالیسی کے راہنما اصول (Guiding Principles of Foreign Policy)

پاکستان کی خارجہ پالیسی ملکی سلامتی کے تحفظ، ترقی اور خوشحالی کے لیے پاکستان کے ترقیاتی ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ خارجہ پالیسی کے چند راہنما اصول درج ذیل ہیں:

- قومی سالمیت اور آزادی کا تحفظ کرنا۔
- دوسری قوموں کے اندرونی معاملات کا احترام کرنا۔
- تنازعات کو طاقت کی بجائے مذاکرات اور سفارتی ذرائع سے حل کرنا۔
- علاقائی سالمیت کو ترجیح دینا۔
- اقوامِ متحدہ کے چارٹر اور کثیر جہتی معاہدوں کی پاسداری کرنا۔
- غیر جانبداری اور تعلقات میں توازن برقرار رکھنا۔

خارجہ پالیسی کے حوالے سے پاکستان کے مختلف ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Various Countries Regarding Foreign Policy)

پاکستان کے امریکا، برطانیہ، چین، وسطی ایشیائی ریاستوں، سارک ممالک، یورپی یونین کے ارکان اور او آئی سی ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے:

پاکستان اور امریکا کے تعلقات (Pakistan's Relations with America)

- پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات اس کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم عنصر ہیں۔ ساڑھے سات دہائیوں پر محیط یہ تعلق وسیع البنیاد، مثبت اور مستقبل کے حوالے سے ہے۔ پاکستان اور امریکا نے اگست 1947ء میں سفارتی تعلقات قائم کیے جس کے نتیجے میں امریکا پاکستان کو تسلیم کرنے والے ابتدائی چند ممالک میں سے ایک تھا۔
- پاکستان نے امریکا کے ساتھ سفارتی تعلقات کے قیام کے فوراً بعد واشنگٹن میں اپنا سفارت خانہ قائم کیا۔ آج واشنگٹن میں پاکستان کے سفارت خانے کے علاوہ نیو یارک، شکاگو، لاس اینجلس اور ہیوسٹن میں چار قونصل خانے ہیں۔ امریکا کے پاکستان کے شہروں اسلام آباد میں سفارت خانہ اور کراچی، لاہور اور پشاور میں قونصل خانے ہیں۔
- گزشتہ سالوں میں اعلیٰ سطحی دوروں کے تبادلے اور اہم امور پر بات چیت کے ذریعے دوطرفہ تعلقات میں بہتری آئی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان بات چیت کے اُمور میں دفاعی معاملات، دہشت گردی، ماحولیاتی تبدیلی، توانائی اور صحت وغیرہ شامل ہیں۔

☆ امریکا نے منگلا، تربیلا اور گومل زم ڈیموں جیسے کئی میگا آبپاشی اور توانائی کے منصوبوں کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی۔ امریکا کئی دہائیوں سے پاکستان کا اہم اقتصادی اور ترقیاتی شراکت دار رہا ہے۔ امریکا پاکستان کی سب سے بڑی برآمدی منڈی ہے۔ اقتصادی تعلقات کے علاوہ پاکستان کے امریکا کے ساتھ مضبوط دفاعی تعلقات ہیں جن کی ایک طویل تاریخ ہے۔ پاکستان اور امریکا کے درمیان لوگوں کے درمیان مضبوط تعلقات اور تعلیمی روابط ہیں۔

پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات (Pakistan's Relations with United Kingdom)

☆ پاکستان اور برطانیہ کے درمیان سفارتی تعلقات کا قیام 1947 میں پاکستان کی آزادی سے شروع ہوا۔ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے دارالحکومتوں میں سفارت خانے قائم کیے ہیں۔ ان تاریخی رشتوں کی جڑیں نوآبادیاتی دور سے جڑی ہوئی ہیں جو عصری، جغرافیائی اور سیاسی حقائق کے ساتھ تاریخی روابط کو پروان چڑھا رہے ہیں۔

☆ دونوں ممالک کے تعلقات انتہائی اہم ہیں جس کی خصوصیت مشترکہ تاریخی تعلقات، باہمی سٹریٹجک مفادات اور عالمی مسائل پر مشترکہ کوششیں ہیں۔ یہ رشتہ علاقائی استحکام اور ماحولیاتی تبدیلی اور دہشت گردی جیسے عالمی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے لازمی ہے۔ پاکستان میں جمہوری اداروں اور سماجی واقتصادی ترقی کی حمایت میں برطانیہ کا کردار اس دوطرفہ تعلقات کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے۔

☆ دوطرفہ مشاورت کے طریقہ کار میں سکیورٹی تعاون، اقتصادی تعلقات اور ثقافتی تبادلے شامل ہیں۔ یہ دوطرفہ تعلقات کی گہرائی اور وسعت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اپنی ترقی پذیر ممالک ٹریڈنگ سکیم (DCTS) کے تحت، برطانیہ پاکستان کی برآمدات پر صفر ٹیرف رسائی کو برقرار رکھتا ہے۔

☆ برطانیہ کامن ویلتھ ریاستوں کی تنظیم کے ذریعے پاکستان کو مالی وفوجی امداد فراہم کرتا ہے۔ مشترکہ فوجی مشقیں اور تربیتی پروگرام کے تحت برطانیہ میں پاکستانی افسران کی سالانہ تربیت شامل ہے جو پاکستان کے ساتھ تعاون کی ایک مثال ہے۔ برطانیہ میں

پاکستانی طلبہ کی کثیر تعداد اور مختلف ثقافتی اقدامات دونوں ممالک کے درمیان گہرے ثقافتی اور تعلیمی روابط کی علامت ہیں۔

پاکستان کے چین کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with China)

☆ پاکستان اور چین نے مئی 1951ء میں سفارتی تعلقات قائم کیے۔ یہ تعلقات اپنی مسلسل کامیابیوں کے بل بوتے پر استوار ہوئے اور ہر گزرتے شب و روز کے ساتھ مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔ دونوں ممالک کی قیادت اس تعلقات کو آگے لے جانے کے لیے پر عزم ہے۔ پاکستان عوامی جمہوریہ چین کو تسلیم کرنے والے اوّلین ممالک میں سے ایک تھا۔

☆ چین کو اپنے ابتدائی دور میں عالمی سطح پر مشکلات کا سامنا تھا۔ اس دور میں پاکستان نے چین کا ساتھ دیا۔ عالمی اداروں کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بھی پاکستان نے چین کی کھلے دل سے معاونت کی جبکہ دوسری طرف امریکا اور یورپی ریاستیں اشتراکی چین کی کھلی مخالفت کر رہی تھیں حالانکہ پاکستان امریکا کا اتحادی بھی تھا مگر اس کے باوجود پاکستان نے چین کے ساتھ دوستی کا حق نبھایا۔

☆ دونوں ممالک کے درمیان اعلیٰ سطح پر دوروں کا باقاعدہ تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ پاکستان اور چین کے درمیان گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران اسٹریٹیجک تعاون میں اضافہ ہوا ہے۔ اقتصادی طور پر چین پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔ چین پاکستان میں انفراسٹرکچر اور توانائی کے شعبے میں ایک بڑا سرمایہ کار ہے۔

☆ چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کے باضابطہ آغاز سے دوطرفہ تعلقات کو بلندی پر لے جایا گیا ہے۔ CPEC چینی صدر شی جن پنگ (Xi Jinping) کے "ون روڈ اینڈ ون بیلٹ" کے اقدام کا ایک اہم منصوبہ ہے۔ اس کا مقصد پاکستان اور چین کے درمیان رابطوں کو بڑھانا اور انفراسٹرکچر کو بہتر بنانا ہے۔

☆ جنوبی ایشیا میں اسلحہ کی دوڑ کو کنٹرول کرنا، انسداد دہشت گردی پر مشاورت، انسانی حقوق، امن کا فروغ، میری ٹائم ڈائیلاگ، بارڈر مینجمنٹ مشاورت اور دیگر امور شامل ہیں۔ پاکستان اور چین کے درمیان مضبوط دفاعی تعاون ہے۔

☆ پاک بھارت جنگوں میں چین نے کشادہ دلی اور دلیری سے پاکستان کا ساتھ دیا۔ اس طرح ایک بڑی طاقت کا تعاون حاصل ہونے سے پاکستانیوں کے حوصلے بلند ہوئے۔

☆ چین نے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقی میں بہت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ چین کے تعاون سے پاکستان نے مختلف صنعتیں قائم کی ہیں جن میں ٹینک سازی اور جہاز سازی قابل ذکر ہیں۔

☆ پاک چین دوستی کی بہت بڑی علامت شاہراہ قراقرم ہے۔ یہ شاہراہ ریشم کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ باہم تجارت و رابطہ رکھتے ہیں۔

☆ موجودہ دور میں پاکستان اور چین کے درمیان قریبی اور دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ چین نے پاکستان کی خودمختاری، قومی آزادی، علاقائی سالمیت کے تحفظ، معاشی اور سماجی ترقی، قومی سلامتی، استحکام اور خوشحالی کے لیے اپنی مستقل حمایت کا اعادہ کیا ہے۔

وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں (Muslim States of Central Asia)

☆ سابق سوویت یونین کی 1991ء میں ٹوٹنے کے بعد وجود میں آنے والی وسطی ایشیا کی ریاستیں ازبکستان، ترکمانستان، تاجکستان، قازقستان اور کرغزستان وغیرہ کے ساتھ پاکستان نے تعلقات قائم کر کے اپنے خارجہ تعلقات کو فروغ دیا۔ ان تعلقات کو اقتصادی تعاون کی تنظیم کے ذریعے مزید فروغ حاصل ہوا۔

☆ پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ تعلقات نہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہیں بلکہ ان ریاستوں کے مفادات کا بھی تقاضا ہے کہ یہ

ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ ان ریاستوں کے پاس ساحل سمندر نہیں ہے جو کہ بین الاقوامی تجارت کے لیے ضروری ہے۔ یہ ممالک پاکستان کا ساحل سمندر استعمال کرتے ہیں۔

☆ وسطی ایشیائی ریاستیں دفاعی لحاظ سے پاکستان سمیت بڑی طاقتوں کے مفادات کا مرکز ہیں۔ اسی طرح ان ریاستوں کے پاس توانائی کے وسائل اور معدنیات ہیں جن کی پاکستان کو ضرورت ہے۔ لہٰذا دونوں کے مفادات بھی انھیں ایک دوسرے کے قریب لے آتے ہیں۔

☆ یہ خطہ اقتصادی منڈیوں کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔ وسطی ایشیائی ریاستوں کی پالیسیاں پاکستان سمیت کئی بیرونی شراکت داروں کے ساتھ تجارتی تعلقات کو فروغ دیتی ہیں۔ مستقبل میں امکان ہے کہ ان ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔

تنقیدی سوچ کا سوال (Critical Thinking Question)

موسمیاتی تبدیلی پاکستان کے لیے ایک خطرہ ہے۔ پاکستان کو اپنے بیرونی تعلقات کو نئی شکل دینے کے لیے بین الاقوامی موسمیاتی مالیات سے کیسے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

پاکستان اور سارک ممالک (Pakistan and SAARC Countries)

سارک (SAARC) جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون ہے جس کی بنیاد 1985ء میں ڈھاکہ میں رکھی گئی۔ اس تنظیم میں آٹھ ممالک، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، مالدیپ، بھوٹان اور افغانستان شامل ہیں۔ سارک تنظیم کے درج ذیل مقاصد متعین کیے گئے۔

(i) ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا اور باہمی اعتماد سازی کے لیے اقدامات کرنا۔

(ii) جنوبی ایشیا کے ممالک کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔ رکن ممالک کے درمیان معاشی، ثقافتی، ٹیکنالوجی اور سائنسی میدانوں میں باہمی تعاون اور مدد کو فروغ دینا۔

(iii) باہمی دلچسپی کے موضوعات پر بین الاقوامی سطح پر یکساں موقف اختیار کرنا۔ بین الاقوامی اور علاقائی تعاون کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرنا۔

☆ جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم ''سارک'' کے دائرہ میں پاکستان اور بھارت میں تعاون بڑھانے کی کئی کوششیں کی گئیں پاکستان نے ہمیشہ اختلافی امور کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا۔ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوامِ متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے حل کیا جائے۔

☆ سارک ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھائے گئے۔ پاکستان نے سارک اجلاسوں میں ہمیشہ متنازع امور کو حل کرنے پر زور دیا لیکن سارک ممالک کا یہ فورم بھارت کی روایتی ہٹ دھرمی کی وجہ سے خطے میں کوئی فعال کردار نہیں کر رہا۔

یورپین یونین (European Union)

☆ یورپی ممالک نے مل کر ''ایک یورپ'' کے تصوّر کے تحت یورپین یونین بنائی ہے۔ پاکستان کے یورپین یونین کے ساتھ تعلقات

باہمی تعاون پر مبنی ہیں۔ پاکستان کے قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ یورپین یونین کے ممالک میں پاکستانی مفادات کے تحفظ کے لیے کام کیا جائے۔ پاکستان نے فرانس، برطانیہ اور سویڈن کے ساتھ معاشی معاہدے کیے ہیں۔ پاکستان نے جرمنی کے ساتھ بھی کئی ایک معاشی و دفاعی معاہدے کیے ہیں مگر ان کا حجم کم ہے۔

- ☆ یورپی یونین نے پاکستان میں سیلاب سے متاثر ہونے والے لوگوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا اور متاثرہ آبادی کی سب سے زیادہ فوری ضروریات کو پورا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پاکستان نے یورپی یونین اور رکن ممالک کی جانب سے فنڈز اکٹھا کرنے کے ساتھ ساتھ امدادی کوششوں کی تعریف کی۔
- ☆ فریقین کے درمیان موسمیاتی تبدیلی سے متعلق چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے بھی تعاون جاری ہے۔ یورپی یونین اور پاکستان نے تارکینِ وطن کے حوالے سے جامع نقطۂ نظر پر قریبی تعاون کا عزم کیا ہے۔
- ☆ پاکستان اور یورپی یونین کے درمیان تعلیم، ثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں تعاون کے ساتھ ساتھ رابطے اور ڈیجیٹلائزیشن اور افغانستان اور آزاد جموں وکشمیر سمیت علاقائی اور عالمی امور پر بھی تعاون جاری ہے۔

پاکستان اور اسلامی تعاون تنظیم (Pakistan and Organization of Islamic Cooperation-OIC)

- ☆ 1969ء میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) کا قیام عمل میں آیا۔ اب اس تنظیم کا نام اسلامی تعاون تنظیم ہے۔ اس کا صدر دفتر جدہ، سعودی عرب میں واقع ہے۔
- ☆ پاکستان نے اسلامی ممالک کے اتحاد، ہم آہنگی اور تعاون کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے موٴقف کی کھل کر اقوام متحدہ میں بات کی ہے۔ 1969ء میں جب یہودیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تو پاکستان نے اس کی کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
- ☆ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء میں لاہور میں منعقد ہوئی۔ پاکستان نے کانفرنس میں فلسطینی عوام کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں قرارداد پیش کی، جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔
- ☆ پاکستان نے 1969ء سے تا حال اسلامی کانفرنسوں کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔ اسلامی دنیا کے اتحاد اور مسلم ریاستوں کے مسائل کے حل کے لیے پاکستان نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اسلامی کانفرنس کی کامیابی، مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے پاکستان کی خدمات اور اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات کے قیام کے لیے پاکستان کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کا پوری اسلامی برادری اعتراف کرتی ہے۔

پاکستان کے ترکیہ، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک اور روس کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Turkiye, Middle East Countries and Russia)

پاکستان کی دفاعی اہمیت، جاری منصوبوں اور پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے حصول کی بنیاد پر ترکیہ، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک اور روس کے ساتھ تعلقات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

پاکستان اور ترکیہ (Pakistan and Turkiye)

- ☆ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ترکیہ نے پاکستان کو تسلیم کر لیا اور مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے موقف کی مکمل حمایت کی۔ دونوں ممالک

کے درمیان قریبی اقتصادی تعاون موجود ہے۔ پاک بھارت جنگوں میں ترکیہ نے پاکستان کو اسلحہ اور جنگی ساز و سامان دیا اور پاکستان کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے اپنی بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔

- ترکیہ نے افغان مسئلے کے حل کے لیے پاکستان کی کوششوں کو سراہا۔ دونوں ممالک مسئلہ کشمیر اور دیگر بین الاقوامی امور اقوامِ متحدہ کے تعاون سے حل کرنے کے خواہاں ہیں۔ ماضی میں پاکستان اور ترکیہ کے درمیان اسلحہ کی فراہمی کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔ پاکستان میں آنے والے زلزلے اور سیلابوں کے بعد ترکیہ نے متاثرہ علاقوں میں پاکستانی عوام کی مدد کی۔ وقت کے ساتھ دونوں ممالک کے تعلقات مضبوط ہوئے ہیں۔
- اگست 2022ء میں پاکستان اور ترکیہ نے ترجیحی تجارتی معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ اس معاہدے کے تحت ترکیہ نے پاکستان کو زراعت اور صنعتی دونوں شعبے کی برآمدات پر رعایت دی۔
- ترکیہ میں گزشتہ برسوں کے دوران پاکستانی سیاحوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا گیا ہے جو ترکیہ کی سیاحت کی صنعت میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ مزید برآں پاکستانی مسافر بھی عام طور پر ترکیہ جانے کے لیے یا بیرون ملک سفر کرنے کے لیے ترکش ایئر لائنز پر اڑان بھرتے ہیں اور اس طرح ترکیہ کی نقل و حمل کی صنعت میں حصہ ڈالتے ہیں۔

پاکستان کے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Middle East Countries)

- مشرقِ وسطیٰ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے لیے ایک اہم خطہ ہے جس کی وجہ گہرے مذہبی اور ثقافتی وابستگی، اقتصادی اور دفاعی تعاون اور خطے میں پاکستانیوں کی بڑی تعداد کی موجودگی ہے۔ پاکستان مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک کے ساتھ برادرانہ تعلقات کو اوّلین ترجیح دیتا ہے۔ پاکستان علاقائی اور بین الاقوامی تنظیموں میں باہمی دلچسپی کے امور پر مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ قریبی مشاورت اور بات چیت بھی کرتا ہے اور بین الاقوامی فورمز پر ان کی سیاسی حمایت کرتا ہے۔
- مشرقِ وسطیٰ کا خطہ پاکستان کی معیشت کے لیے خاص طور پر اہم ہے جو توانائی کی درآمدات اور غیر ملکی ترسیلات کا بنیادی ذریعہ ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں قریباً 5 ملین پاکستانی معاشرے کے تمام شعبوں کی نمائندگی کرتے ہیں جس میں کاروباری شخصیات، بینکرز، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس اور ہنرمند افراد وغیرہ شامل ہیں۔ سعودی عرب، قطر اور متحدہ عرب امارات سمیت خلیجی ممالک نے پاکستان کی مجموعی ترسیلات میں 54 فی صد سے زیادہ حصہ ڈالا ہے۔
- اسلام آباد کی فیصل مسجد سعودی عرب کے ساتھ پاکستانی تعلقات کی مظہر ہے۔ سعودی عرب نے مسئلہ کشمیر پر ہمیشہ پاکستانی مؤقف کی حمایت اور کشمیری مسلمانوں کے حق خودارادیت کی حفاظت کے لیے آواز اُٹھائی ہے۔ دونوں ممالک کی خارجہ پالیسی میں اتحادِ عالمِ اسلام کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔
- مشرقِ وسطیٰ میں جاری اقتصادی تنوع اور علاقائی مفاہمت پاکستان کے ساتھ معاشی روابط بڑھانے کے لیے اہم مواقع فراہم کرتی ہے۔ یہ ممالک انسانی ہمدردی اور ترقیاتی شعبے میں بھی اہم شراکت دار ہیں۔ جی سی سی (گلف کوآپریشن کونسل) میں پاکستان اور ان ممالک کے درمیان آئی ٹی، توانائی، کان کنی، سیاحت، بینکنگ اور فنانسنگ، زراعت اور مہارتوں کی ترقی کے شعبوں میں تعاون کی وسیع گنجائش موجود ہے۔
- پاکستان اور مملکت سعودی عرب نے مذہبی عازمین کی سہولت کے لیے دوطرفہ میکانزم تیار کیا ہے جو وہاں کے مذہبی مقامات پر حج

اور عمرہ کے لیے جاتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے خطے میں امن و استحکام پاکستان کے لیے ایک اہم ترجیح ہے جس نے ہمیشہ خطے میں تمام تنازعات کے پرامن حل کے لیے کوششوں کی حمایت کی ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ پیچیدہ مسائل کو مذاکرات، سفارت کاری اور مفاہمت کے ذریعے حل کرنے کی وکالت کی ہے۔ پاکستان اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل اور او آئی سی کی قراردادوں کے مطابق پُرامن طریقے سے یمن کے بحران کے جامع سیاسی حل کی حمایت کرتا ہے۔

- ☆ اسی طرح، قطر، سعودی عرب، بحرین، متحدہ عرب امارات اور مصر کے درمیان 2021ء میں سعودی عرب کے شہر العلا میں ہونے والے العلا معاہدہ (Al Ula Accord) کا پاکستان نے خیر مقدم کیا۔ یہ معاہدہ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے درمیان یکجہتی اور استحکام کی علامت سمجھا جاتا ہے۔
- ☆ پاکستان شام کی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کی حمایت کرتا ہے اور تشدد، تنازعات، انسانی حقوق اور پناہ گزینوں کے بحران کے خاتمے کی امید رکھتا ہے۔
- ☆ پاکستان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مسئلہ فلسطین کا واحد، جامع اور دیرپا حل اقوامِ متحدہ اور او آئی سی کی متعلقہ قراردادوں کے مطابق ہو۔ آزاد فلسطینی ریاست کی جون 1967ء سے پہلے کی سرحدیں ہوں اور القدس الشریف (یروشلم) اس کا دارالحکومت ہو۔

پاکستان اور روس کے تعلقات (Pakistan-Russia Relations)

- ☆ پاکستان اور روس (سابقہ سوویت یونین) کے تعلقات کا آغاز 1948ء میں ہوا تاہم امریکا اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ کے دوران ان تعلقات میں تناؤ رہا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد روس نے تاشقند کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان معاہدہ کرا کے جنگی قیدیوں کی واپسی اور علاقوں پر قبضے کا مسئلہ حل کرایا۔
- ☆ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں روس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں بہتری آئی۔ اسی دور میں کراچی میں روس کے تعاون سے سٹیل مل لگائی گئی جو کہ پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ 1979ء میں روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد پاکستان اور روس کے تعلقات میں بگاڑ آ گیا۔
- ☆ 1990ء کی دہائی میں دونوں ممالک نے تعلقات کو نئے سرے سے ترتیب دیا اور اقتصادی و تجارتی شعبوں میں تعاون کو فروغ دیا۔ 2000ء کی دہائی میں دونوں ممالک کے درمیان دفاعی تعاون بھی بڑھا، جس میں روس کی طرف سے پاکستان کو ہتھیاروں کی فروخت شامل تھی۔
- ☆ پاکستان اور روس نے توانائی کے شعبے میں بھی تعاون کو فروغ دیا ہے۔ اس کے علاوہ ان ممالک کے درمیان مشترکہ فوجی مشقیں بھی منعقد ہو چکی ہیں جو دونوں ممالک کے بڑھتے ہوئے دفاعی تعاون کا ثبوت ہیں۔ دونوں ممالک نے مختلف تجارتی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں، جن کا مقصد باہمی تجارت کو فروغ دینا ہے۔ ثقافتی تعلقات کے ضمن میں دونوں ممالک نے تعلیمی اور ثقافتی تبادلوں کو بھی فروغ دیا ہے جس سے عوامی سطح پر تعلقات مزید مستحکم ہوئے ہیں۔
- ☆ پاکستان اور روس کے تعلقات میں بعض چیلنجز بھی موجود ہیں، جن میں علاقائی سیاست اور عالمی سطح پر ابھرتے ہوئے مسائل شامل ہیں۔ تاہم دونوں ممالک نے سفارتی مذاکرات کے ذریعے ان چیلنجز کا سامنا کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔

مسئلہ کشمیر (Kashmir Issue)

☆ مسئلہ کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان تنازع ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کے بارے میں فرمایا کہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ پاکستان کے زیادہ تر دریا کشمیر سے آتے ہیں اس لیے ہماری قومی زراعت کا انحصار کشمیر سے نکلنے والے دریاؤں پر ہے۔ کشمیر مسلم اکثریتی آبادی کی ریاست ہے۔

☆ جموں و کشمیر کا تنازع اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے ایجنڈے پر طویل ترین زیر التوا تنازعات میں سے ایک ہے۔ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی متعدد قراردادیں کشمیریوں کے حقِ خودارادیت اور جموں و کشمیر کے تنازع کو حل کرنے کی توثیق کرتی ہیں۔

☆ اقوامِ متحدہ نے واضح طور پر کہا کہ ریاست جموں و کشمیر کا حتمی فیصلہ کشمیری عوام کی مرضی کے مطابق اقوامِ متحدہ کی سرپرستی میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعے کیا جائے۔ ریاست جموں و کشمیر پر قبضے کے بعد بھارت اس پر اپنے قبضے کو مزید مضبوط کرنے کے لیے مختلف اقدامات کر رہا ہے۔ 5 اگست 2019ء کو بھارت نے اپنے غیر قانونی طور پر مقبوضہ جموں و کشمیر (Indian Illegally Occupied Jammu and Kashmir-IIOJK) کی خصوصی حیثیت کو ختم کر دیا اور اس کی بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازع حیثیت کو تبدیل کرنے اور کشمیریوں کے حقِ خودارادیت کو مجروح کر دیا۔ بھارت نے تب سے مقبوضہ جموں و کشمیر کے آبادیاتی ڈھانچے اور سیاسی منظر نامے کو تبدیل کرنے کا عمل شروع کیا۔ اس کا حتمی مقصد کشمیری عوام کو ان کی اپنی سرزمین پر ایک بے اختیار اقلیت میں تبدیل کرنا ہے۔

☆ بھارت کی طرف سے جموں و کشمیر کے عوام سلامتی کونسل اور پاکستان کے ساتھ سلامتی کونسل کی متعلقہ قراردادوں کی پاسداری اور ان پر عمل درآمد کے پختہ وعدوں کے باوجود بھارت نے ہر مرحلے پر ان وعدوں سے بتدریج انکار کیا ہے۔ تاہم بھارت کی ہٹ دھرمی تاریخ اور قانون کے حقائق کو نہیں بدل سکتی۔

☆ مسئلہ کشمیر کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلی جنگ 1948ء میں لڑی گئی۔ کشمیر کے محاذ پر لڑی جانے والی اس جنگ میں پاکستانی عوام، قبائلیوں اور مسلح افواج نے نہایت دلیری سے بھارتی مسلح افواج کا سامنا کیا۔ نہ صرف کامیابی سے مادرِ وطن کا دفاع کیا بلکہ بھارت کے قبضہ سے کشمیر کا قابل ذکر علاقہ بھی خالی کرا لیا۔ اس جنگ میں قبائلی لشکریوں کا کردار خصوصی اہمیت کا حامل تھا جو کہ سری نگر تک جا پہنچے تھے۔ بھارتی وزیراعظم نے سلامتی کونسل میں جنگ بندی کی قرارداد منظور کرائی۔

☆ 1965ء کی پاکستان اور بھارت جنگ، 1998ء کا معرکہ کارگل اور 2025ء میں بھارت میں پہل گام کے واقعہ کی آڑ میں آپریشن سندور کے جواب میں پاکستان کی طرف سے کامیاب آپریشن بنیان المرصوص کیا گیا۔ ان جنگوں سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں کیا جا سکا۔ دونوں ممالک کے درمیان پیش رفت محض اس لیے نہیں ہو سکی کہ بھارت مسئلہ کشمیر حل نہیں کرنا چاہتا۔ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری نہیں آ سکتی۔

مسئلہ کشمیر کے ممکنہ حل کے پاکستان اور بھارت کے تعلقات پر اثرات
(Impacts of a Possible Solution to the Kashmir Issue on Pakistan-India Relations)

☆ مسئلہ کشمیر کے حل سے پاک بھارت تعلقات میں بنیادی تبدیلی آئے گی یعنی علاقائی استحکام اور اقتصادی تعاون میں اضافہ ہوگا۔ سفارتی تعلقات میں بہتری، تجارت میں اضافہ، جوہری خطرات کو کم کر کے علاقائی سلامتی میں اضافہ اور اعتماد کی فضا کو فروغ ملے گا۔

☆ اس کے علاوہ منقطع مواصلاتی ذرائع کی بحالی، ثقافتی تبادلے اور سیاحت کا فروغ ہوسکتا ہے۔جنوبی ایشیا یورپی یونین کے ماڈل کی طرح زیادہ استحکام کی طرف بڑھ سکتا ہے۔سارک (جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کی تنظیم) کی افادیت میں اضافہ ہوسکتا ہے۔مسئلہ کشمیر کے حل سے جموں وکشمیر کے لوگوں کے لیے انسانی حقوق کی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

عالمی اہمیت کے مختلف منظرناموں میں پاکستان کی حیثیت، کردار اور شراکت
(Pakistan's Status, Role and Contribution in Different Scenarios of Global Importance)

☆ پاکستان کو دنیا کی چھٹی بڑی مسلح افواج کے ساتھ ایک اہم ملک سمجھا جاتا ہے۔یہ ایک تسلیم ایٹمی ریاست ہے۔اس کا شمار ابھرتی ہوئی اور ترقی کرنے والی معیشتوں میں ہوتا ہے۔عالمی منظرناموں میں پاکستان کی حیثیت، کردار اور شراکت بہت اہم ہے۔

☆ ماضی میں چین کی اقوامِ متحدہ میں رکنیت کا معاملہ ہو یا دفاعی معاہدات سیٹو اور سینٹو ہوں، سوویت یونین افغان جنگ ہو یا 9/11 کے بعد امریکا افغان جنگ ہو، مشرقِ وسطیٰ میں کشیدگی ہو یا امریکا اسرائیل ایران جنگ ہو، پاکستان کا کردار قابلِ قدر رہا ہے جس کی دنیا بھی معترف ہے۔

☆ پاکستان اقوامِ متحدہ، شنگھائی تعاون تنظیم، اسلامی تعاون تنظیم، دولت مشترکہ، علاقائی تعاون کے لیے جنوبی ایشیائی تنظیم اور انسداد دہشت گردی اتحاد کا رُکن ہے۔ پاکستان کو غیر نیٹو اتحادی کا درجہ بھی حاصل ہے۔

☆ عالمی سطح پر پاکستان کا کردار مختلف وقتوں پر مختلف رہا ہے۔دنیا پاکستان کو ایک علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر اثر ورسوخ رکھنے والی ریاست کے طور پر دیکھتی ہے۔

☆ 2008ء میں بھارت کے ساتھ پاکستان کے تعلقات نچلی سطح پر پہنچ گئے۔ان ممالک کے دوطرفہ تعلقات میں کمی اگست 2019ء میں ہوئی جب بھارت نے کشمیر کی ریاستی حیثیت سے انکار کیا اور اسے دو یونین علاقوں میں تقسیم کرلیا۔اس کے بعد پاک بھارت تعلقات میں مزید تناؤ پیدا ہوا۔

☆ پاکستان کا بین الاقوامی امن واستحکام میں نمایاں کردار رہا ہے اور عالمی سطح پر قیامِ امن کے لیے پاکستان کی کوششوں سے دنیا واقف ہے۔ پاکستانی امن دستے اقوامِ متحدہ کے مشن کی تکمیل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ایسے علاقوں میں جہاں امن کی ضرورت تھی وہاں پر پاک فوج نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات انجام دی ہیں۔

☆ اقوامِ متحدہ کے امن دستوں نے عالمی امن اور سلامتی کے لیے ان گنت قیمتی جانیں بچائیں۔ پاکستان ایک ذمہ دار ملک ہونے کے ناتے امن کے مبصرین کو اپنے مینڈیٹ کی تکمیل کے لیے مکمل مدد اور رسائی فراہم کرتا ہے۔

☆ پاکستان چاہتا ہے کہ دنیا میں اختلافات اور تنازعات کا فیصلہ پُرامن طریقے سے ہوجائے۔ پاکستان نے ہمیشہ اقوامِ متحدہ کے چارٹر کا احترام کیا ہے۔دنیا میں تخفیف اسلحہ کی کوششوں میں اقوامِ متحدہ کا ساتھ دیا ہے۔

☆ پاکستان نے جوہری توانائی پر بین الاقوامی کنٹرول کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔امن کے قیام کے سلسلے میں اقوامِ متحدہ کے کہنے پر کانگو سمیت دنیا کے کئی ممالک میں اپنی فوج بھیجی۔ پاکستان نے سری لنکا، نیپال، کمبوڈیا اور لیبیا کو اقوامِ متحدہ کا رکن بنوانے میں مدد دی۔

☆ پاکستان نے محکوم اور غلام قوموں کے حق خود ارادیت کی ہمیشہ حمایت کی ہے اسی وجہ سے پاکستان کشمیر اور فلسطین کے لوگوں کی حمایت کرتا ہے۔

اقتصادی تعاون کی تنظیم میں پاکستان کا کردار
(Pakistan's Role in Economic Cooperation Organization -ECO)

اقتصادی تعاون کی تنظیم کے رکن ممالک کے درمیان تعاون کے لیے پاکستان کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اقتصادی تعاون کی تنظیم مغرب اور جنوبی ایشیا کو یکجا کرتی ہے۔ یہ تنظیم رکن ممالک میں روابط اور تعاون کا اہم ذریعہ ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ اقتصادی تعاون کی تنظیم میں عالمی مسائل کے سدِّ باب پر زور دیا۔ پاکستان ای سی او کے پلیٹ فارم سے علاقائی امن اور ترقی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ تجارت کے فروغ کے لیے تمام رکن ممالک متفق ہیں لیکن پاکستان اور بھارت کے مسئلہ کشمیر پر کشیدہ تعلقات تجارت کے فروغ میں رکاوٹ ہیں۔

عالمی مالیاتی ادارے اور اثرات (International Monetary Institutions and Impacts)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، عالمی بینک، یورپی مرکزی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن وغیرہ مالیاتی ادارے ہیں۔ یہ مالیاتی ادارے دُنیا کے مختلف ممالک کے لیے پائیدار ترقی اور خوشحالی کے حصول کے لیے کام کرتے ہیں۔ یہ ایسی معاشی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں جو مالیاتی استحکام اور مالیاتی تعاون کو فروغ دیتی ہیں، جیسا کہ پیداواری صلاحیت کو بڑھانا، لوگوں کو روزگار ملنا، معاشی اور سماجی بہبود وغیرہ۔ ان اداروں پر تنقید بھی ہوتی ہے۔ یہ ممالک کو قرض دیتے وقت قرض کو بعض اقتصادی پالیسیوں کے نفاذ سے مشروط کرتے ہیں جیسے قرض کے واپسی کے لیے عوام پر زیادہ ٹیکس لگانا اور حکومتی اخراجات کم کرنا وغیرہ۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور پاکستان (International Monetary Fund and Pakistan)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ یا انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ (IMF) ایک عالمی مالیاتی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ قریباً تمام ممالک کو قرضہ دیتا ہے اور ممالک کے زرِمبادلہ اور بیرونی قرضہ جات پر نظر رکھتا ہے۔ یہ ترقی پذیر ممالک کو معاشی فلاح اور مالی خسارے پر قابو پانے کے لیے قرضے اور فنی معاونت فراہم کرتا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کی وجہ سے بہت سے یورپی ممالک کا توازن ادائیگی بگڑ گیا تھا۔ ایسے ممالک کی مدد کرنے کے لیے یہ ادارہ وجود میں آیا۔ یہ ادارہ 1945ء میں قائم ہوا۔ اس کا مرکزی دفتر امریکا کے دارالحکومت واشنگٹن میں ہے۔

پاکستان نے آئی ایم ایف کے ساتھ کئی قرض پروگرام کیے۔ جن حکومتوں میں یہ پروگرام لیے گئے ان میں ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاالحق، بےنظیر بھٹو، میاں محمد نواز شریف، پرویز مشرف، سید یوسف رضا گیلانی، عمران خان اور میاں محمد شہباز شریف کی حکومتیں شامل ہیں۔

پاکستان کی مخلوط حکومت نے عام انتخابات میں جانے سے قبل آئی ایم ایف سے تین ارب ڈالر کا ایک معاہدہ کیا تھا جس سے 2023ء میں ڈیفالٹ ہونے سے بچنے میں مدد ملی۔ پاکستان کے لیے آئی ایم ایف کے ایک اور پروگرام میں داخل ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائر اس کے بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی ضروریات کے مقابلے میں انتہائی کم ہیں۔ لہٰذا پاکستان کے پاس کوئی متبادل نہیں ہے۔ پاکستان کی موجودہ حکومت آئی ایم ایف کے قرضہ پروگرام پر عمل درآمد کر رہی ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس 1969ء میں منعقد ہوا:

(الف) ریاض میں (ب) تہران میں (ج) جدہ میں (د) رباط میں

(ii) پاکستان اور چین کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہوئے:

(الف) 1948ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1950ء میں (د) 1951ء میں

(iii) 1991ء میں شکست و ریخت ہوئی:

(الف) سابق سوویت یونین کی (ب) یوکرائن کی (ج) سوڈان کی (د) ویتنام کی

(iv) اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل نے کشمیر پر قرارداد منظور کی:

(الف) 1947ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1951ء میں (د) 1953ء میں

(v) بھارت نے جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کی:

(الف) 1965ء میں (ب) 1971ء میں (ج) 1999ء میں (د) 2019ء میں

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

(i) پاکستان کی صنعتی اور فنی شعبہ جات میں روس کی معاونت کو مختصراً بیان کریں۔

(ii) پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے اقتصادی راہ داری منصوبہ کیا ہے؟

(iii) بین الاقوامی مالیاتی فنڈ یا انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ (IMF) کو بنانے کا کیا مقصد تھا؟

(iv) یورپی یونین کن شعبوں میں پاکستان سے تعاون کر رہا ہے؟

(v) خارجہ پالیسی کی تعریف تحریر کریں۔

(vi) وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے نام تحریر کریں۔

3- درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے دیں:

(i) پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ کریں۔

(ii) پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لیں۔

(iii) پاکستان کے مشرق وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

(iv) پاکستان کا اسلامی تعاون کی تنظیم میں کردار واضح کریں۔

(v) چین نے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ بیان کریں۔

(vi) مسئلہ کشمیر کا تجزیہ کریں۔

(vii) پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

سرگرمیاں

(i) عالمی امن میں اقوامِ متحدہ کے کردار پر ایک کوئز پروگرام کا اہتمام کریں۔

(ii) ان تمام بین الاقوامی تنظیموں کی فہرست بنائیں جن کا پاکستان رکن ہے یا رکن رہا ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی کے مقاصد اور رہنما اصولوں سے طلبہ کو روشناس کرائیں۔

(ii) عالمی اہمیت کے مختلف منظرناموں جیسے اقتصادی تعاون کی تنظیم اور یورپی یونین میں پاکستان کی حیثیت و اہمیت سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

(iii) طلبہ سے پاک چین تعلقات پر مضمون نویسی و تقریری مقابلے کرائے جائیں۔

(iv) طلبہ کو پاکستان کی دفاعی اہمیت، جاری منصوبوں اور پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کے حصول کے لیے کوششوں سے روشناس کرائیں۔

باب 5

پاکستان میں تعلیم، کھیل اور سیاحت
(Education, Sports and Tourism in Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- اسلام اور 1973ء کے دستور کی روشنی میں تصورِ تعلیم کی وضاحت کر سکیں۔
2- پاکستان کے نظامِ تعلیم کے اہم خدوخال (پرائمری، ایلیمنٹری، سیکنڈری، ہائیر سیکنڈری اور پروفیشنل تعلیم) پر گفت گو کر سکیں۔
3- پروفیشنل، ٹیکنیکل، ووکیشنل سپیشل اور فاصلاتی تعلیم میں حالیہ پیش رفت کا تجزیہ کر سکیں اور پاکستان میں مدارس کی تعلیم کو ہموار کرنے کی کوششیں بیان کر سکیں۔
4- پاکستانی معاشرہ میں کھیلوں کی اہمیت اجاگر کر سکیں۔ ہاکی، کرکٹ، سکواش، سنوکر، فٹ بال، لان ٹینس اور پولو کے حوالے سے دنیا میں پاکستان کے مقام کا جائزہ لے سکیں۔
5- پاکستان میں مختلف اِن ڈور اور دیسی کھیلوں کا مقام بیان کر سکیں۔
6- ایک اہم تفریحی سرگرمی کے طور پر سیاحت کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
7- پاکستان میں مشہور تاریخی، مذہبی اور تجارتی سیاحتی مقامات کی پہچان کر سکیں اور نقشے پر ان کی نشان دہی کر سکیں۔
8- پاکستان میں سیر و سیاحت کی صنعت کو در پیش مسائل (ٹرانسپورٹ، دہشت گردی، انفراسٹرکچر، رہائشی سہولیات) پر گفت گو کر سکیں۔
9- پاکستان میں سیر و سیاحت کے فروغ میں پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن (PTDC) کا کردار بیان کر سکیں۔
10- کھیلوں اور سیر و سیاحت میں تعلق قائم کر سکیں۔
11- پاکستان میں متنوع علاقائی، ثقافتی، مذہبی اور نسلی شناختوں کے درمیان باہمی احترام اور افہام و تفہیم کی اہمیت کو تسلیم کر سکیں اور ایک پر امن معاشرے کی تشکیل میں ان کا کردار بیان کر سکیں۔
12- ایک فلاحی ریاست کے قیام میں ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار کا موازنہ اور فرق کر سکیں جو صنف، مذہب اور سماجی طبقات کے مسائل پر مساوات، عدل اور انصاف کو یقینی بناتا ہے۔
13- ان عناصر کا جائزہ لے سکیں جو کسی قوم کے اتحاد اور یکجہتی میں کردار ادا کرتے ہیں اور پاکستان کے تناظر میں ان مسائل کا جائزہ لے سکیں جو اس عمل میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

تعلیم کا تصوّر (Concept of Education)

انگریزی میں تعلیم کے لیے لفظ ایجوکیشن (Education) استعمال ہوتا ہے جس کے معنی تربیت دینا، نشوونما کرنا، کسی خاص سمت میں راہ نمائی کرنا اور مخفی صلاحیتوں کو جلا دینا کے ہیں۔ تعلیم عربی کے لفظ علم سے ماخوذ ہے۔ علم کے معنی جاننا، پہچاننا یا کسی حقیقت کا ادراک حاصل کرنا ہیں۔ اصطلاحی طور پر تعلیم ایسا عمل ہے جس کے ذریعے معاشرے کے افراد کی تربیت اور نشوونما کا بندوبست کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں افراد کو معاشرے کے کامیاب ارکان کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

پاکستان کے نظامِ تعلیم کے مقاصد (Goals of Education System of Pakistan)

پاکستان کی تمام تعلیمی پالیسیوں میں اس امر کی واضح نشان دہی کی گئی ہے کہ طلبہ اسلامی نظریۂ حیات کے زرّیں اصولوں کے مطابق ایک ذمہ دار تعلیم یافتہ شہری کی حیثیت سے مثالی افکار و کردار کے مالک بن سکیں۔ آئین پاکستان 1973ء میں بھی پاکستان کے نظامِ تعلیم کے مقاصد بیان کر دیے گئے ہیں جن میں نظریۂ اسلام اور نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان میں بننے والی بیشتر تعلیمی

پالیسیوں کے عمومی مقاصدِ تعلیم کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے:

i- نظریۂ پاکستان کا تحفظ کرنا اور اسے انفرادی اور قومی زندگی کا لائحہ عمل بنانا۔

ii- نصاب کو قرآن وسنّت اور اسلامی اصولوں کے عین مطابق ڈھالنا۔

iii- نصاب اور درسی کتب کو از سرِ نو مرتب کرنا۔

iv- تربیت اساتذہ کے لیے مؤثر ڈھانچہ تشکیل دینا۔

v- کمپیوٹر کو کمرہ جماعت میں مؤثر تعلّم کے لیے استعمال کرنا۔

vi- شرح خواندگی میں اضافہ کرنا، خواتین کی تعلیم پر توجہ دینا، طلبہ کو پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے حصول کے لیے تیار کرنا۔

vii- غریب اور نادار طلبہ کو مفت تعلیم دینے کے لیے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔

viii- تحقیق کے شعبہ میں وسعت کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی معیار پر لانا۔

ix- ہر بچے کو یکساں طور پر تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کرنا۔

x- ہر سطح پر امتحانات کے نظام کو بہتر بنانا تاکہ تعلیمی معیار بلند ہو سکے۔

پاکستان کے نظامِ تعلیم کے اہم خدوخال
(Main Features of the Educational System in Pakistan)

پاکستان میں تعلیم کے درج ذیل اہم مدارج ہیں:-

1- ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم، پرائمری اور ایلیمنٹری تعلیم
(ECCE, Primary and Elementary Education)

ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم (ECCE) سے مراد چھوٹے بچوں کی مجموعی دیکھ بھال، نشوونما اور تعلیم ہے۔ یہ تعلیم بچوں کو منظم طریقوں سے سیکھنے اور کھیل کے ذریعے علمی، سماجی، جذباتی اور جسمانی نشوونما پر زور دیتی ہے۔ پاکستان میں پہلی سے پانچویں جماعت تک کی تعلیم کو پرائمری تعلیم کہا جاتا ہے جب کہ پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی تعلیم مجموعی طور پر ایلیمنٹری یا ابتدائی تعلیم کہلاتی ہے۔ اس کا دورانیہ آٹھ سال ہے۔ ابتدائی تعلیم کسی بھی ملک کے نظامِ تعلیم کی بنیاد ہوتی ہے اور اس کو شرح خواندگی میں اضافے کے لیے اہم سمجھا جاتا ہے۔ ملکی استحکام، قومی اتحاد اور سماجی بہبود کے لیے ابتدائی تعلیم انتہائی اہم ہے۔ اپنے تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے ہر ملک اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم پر کثیر سرمایہ خرچ کرتا ہے۔

2- ثانوی تعلیم (Secondary Education)

نویں اور دسویں جماعتوں کی تعلیم سیکنڈری تعلیم کہلاتی ہے۔ اس تعلیم کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ تعلیم، ابتدائی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے درمیان ایک پُل کا کام دیتی ہے۔ اس درجے میں آرٹس، سائنس، کمپیوٹر سائنس اور کامرس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں سے طلبہ کے مستقبل کے لیے خدوخال واضح ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ثانوی تعلیم اگلے مدارج کے لیے اہم حیثیت رکھتی ہے۔

3- اعلیٰ ثانوی تعلیم (Higher Secondary Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم میں گیارھویں اور بارھویں جماعتیں شامل ہیں۔ اس سکیم کے تحت چلنے والے سکولوں کو ہائیر سیکنڈری سکول کا نام دیا گیا ہے۔ اس درجے میں مضامین کے زیادہ گروپ بنا دیے جاتے ہیں تاکہ طلبہ پیشہ ورانہ یا اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں داخلہ لے سکیں۔ اس وقت گیارھویں اور بارھویں جماعت کے لیے طلبہ ہائیر سیکنڈری سکولوں یا کالجوں میں بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔ نویں سے بارھویں جماعتوں کے

امتحانات کو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن منعقد کرواتا ہے۔

4- یونیورسٹی کی تعلیم (University Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد طلبہ اعلیٰ تعلیم یا پیشہ ورانہ تعلیم کے اداروں میں داخلہ لیتے ہیں۔ عام کالجوں میں گریجوایشن کی تعلیم دو سال میں مکمل ہو جاتی ہے۔ پوسٹ گریجوایشن کے لیے مزید دو سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اب مختلف یونیورسٹیز کے زیرِ اہتمام انٹرمیڈیٹ کی تعلیم کے بعد چار سالہ گریجوایشن پروگرام بھی جاری ہیں۔

ایسے کالجز جن میں انٹرمیڈیٹ کے بعد دو سالہ گریجوایشن (Associate Degree Programme- ADP) کرائی جاتی ہے انھیں ایسوسی ایٹ کالجز اور جن میں چار سالہ گریجوایشن (Bachelor of Studies-BS) کرائی جاتی ہے انھیں گریجوایٹ کالجز کہا جاتا ہے۔

پیشہ ورانہ تعلیم ایک منظم تربیت اور خصوصی تعلیم ہے جس کا مقصد افراد کو مخصوص مہارتوں اور قابلیتوں سے ہم کنار کرنا ہے جو مخصوص کیریئر کے لیے ضروری ہیں، جیسے کہ صحت کی دیکھ بھال یا ٹیکنالوجی وغیرہ۔ یونیورسٹیز کے بہت سے شعبوں میں ڈاکٹریٹ کے مرحلے تک تعلیم کی سہولتیں موجود ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یا پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے والے لوگ کسی ملک کی ترقی وخوشحالی کی بنیاد بنتے ہیں۔

پاکستان میں پروفیشنل، ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم
(Professional، Technical and Vocational Education in Pakistan)

پروفیشنل یا پیشہ ورانہ تعلیم سے ایسی تعلیم مراد لی جاتی ہے جس کے حصول کے بعد لوگ مختلف پیشے اختیار کر کے اپنی روزی کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ وطنِ عزیز کی تمام تعلیمی پالیسیوں میں پیشہ ورانہ تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند اہم شعبوں کا ذکر کیا جارہا ہے:

میڈیکل (طب) کی تعلیم (Medical Education)

انسانی صحت کو قائم رکھنے کے لیے کسی بھی معاشرے میں ڈاکٹرز اور معاون طبّی عملہ (پیرامیڈیکل سٹاف) کا ہونا ضروری ہے۔ انسانی جان اور صحت کو ہر معاشرے میں بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ ہر انسان کو اپنی زندگی میں علاج کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پاکستان میں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حکومت نے اعلیٰ سطح پر میڈیکل کالجز اور یونیورسٹیاں قائم کی ہیں جہاں ایف ایس سی کے بعد طلبہ کو انٹری ٹیسٹ کے ذریعے داخلہ ملتا ہے۔ نرسنگ اور ہسپتالوں میں کام کرنے والے دوسرے عملے کی تربیت کے لیے بھی ادارے قائم کیے جاچکے ہیں۔

انجینئرنگ کی تعلیم (Engineering Education)

ملکی صنعتی ترقی کے لیے انجینئرنگ کی تعلیم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان میں انجینئرنگ کی تعلیم کے اداروں میں داخلہ کے لیے کم از کم تعلیمی قابلیت ایف ایس سی ہے۔ ڈگری کے حصول کے لیے کم از کم تعلیمی عرصہ چار سال ہے۔ پولی ٹیکنک ادارے، انجینئرنگ کالجز اور انجینئرنگ یونیورسٹیاں، سول، مکینیکل، الیکٹریکل اور انجینئرنگ کے دیگر شعبوں میں تعلیم دے رہی ہیں۔

قانون کی تعلیم (Law Education)

دنیا کے تمام ممالک امن وامان قائم رکھنے اور اپنے شہریوں کے درمیان عدل وانصاف کے لیے قوانین بناتے ہیں۔ اس کے لیے قانون کی تعلیم لازمی ہوتی ہے۔ پاکستان میں جج اور وکیل بننے کے لیے ایل ایل بی ہونا ضروری ہے۔ قانون کی تعلیم کے اداروں میں چار سالہ ایل ایل بی پروگرام جاری ہے جن میں انٹرمیڈیٹ کے بعد داخلہ لیا جاتا ہے۔ مزید برآں پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ایل ایل ایم (قانون میں ایم فل) اور ڈاکٹریٹ ان لا کی تعلیم بھی رائج ہے۔ علاوہ ازیں شریعہ لا کی تعلیم بھی دی جارہی ہے۔

زراعت کی تعلیم (Agricultural Education)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ ملک کی بیشتر آبادی دیہات میں رہتی ہے جس کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ فصلوں کی کاشت اور کھیتی باڑی کے بہت پرانے طریقے استعمال کیے جاتے تھے جس کی وجہ سے زمینوں سے بہت کم پیداوار حاصل ہوتی تھی۔ حکومت نے زراعت کی ترقی کے لیے مختلف سطح کے ادارے اور یونیورسٹیاں قائم کر دی ہیں۔

بزنس اور کامرس کی تعلیم (Education of Business and Commerce)

بینکنگ، دفتری امور، تشہیر، تجارتی انتظامات اور ٹیکسٹائل کے شعبوں میں بی بی اے، بی کام، ایم کام، ایم بی اے وغیرہ کی ڈگریاں رکھنے والوں کے لیے ملازمت کے مواقع ہیں۔ اس کے لیے نجی (Private) اور حکومت کے قائم کردہ ادارے کام کر رہے ہیں۔

کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم (Education of Computer and Information Technology)

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ اس حد تک ترقی کر چکے ہیں کہ دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔ کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی اس میدان میں بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کی بدولت زندگی کے ہر شعبے میں بہت تیزی سے تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی ایسے علوم ہیں جن کی تعلیم وقت کی ضرورت ہے۔ کمپیوٹر جاننے والے افراد کے لیے روزگار کے بہت مواقع ہیں۔ حکومت اور پرائیویٹ ادارے ہر جگہ کمپیوٹر کی تعلیم کا بندوبست کر رہے ہیں۔

ہوم اکنامکس (Home Economics)

ملکی ترقی میں مردوں کی طرح خواتین بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ معاشرے اور ثقافت کی ترقی اور تشکیل نو خواتین کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ ہوم اکنامکس کی تعلیم کی بدولت خاتونِ خانہ گھریلو بجٹ بنا کر گھر کو بہتر طریقے سے چلا سکتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین گھریلو کام کاج اور اپنے بچوں کی نشوونما بہت اچھے طریقے سے انجام دے سکتی ہیں۔ خواتین کی تربیت کے اداروں میں امور خانہ داری کے مضامین سکول سے یونیورسٹی کی سطح تک متعارف کرائے جا چکے ہیں۔

تربیت اساتذہ (Teachers Training)

ہر ملک کے نظامِ تعلیم میں اساتذہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نظامِ تعلیم کو سنوارنے اور اسے عروج پر پہنچانے کا ذمہ دار استاد ہوتا ہے۔ معاشرے کے سماجی ڈھانچے اور معاشی استحکام کی ذمہ داری بھی اساتذہ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو معیاری تعلیم دی جائے تو ہمیں اساتذہ کی تعلیم اور تربیت کو معیاری بنانا ہوگا۔

مزید جانیے! پنجاب ایجوکیشن کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ، اتھارٹی (PECTAA) لاہور میں اساتذہ کرام کی تربیت کے لیے ایک خصوصی شعبہ موجود ہے۔

پاکستان میں خصوصی افراد کی تعلیم (Education of Special Persons in Pakistan)

خصوصی افراد بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ اِن میں نابینا، گونگے، بہرے اور دیگر خصوصی افراد شامل ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ملک میں خصوصی تعلیم کے ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ حکومت نے خصوصی بچوں کی تعلیم اور بحالی کے لیے خطیر رقم مختص کی ہے اور سرکاری اداروں اور ملازمتوں میں خصوصی افراد کے لیے مخصوص کوٹہ مقرر کیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

لاہور میں مریم نواز سکول اینڈ ریسورس سینٹر فار آٹزم (MNSCRA) پاکستان کا پہلا سرکاری سکول ہے جو آٹزم سپیکٹرم ڈس آرڈر (ASD) والے بچوں اور نوعمروں (عمر 3 سے 16) کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

پاکستان میں مدرسہ نظامِ تعلیم (Madrassa Education System in Pakistan)

پاکستان میں عام تعلیم کے لیے سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے متوازی مذہبی تعلیم کے مدارس کا ایک وسیع نظام موجود ہے۔ مدارس کے نظام کا مقصد اسلامی علوم کی اشاعت اور عربی زبان کا فروغ ہے۔ یہ مدارس عام طور پر مساجد سے ملحق ہیں۔ ان مدارس میں ابتدائی تعلیم سے اعلیٰ مدارج تک مفت تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ نجی تعلیمی ادارے اور مدارس مذہبی اور عام تعلیم کی اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہم نصابی سرگرمیوں، پیشہ ورانہ علوم اور کمپیوٹر کی تعلیم کو ان کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ موجودہ تعلیمی پالیسی کے مطابق حکومت کی کوشش ہے کہ انھیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم بھی پڑھائے جائیں تاکہ یہاں سے فارغ التحصیل طلبہ معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔ مدارس کی تعلیم کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے پنجاب کی سطح پر مدرسہ ایجوکیشن کا ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا ہے۔

پاکستان میں فاصلاتی نظامِ تعلیم (Distance Education System in Pakistan)

فاصلاتی تعلیم کے لیے اسلام آباد میں پیپلز اوپن یونیورسٹی قائم کی گئی جس کا بعد میں نام بدل کر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی رکھ دیا گیا۔ یہ یونیورسٹی ملک میں فاصلاتی تعلیم کا بندوبست کرتی ہے۔ اس کے ذیلی علاقائی دفاتر سارے پاکستان میں قائم ہیں جہاں طلبہ گھر بیٹھے میٹرک سے لے کر ایم فل اور پی ایچ ڈی تک کی ڈگریاں حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرز پر قائم ورچوئل یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیاں فاصلاتی نظامِ تعلیم کے ذریعے سائنس، آرٹس، کمپیوٹر اور دیگر مضامین کی تعلیمی سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔ فاصلاتی تعلیم کے فروغ کے لیے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا سے بھی بھرپور کام لیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں تعلیمی مسائل (Challenges of Education in Pakistan)

پاکستان کا نظامِ تعلیم کئی مسائل کا شکار ہے۔ ملک میں شرح خواندگی میں کمی کی بڑی وجہ بھی ناقص نظامِ تعلیم ہے۔ ہمارا نظامِ امتحانات طلبہ کو رٹا لگانے پر مجبور کرتا ہے۔ ہمارے بجٹ میں شعبہ تعلیم کے لیے بہت کم رقم مختص کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں ناکافی عمارات، فرنیچر کی کمی اور دیگر سہولیات کا فقدان رہتا ہے۔ وسائل کی یہ کمی معیاری تعلیم کے حصول میں رکاوٹ ہے۔ پاکستان میں شعبہ تعلیم اساتذہ کی کمی کا شکار ہے۔ پُرہجوم کلاس روم سے تدریس کے معیار میں کمی آجاتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد اور استعداد کار کو بڑھایا جانا چاہیے۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ہم نصابی سرگرمیاں، جیسا کہ کھیل، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے، طلبہ کی اخلاقی تربیت اور شخصیت کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی سرگرمیوں کے انعقاد کے لیے خصوصی اہتمام کی ضرورت ہے۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز (Suggestions for Resolving Educational Problems)

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے روٹ میموری ائزیشن (رٹہ سسٹم) سے مہارت (Skill) پر مبنی ٹیکنالوجی اور انفراسٹرکچر کو اَپ گریڈ کرنا، والدین اور اساتذہ کے درمیان مضبوط تعاون کو فروغ دینا، نصاب کو جدید دور کی ضروریات کے مطابق بہتر بنانا اور طلبہ کے ڈراپ آؤٹ کو کم کرنے کے لیے اقدامات شامل ہیں۔ تعلیمی مسائل کو حل کرنے کے لیے درج ذیل کثیرالجہتی اقدامات کی ضرورت ہے:

- ☆ روٹ لرننگ (رٹہ سسٹم) سے ہٹ کر پراجیکٹ پر مبنی، تجرباتی اور سرگرمیوں پر مبنی تعلیم کی طرف بڑھنا۔
- ☆ ثانوی تعلیم میں تکنیکی مہارت پر مبنی تعلیم (Skill Based Education) (مثلاً آئی ٹی، پیشہ ورانہ تعلیم) کو شامل کرنا۔
- ☆ مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق نصاب کو اَپ ڈیٹ کرنا۔

☆ دیہی اور شہری تقسیم کوختم کرنے اور رسائی (Access) کو بہتر بنانے کے لیے ڈیجیٹل کلاس رومز اور ورچوئل لرننگ پلیٹ فارم کا استعمال کرنا۔
☆ جدید تدریسی طریقوں، کلاس رومز میں ٹیکنالوجی کے استعمال اور اساتذہ کو اعلیٰ معیار کی تربیت فراہم کرنا۔
☆ طلبہ کی منفرد صلاحیتوں اور ضروریات کے مطابق انفرادی نوعیت کے سیکھنے کے منصوبے تیار کرنا۔
☆ بین الاقوامی معیارات پر پورا اترنے کے لیے تعلیمی بجٹ میں اضافہ کرنا۔
☆ امتحانات کے طریقہ کار کو شفاف اور جدید تقاضوں کے مطابق استوار کرنا۔
☆ تعلیمی اداروں میں کھیل کے میدان اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے درکار سہولتوں کو یقینی بنانا۔

معاشرہ میں کھیلوں کی اہمیت (Importance of Sports in Society)

کھیل سے مراد ایسا کام ہے جس سے انسان کی ذہنی اور جسمانی نشوونما ہو۔ انسانی زندگی میں کھیل بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کھیلوں کی وجہ سے ہمارا جسم چست و توانا ہوتا ہے۔ کھیل انسان میں پھرتی، چستی، لچک اور ایسی قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرتے ہیں جو کسی اور جگہ نہیں مل سکتیں۔ کھیل انفرادی کے ساتھ ساتھ اجتماعی فوائد کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کھیل انسان میں قوتِ برداشت، حافظہ، طاقت اور جسمانی اعضا مضبوط ہوتے ہیں۔ کھیل ہمیں ٹیم ورک، نظم و ضبط اور سخت محنت کرنا سکھاتے ہیں۔

کھیلوں کے فوائد (Advantages of Sports)

کھیلوں سے حقیقی مسرت نصیب ہوتی ہے۔ الجھنیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں، جذبات کی تسکین ہوتی ہے اور بحیثیت مجموعی شخصیت کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کھیلوں سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

i- جسمانی فوائد (Physical Advantages)

کھیلوں میں جسم کو حرکت دینا پڑتی ہے اور جسمانی محنت و مشقت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لیے سانس کی آمدورفت، دورانِ خون، نظامِ انہضام اور نظامِ اخراج وغیرہ میں باقاعدگی رہتی ہے۔ اَعصاب اور عضلات پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے اور اَعضا مضبوط ہوتے ہیں۔ محنت و مشقت کے لیے جسم میں توانائی اور امراض کا مقابلہ کرنے کے لیے قوتِ مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ کمپیوٹر اور موبائل پر دیر تک کام کرنے والے لوگوں کی آنکھیں اور صحت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی صحت کو بہتر رکھنے کے لیے کچھ وقت کھیل کود میں لگانا چاہیے۔

ii- ذہنی فوائد (Mental Advantages)

کھیلوں میں کھلاڑیوں کو طرح طرح کے حالات اور مختلف ہم عمر ساتھیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان سے نمٹنے کے لیے انھیں سوچنے سمجھنے اور بروقت فیصلہ اور اقدام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح اُن کی فہم و فراست اور قوتِ فیصلہ بڑھتی ہے۔ توجہ اور انہماک کی تربیت ہوتی ہے اور تجربات و مشاہدات میں اضافہ ہوتا ہے۔

iii- جذباتی و معاشرتی فوائد (Emotional and Social Advantages)

کھلاڑی جب کھیلتا ہے تو اُسے زبانی یا اشاروں کی مدد سے دوسروں کے ساتھ رابطہ رکھنا پڑتا ہے۔ اس طرح اسے دوسروں کی سوچ کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جب کھیل میں بچوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا ہے تو دوسروں کے نقطہ نظر کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اجتماعی کھیلوں کے ذریعے کھلاڑی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاون و ہمدردی، قاعدوں اور ضابطوں کی پابندی، مقابلہ و مسابقت میں اعتدال، قیادت و اطاعت، دھاندلیوں کا مقابلہ اور اپنی باری کا انتظار کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ہم جولیوں کا پاس و لحاظ کرنا اور اپنی خواہشات اور ذاتی دلچسپیوں کو اجتماعی مفاد پر قربان کرنے سے بھی وہ سیکھتے ہیں۔

iv- مؤثر ابلاغ کی تربیت (Training of Effective Communication)

جب ڈرامائی کھیل کھیلے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی کردار ہے تو کھلاڑی اپنے آپ کو اُس کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے اور بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ کھیلتے ہوئے لفظوں، آوازوں اور جملوں کی مشق کرتا ہے تو کھیل ہی میں وہ گرامر سیکھتا رہتا ہے۔ اِس طرح اُس کی زبان دانی کی صلاحیت کو جلا ملتی ہے اور اپنی بات کو زیادہ مؤثر طریقے سے دوسروں تک پہنچانے کی قابلیت حاصل ہوتی ہے۔

v- مالی فوائد (Financial Advantages)

آج کی دنیا میں کھیلوں سے تعلق رکھنے والے کھلاڑی بہت مالدار اور امیر ہوتے ہیں۔ ملک میں اگر کھیلوں کو فروغ دیا جائے تو ہمارے کھلاڑی بھی پاکستان کو دنیا بھر میں روشناس کروائیں گے اور ملک کے لیے زرِمبادلہ کا ذریعہ بھی بنیں گے۔

کھیلوں کے حوالے سے دنیا میں پاکستان کا مقام
(Profile of Pakistan in World's Sports)

پاکستان نے مختلف کھیلوں کے بین الاقوامی مقابلوں میں شان دار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان میں سے چند کھیلوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

1- ہاکی (Hockey)

ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے۔ پاکستان کی قومی ہاکی ٹیم بین الاقوامی ہاکی کے مقابلوں میں پاکستان ہاکی فیڈریشن (PHF) کی نمائندگی کرتی ہے۔ پاکستان بین الاقوامی مقابلوں میں سب سے زیادہ کامیاب ٹیموں میں سے ایک رہا ہے جس نے چار مرتبہ ہاکی عالمی کپ جیت کر ایک عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

پاکستان ہاکی کی تاریخ کے اہم پہلو:

ابتدائی دور: قیامِ پاکستان کے ایک سال بعد 1948ء کے لندن اولمپکس میں پاکستان ہاکی ٹیم نے شرکت کی اور چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

سنہری دور: 1960ء میں روم اولمپکس میں بھارت کو شکست دے کر پہلا اولمپک گولڈ میڈل جیتا۔ پاکستان کی ہاکی ٹیم نے 1968ء اور 1984ء کے اولمپکس میں بھی طلائی تمغے جیتے۔

ورلڈ کپ میں کامیابیاں: پاکستان ہاکی کی تاریخ میں قومی ٹیم نے چار بار (1971ء، 1978ء، 1982ء، 1994ء) ورلڈ کپ جیتنے کا منفرد اعزاز حاصل کیا۔

زوال: 1990ء کی دہائی کے بعد ہاکی کے کھیل میں کچھ تنزلی آئی۔

ہاکی ورلڈ کپ 2026ء کے لیے کوالیفائی: پاکستان نے ہاکی ورلڈ کپ 2026ء کے لیے کوالیفائی کر لیا ہے۔ کوالیفائنگ راؤنڈ میں پاکستان نے چین، ملائیشیا اور آسٹریلیا جیسی ٹیموں کو شکست دی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جدید اولمپکس کا آغاز 1896ء میں یونان سے ہوا۔ اولمپک کھیل ہر چار سال بعد دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہوتے ہیں۔ پاکستان تین مرتبہ اولمپک ہاکی چیمپئن بن چکا ہے۔

2- کرکٹ (Cricket)

کرکٹ پاکستان کا مقبول ترین کھیل ہے۔ پاکستان کرکٹ ٹیم، کرکٹ کی دنیا میں پاکستان کی نمائندگی کرتی ہے جس کی انتظامیہ پاکستان کرکٹ بورڈ (PCB) ہے۔ انٹرنیشنل کرکٹ کونسل (ICC) نے 1952ء میں پاکستان کو بین الاقوامی کرکٹ میں حصہ لینے کی اجازت دی۔

پاکستان نے اپنا پہلا ٹیسٹ میچ بھارت کے خلاف دہلی میں کھیلا۔ پاکستان کرکٹ ٹیم کا شمار دنیا کی اہم ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستان کی خواتین کی کرکٹ ٹیم بھی اپنے ملک کی نمائندگی کرتی ہے۔ پاکستان نے کرکٹ کے تمام بڑے ٹورنامنٹ (ورلڈ کپ، ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ، چیمپئنز ٹرافی) جیتنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ 1992ء کے کرکٹ ورلڈ کپ میں پاکستان، انگلینڈ کو فائنل میں شکست دے کر کرکٹ کا عالمی چیمپئن بنا۔

مزید معلومات:

پہلا کرکٹ ورلڈ کپ 1975ء میں انگلینڈ میں کھیلا گیا۔ کرکٹ ورلڈ کپ عموماً ہر چار سال بعد مختلف ممالک میں منعقد ہوتا ہے۔

3- سکواش (Squash)

سکواش دو کھلاڑیوں کے مابین سکوائش کورٹ میں کھیلا جانے والا کھیل ہے۔ پاکستان نے اس کھیل میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ برسوں تک سکواش کی دنیا میں پاکستان کے مایہ ناز کھلاڑیوں جہانگیر خاں اور جان شیر خاں کے نام کا ڈنکا بجتا رہا۔ برٹش اوپن چیمپئن شپ اور ورلڈ چیمپئن شپ میں ان دونوں کھلاڑیوں کے حیرت انگیز ریکارڈز ہیں۔ سکواش کی تاریخ کے عظیم کھلاڑی جہانگیر خاں نے حکومت پاکستان کے تعاون سے پاکستان میں سکواش کھیل کی بحالی کے لیے کام شروع کر رکھا ہے۔ منصوبے کے تحت کوچز کی بھرتی اور باصلاحیت کھلاڑیوں کو تیار کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں غیر ملکی ٹورنامنٹس میں شرکت کے لیے وسائل فراہم کرنا بھی شامل ہیں۔

4- سنوکر (Snooker)

سنوکر کے کھیل میں پاکستان کا ایک نمایاں مقام ہے۔ 1994ء میں پاکستان کے محمد یوسف نے آئس لینڈ کے جونسن کو شکست دے کر جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) میں منعقد ہونے والی آئی بی ایس ایف ورلڈ اسنوکر چیمپئن شپ جیتی۔ محمد یوسف کی تاریخی کامیابی نے سنوکر کو عوام میں مقبول کرایا۔ اس کھیل اب تک متعدد پاکستانی کھلاڑی جن میں محمد آصف، محمد سجاد اور احسن رمضان وغیرہ شامل ہیں بین الاقوامی سطح پر خود کو منوا چکے ہیں۔ پاکستان میں سنوکر کی ترقی کے لیے پاکستان بلیئرڈ اینڈ سنوکر ایسوسی ایشن کا ادارہ موجود ہے۔

5- فٹ بال (Football)

فٹ بال کو سوکر (Soccer) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ کھیلا اور دیکھا جانے والا مقبول کھیل ہے۔ پاکستان میں فٹ بال کا کھیل انتظامی توجہ نہ ہونے سے زوال کا شکار رہا ہے۔ بین الاقوامی فٹ بالرز کی پاکستان میں آمد سے اس کھیل میں عوام کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ پاکستان دنیا کو اعلیٰ معیار کے فٹ بال فراہم کرتا ہے اور ورلڈ کپ میں استعمال ہونے والے فٹ بال بھی یہیں تیار ہوتے ہیں۔

6- لان ٹینس (Lawn Tennis)

لان ٹینس کسی سبزہ زار یا سیمنٹ سے تیار کردہ میدان میں کھیلا جاتا ہے۔ لان ٹینس کے کھیل میں پاکستان کا بین الاقوامی مقام انفرادی کھلاڑیوں کی کارکردگی پر منحصر ہے۔ اعصام الحق قریشی پاکستان کے ایک کامیاب ٹینس کھلاڑی ہیں جنھوں نے گرینڈ سلام فائنل (US Open) تک رسائی حاصل کی اور ٹینس کی عالمی برادری میں پاکستان کا تشخص اُجاگر کیا۔ لان ٹینس کے کھیل میں عقیل خاں اور طلحہ وحید بھی بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

7- پولو (Polo)

پولو کھیل چوگان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس میں گھڑ سواروں کی دو ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقوں بالخصوص چترال میں بہت شوق سے کھیلا جاتا ہے۔ شندور کے سالانہ میلے میں اس کھیل کا خصوصی انعقاد ہوتا ہے۔ پاکستان کے ضلع چترال کے علاقہ

شندور میں ہر سال شندور پولو ٹورنامنٹ کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کو دیکھنے کے لیے دنیا بھر سے سیاح چترال کا رخ کرتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک بھی پولو کھیل کے دوران میں اپنے گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہوا تھا۔ اُن کا مزار ایبک روڈ، انارکلی لاہور، میں ہے۔

اِن ڈور کھیل (Indoor Games)

1- ٹیبل ٹینس (Table Tennis)

پاکستان میں ٹیبل ٹینس کا کھیل زوال کا شکار ہے۔ ایک وقت تھا جب ٹیبل ٹینس کا کھیل پاکستان میں بہت مقبول تھا۔ عارف خاں اور نازو شکور جیسے کھلاڑیوں نے پاکستان کو کئی عالمی اعزاز دلوائے۔ 2024ء میں پاکستانی یوتھ ٹیم نے ساؤتھ ایشین یوتھ ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ میں 2 سلور اور 4 برانز میڈلز جیتے۔ پاکستان ٹیبل ٹینس فیڈریشن (PTTF) ملک بھر میں نیشنل ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ کا انعقاد کر کے اس کھیل کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہے۔

2- بیڈمنٹن (Badminton)

پاکستان میں یہ کھیل لڑکوں اور لڑکیوں میں یکساں مقبول ہے۔ 2026ء میں پاکستان کی ثروت فاطمہ نے ملائیشیا میں منعقدہ بین الاقوامی بیڈمنٹن مقابلوں میں دو گولڈ میڈلز (سنگلز اور ڈبلز/مکسڈ) جیت کر ملک کا نام روشن کیا۔ پاکستان کے انڈر 21، کھلاڑیوں (راجہ ذوالقرنین اور محمد عدنان) نے ساؤتھ ایشیا ریجنل بیڈمنٹن چیمپئن شپ میں بھارتی جوڑی کو شکست دے کر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ملکی سطح پر بھی اس کھیل کے ٹورنامنٹ ہوتے رہتے ہیں۔ اس کھیل کے فروغ کے لیے حکومتی سطح پر بھی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔

3- باسکٹ بال (Basket Ball)

پاکستان میں باسکٹ بال ایک مقبول انڈور کھیل ہے جس میں مقامی سطح پر پاکستان آرمی اور دیگر ٹیمیں نمایاں ہیں۔ پاکستان میں باسکٹ بال کا آغاز 1960ء کے لگ بھگ ہوا۔ متعدد کھلاڑیوں نے صوبائی اور قومی سطح پر ملک کا نام روشن کیا۔ اگرچہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی درجہ بندی بہت بلند نہیں ہے، تاہم قومی سطح پر اس کھیل کو فروغ دینے اور خواتین کی شرکت کے ساتھ اس میں بہتری آ رہی ہے۔

پاکستان کے دیسی کھیل (Indigenous Games of Pakistan)

1- کبڈی (Kabaddi)

پاکستان میں کبڈی ایک مقبول اور ہر دل عزیز کھیل ہے۔ ہمارے ہاں یہ کھیل زیادہ تر صوبہ پنجاب کے دیہات میں کھیلا جاتا ہے۔ کبڈی کے کھیل میں پاکستان کا شمار دنیا کی ٹاپ ٹیموں میں شمار ہوتا ہے۔ پاکستان نے 2020ء میں بھارت کو شکست دے کر پہلی بار کبڈی ورلڈ کپ اپنے نام کیا۔ روایتی اور دیسی کبڈی میں پاکستان (خاص طور پر پنجاب) کا مقام نمایاں ہے۔ ہماری کبڈی کی ٹیم باقاعدگی سے بین الاقوامی مقابلوں میں عمدہ کارکردگی دکھا رہی ہے۔ دیہات میں کبڈی کے میچ والے دن دور دراز سے لوگ مقابلہ دیکھنے آتے ہیں۔

2- کشتی یا پہلوانی (Wrestling)

برصغیر پاک و ہند میں کشتی کے مایہ ناز کھلاڑی رہے ہیں۔ محمد عظیم عرف گاما پہلوان سے لے کر امام بخش اور منظور احمد عرف بھولو پہلوان اور اُن کے خاندان کے دیگر پہلوانوں سے پاکستانی کشتی کا سنہری دور شروع ہوا جس نے دنیا بھر کے پہلوانوں کے داؤں پر رعب قائم رکھا۔ 1962ء میں بھولو پہلوان کو حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغائے امتیاز سے نوازا گیا۔ بعد ازاں انھیں رستم زماں کا بھی خطاب دیا

گیا۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ زبیر عرف جھارا پہلوان نے بھی کشتی میں خوب نام کمایا۔ حکومتی سرپرستی نہ ہونے کے باعث پاکستانی پہلوانوں کا شاندار ماضی اب صرف ایک یاد بنتا جا رہا ہے۔ اب چند ہی ایسے پہلوان باقی ہیں جو اس روایت کو اگلی نسل تک پہنچا رہے ہیں۔

3- گلی ڈنڈا (Gillidanda)

گلی ڈنڈا، پنجاب میں لڑکوں کا کھیل ہے۔ یہ ایک ڈنڈے اور ایک گلی کی مدد سے کھلے میدان میں کھیلا جاتا ہے۔ کھلاڑیوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں۔ گلی کے دونوں سرے تراشے ہوئے اور نوکدار ہوتے ہیں۔ اس کھیل میں گلی کے نوکدار حصے پر ڈنڈا مارا جاتا ہے۔ گلی اوپر کو اچھلتی ہے اس اچھلتی ہوئی گلی کو پھر زور سے ڈنڈا مارتے ہیں جس کے نتیجے میں گلی بہت دور چلی جاتی ہے۔ اگر کوئی مخالف کھلاڑی اس گلی کو ہوا میں دبوچ لے یا اسے ایک خاص جگہ پر پھینک دے تو ڈنڈے سے گلی کو مارنے والے لڑکے کی باری چلی جاتی ہے اور اگلے کھلاڑی کی باری آجاتی ہے۔

4- میخ اکھاڑنا (Tent Pegging)

میخ اکھاڑنا بھی ہمارا روایتی اور مقبول کھیل ہے جس میں گھوڑے پر سوار شخص تیز رفتاری سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہے اور اپنے نیزے سے زمین میں گاڑی ہوئی میخ کو اکھاڑتا ہے۔ اس کھیل کو بین الاقوامی گھڑسواری فیڈریشن (International Equestrian Federation) نے باضابطہ طور پر تسلیم کیا ہے۔

سیر و سیاحت بطور ایک صنعت (Tourism as An Industry)

جدید دور میں سیر و سیاحت ایک صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ تاریخی و تفریحی مقامات کی سیاحت سے معاشی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ عوام کے لیے روزگار اور ملکی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ غیر ملکی سیاحوں کے آنے سے زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے اور معیشت مستحکم ہوتی ہے۔ پاکستان میں بے شمار تفریحی و سیاحتی مقامات ہیں جن کے نظارے سے دل و دماغ کو سکون اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ ان مقامات میں مری، گلیات، ہنزہ، سکردو، وادی کاغان، وادی سوات، درہ خیبر، وادی کالام، ناران اور کاغان وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں پورے ملک میں جا بجا تاریخی مقامات اور عمارات ہیں جہاں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے طالب علم اور سیاح کے لیے تاریخی معلومات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ یہاں ہر مذہب کے ماننے والوں کے لیے بھی ثقافتی رنگوں میں رچے ہوئے قابلِ دید تاریخی مقامات ہیں۔ ان میں چند درج ذیل ہیں:۔

☆ لاہور میں شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد، شالامار باغ، مسجد وزیر خان، چوبرجی، مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نور جہاں وغیرہ۔
☆ دینہ (جہلم) کے قریب قلعہ روہتاس۔ ☆ شیخوپورہ میں ہرن مینار۔ ☆ بہاول پور کے محلات، لال سہانڑہ نیشنل پارک اور قلعہ دراوڑ
☆ ہڑپہ (ساہیوال)، موئن جودڑو (لاڑکانہ) کی پانچ ہزار سالہ قدیم تہذیب کے آثار۔ ☆ قلعہ رانی کوٹ (جامشورو) سندھ،
☆ ٹیکسلا اور گردونواح میں پھیلی ہوئی گندھارا کی قدیم تہذیب۔ ☆ زیارت (بلوچستان) ☆ دامن کوہ اسلام آباد۔
☆ ضلع چکوال میں ہندوؤں کا کٹاس راج مندر۔
☆ سکھ مت کو ماننے والوں کے لیے ننکانہ صاحب اور گوردوارہ کرتار پور، گوردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال۔

پاکستان میں سیر و سیاحت کو درپیش مسائل (Problems Faced by Tourism in Pakistan)

پاکستان میں اگرچہ متعدد تفریحی و سیاحتی اور تاریخی مقامات ہیں لیکن سیاحت کی صنعت کو فروغ حاصل نہیں ہو پا رہا۔ دنیا کے کئی ممالک صرف سیاحت سے کثیر زرمبادلہ کما رہے ہیں جب کہ ہمارے ملک میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد کی شرح انتہائی کم ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں

جن میں سے چند ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

i- سیاحوں کے لیے ذرائع نقل و حمل کا فقدان۔
ii- دہشت گردی جس سے غیر ملکی سیاح خصوصاً خود کو غیر محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔
iii- سیاحت کے لیے درکار انفرا اسٹرکچر کی کمی۔
iv- سیاحتی مقامات پر نامناسب رہائشی سہولیات۔
v- سیاحت میں حکومتی سرپرستی کا فقدان۔
vi- متعلقہ حکومتی اداروں کی غفلت اور عدم توجہ۔

سیاحت کے فروغ کے لیے تجاویز (Suggestions for the Promotion of Tourism)

ذیل میں بیان کردہ کچھ اقدامات کی مدد سے ملک میں سیاحتی سرگرمیوں کو فروغ دے کر کثیر زرِمبادلہ کمایا جاسکتا ہے:

i- ٹرانسپورٹ کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔
ii- دہشت گردی کے واقعات پر قابو پا کر امن و امان کی صورت حال کو اطمینان بخش بنایا جائے۔
iii- سیاحتی مقامات پر صفائی ستھرائی عالمی معیار کے مطابق ہو۔
iv- سیاحوں کے لیے رہائشی سہولیات کی ارزاں نرخوں پر فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
v- پہاڑی علاقوں میں جہاں ممکن ہو جیپ سروس کے بجائے چیئر لفٹ لگائی جائے۔
vi- پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو فنڈز کی فراہمی بہتر کی جائے تاکہ سیاحتی مقامات کو ترقی دی جاسکے۔

پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن (PTDC)

پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا قیام 1972ء میں عمل میں آیا۔ اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد ملک میں سیر و سیاحت کی صنعت کو فروغ دینا تھا۔ اندرون اور بیرون ملک کے سیاحوں کو ملک کے تاریخی اور پُرفضا مقامات کی سیر و سیاحت کے لیے بہترین معلومات فراہم کرنا اور وہ تمام تر سہولیات مہیا کرنا شامل ہے جن کی سیاحوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے چار ادارے قائم کیے:

1۔ ہوٹلز (Hotels)   2۔ موٹلز (Motels)   3۔ ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر (Tourist Information Centre)
4۔ پاکستان ٹورز لمیٹڈ (Pakistan Tours Limited)

اس وقت پورے پاکستان اور آزاد جموں و کشمیر میں اس ادارے کے کئی موٹلز ہیں جو وادی سوات، وادی کاغان، سکردو، گلگت، چترال، پاک ایران بارڈر، واہگہ بارڈر، پاک چائنا بارڈر، پاک افغان بارڈر، موئن جوداڑو، ہاکس بے (کراچی)، خضدار، چمن، زیارت، فورٹ منرو، کینجھر جھیل (ٹھٹھہ)، ایوبیہ اور بنجوسہ (آزاد جموں و کشمیر) میں واقع ہیں۔

پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ٹریننگ سنٹرز تمام ایئر پورٹس کے ساتھ ساتھ ملتان، بہاول پور، ٹیکسلا اور موئن جوداڑو میں بھی موجود ہیں۔ اس ادارے کا ایک بڑا مقصد سیاحوں کو ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے۔ پاک چائنا اور پاک انڈیا انٹرنیشنل بس سروس، ملکی سطح پر اس ادارے کی ٹرانسپورٹس خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اس ادارے نے اب تک ہر حکومت کو کروڑوں روپے سالانہ ٹیکس کی مد میں زرِمبادلہ کما کر دیا ہے۔ حکومتی سرپرستی تمام تر نامساعد حالات کے باوجود پاکستان میں سیر و سیاحت کو ایک منافع بخش صنعت بنا سکتی ہے۔

کھیلوں اور سیر و سیاحت میں تعلق (Relationship Between Sports & Tourism)

کھیل اور سیر و سیاحت دونوں کا شمار صحت مند سرگرمیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے نظم و ضبط، مسائل کا سامنا کرنے کی ہمت اور جذبہ،

ذہنی راحت اور جسمانی ورزش جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ کھیل اور سیر و سیاحت انسان کی شخصیت کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جس سے ایک صحت مند معاشرے کے قیام میں مدد ملتی ہے۔

پاکستان میں متنوع علاقائی، ثقافتی، مذہبی اور نسلی شناختوں کا پُرامن معاشرے کی تشکیل میں کردار
(Role of Diverse Regional, Cultural, Religious and Ethnic Identities in Building a Peaceful Society in Pakistan)

-1 پاکستان میں متنوع علاقائی، ثقافتی، مذہبی اور نسلی شناختوں کا پُرامن معاشرے کی تشکیل میں نمایاں کردار ہے۔ یہ ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ملک مضبوط اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ ملکی وقار بلند ہوتا ہے اور لوگ پُرسکون زندگی بسر کرتے ہیں۔

-2 پُرامن معاشرے کی تشکیل سے زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت کو فروغ ملتا ہے۔ زراعت کی ترقی سے صنعت ترقی کرتی ہے۔ صنعتی ترقی سے تجارت کو فروغ ملتا ہے۔

-3 اگر ملک کے تمام شہری ایک دوسرے کا احترام کریں اور باہمی افہام و تفہیم سے رہیں تو ان کے لسانی و گروہی اختلافات دور ہوں گے۔ اس طرح ملک کی بقا، سلامتی اور یکجہتی کو فروغ حاصل ہوگا۔

-4 پاکستان میں متنوع علاقائی، ثقافتی، مذہبی اور نسلی شناختوں کے درمیان باہمی احترام اور افہام و تفہیم سے قومی وحدت و سالمیت پیدا ہوتی ہے۔ دیگر ممالک سے تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے۔

-5 احترام اور باہمی افہام و تفہیم سے انسانی حقوق، آزادی، جمہوریت، صنفی مساوات، قانون کی حکمرانی، احتساب اور معاشی ترقی کو فروغ حاصل ہوسکتا ہے۔

-6 احترام اور افہام و تفہیم سے بھوک، بیماری، جہالت اور خوف دور ہوسکتا ہے۔

ایک فلاحی ریاست کے قیام میں ریاست، معاشرے اور حکومت کا کردار
(Role of State, Society and Government in Establishing a Welfare State)

-1 حکومت اور عوام میں قریبی رابطہ

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے فلاحی ریاست میں حکومت اور عوام میں قریبی رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ حکومت عوام کے مسائل سے آگاہ ہوتی ہے اور ان کے حل کے لیے مناسب اقدامات اٹھاتی ہے۔ اسی طرح عوام کو بھی حکومت کی مشکلات کا اندازہ ہوتا ہے۔

-2 عدل و انصاف

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے ایک فلاحی ریاست میں عدل و انصاف قائم ہوتا ہے۔ ایک فلاحی ریاست جمہوری اقدار مثلاً مساوات، انصاف، برداشت اور آزادی کو فروغ دیتی ہے اور ہر قسم کے غیر جمہوری ہتھکنڈوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ کسی فرد یا طبقہ سے کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی اور ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔

-3 اقلیتوں کی آزادی

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے فلاحی ریاست میں تمام اقلیتوں کو ان کے مذاہب کے مطابق عقیدہ و عبادت کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ کسی پر کسی قسم کی ناجائز مذہبی پابندی عائد نہیں کی جاتی۔

4-استحصال سے پاک معاشرہ

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے فلاحی ریاست میں استحصال سے پاک معاشرہ قائم ہوتا ہے یعنی کوئی فرد یا طبقے کسی دوسرے فرد یا طبقہ کا استحصال نہیں کر سکتا۔ ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے ظلم وتشدد کا خاتمہ اور لوگوں کو برابر کے حقوق ملتے ہیں۔ کسی فرد یا طبقہ یا علاقہ کو پسماندہ نہیں رکھا جا سکتا ہے۔

5-خوشحالی

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے فلاحی ریاست معاشرے کی خوشحالی اور ریاست کو معاشی طور پر ترقی کی جانب گامزن کرتی ہے۔ اس طرح ہر فرد کو ضروریاتِ زندگی فراہم کرنا ریاست کا فرض بن جاتا ہے۔

6-احتساب اور بدعنوانی کا خاتمہ

ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار سے ایک فلاحی ریاست میں ہر فرد کا احتساب ہوتا ہے، خواہ وہ حکومت میں ہے یا نہیں۔ ہر اہل اقتدار کو احتساب کے کڑے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک فلاحی ریاست قومی اتحاد کا مظہر ہوتی ہے۔ فلاحی ریاست میں ہمیشہ اہلیت کے اصول کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جو فرد جس کام کا اہل ہو اس کو وہ کام سونپا جاتا ہے۔ کسی نااہل شخص کو ہرگز کوئی کام نہیں دیا جاتا اور نہ ہی اس کو کاروبارِ حکومت سرانجام دینے کے لیے برداشت کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی بدعنوانی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ انتظامیہ ایماندار ہوتی ہے اور ریاست کا ہر کام صاف اور شفاف طریقے سے کیا جاتا ہے۔ حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔

قوم کے اتحاد اور یکجہتی کے لیے اہم عناصر
(Important Elements for Unification and Solidarity of a Nation)

1- مشترکہ زبان، نسل اور مذہب قوم کے اتحاد اور یکجہتی میں کردار ادا کرنے والے اہم عناصر ہیں۔
2- لوگوں میں باہمی تعاون بھی قومی یکجہتی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
3- قوم کے اتحاد اور یکجہتی میں قوم کا نظریہ بھی کلیدی حیثیت کا حامل ہے جس طرح پاکستانی قومیت کی واحد بنیاد اسلام ہے۔
4- معاشی ترقی سے قومی یکجہتی و یگانگت کو تقویت ملتی ہے۔
5- قوم کی ثقافت بھی قوم کے اتحاد اور یکجہتی میں اہم ہوتی ہے جو ملک کی وحدت کو مضبوط کرتی ہے۔
6- جمہوریت بھی افراد میں قومی اتحاد اور یکجہتی پیدا کرتی ہے۔ عوام کے نمائندے عوام کی بہتری اور خوشحالی کے لیے کام کرتے ہیں۔ لوگوں میں قومی وحدت اور اشتراک وتعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

قوم کے اتحاد اور یکجہتی میں رکاوٹ کا سبب بننے والے مسائل
(Challenges that Impede the Unity and Solidarity of the Nation)

قومی اتحاد اور یکجہتی میں رکاوٹ پیدا کرنے والے بڑے چیلنجز درج ذیل ہیں:

☆ لوگوں میں وسیع آمدنی کا فرق، وسائل کی غیر مساوی تقسیم اور پسماندہ علاقوں میں غربت کی بلند شرح کا ہونا۔
☆ متنوع گروہوں کا متحد نہ ہونا۔
☆ قوم پرست رجحانات، فرقہ واریت اور انتہا پسندی کا ہونا۔
☆ عدل وانصاف کی فراہمی نہ ہونا بھی قومی یکجہتی واتحاد کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔
☆ کمزور انتظامی سیٹ اپ، بدعنوانی اور ایک پسماندہ تعلیمی نظام کا ہونا۔

☆ لسانی رکاوٹیں اور غیر ملکی دشمن قوتیں بھی قومی یکجہتی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔

معاشی، سیاسی اور معاشرتی شعبوں میں عوام کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب اصلاحات ضروری ہیں۔ اگر وسائل کو تمام علاقوں میں مساوی تقسیم کر دیا جائے تو ملک میں معاشی یکجہتی کو فروغ ملے گا اور لوگوں میں جذبہ قومی یکجہتی و اتحاد بڑھے گا۔ تمام قومی اداروں کو مضبوط بنانے اور عدل و انصاف کے قیام سے قومی یکجہتی و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ ملک میں سیاسی تناؤ اور انتشار کم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو حقوق اور آزادی مہیا کرنا قومی یکجہتی و اتحاد کے لیے مفید ہے۔

مشقی سوالات

1-ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست پر (✓) نشان لگائیں۔

(i) انگریزی لفظ ایجوکیشن کے معنی ہیں:

(الف) نشوونما کرنا (ب) سیکھنا (ج) پرکھنا (د) آگے بڑھنا

(ii) پاکستان میں تعلیم کے مدارج ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) ملک کی صنعتی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے:

(الف) بزنس کی تعلیم (ب) انجینئرنگ کی تعلیم (ج) کامرس کی تعلیم (د) مذہبی تعلیم

(iv) ایلیمنٹری تعلیم کا دورانیہ ہے:

(الف) چھے سال (ب) سات سال (ج) آٹھ سال (د) نو سال

(v) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا طریقہ تدریس ہے:

(الف) غیر رسمی (ب) فاصلاتی (ج) پیچیدہ (د) ان میں کوئی نہیں

(vi) پاکستان نے پہلی مرتبہ ہاکی کا ورلڈ کپ جیتا:

(الف) 1971ء میں (ب) 1972ء میں (ج) 1973ء میں (د) 1974ء میں

(vii) پاکستان نے اپنا پہلا عالمی کرکٹ کپ جس ملک کے خلاف جیتا، اس کا نام ہے:

(الف) آسٹریلیا (ب) نیوزی لینڈ (ج) ویسٹ انڈیز (د) انگلینڈ

(viii) 1962ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے تمغائے امتیاز سے نوازا گیا:

(الف) امام بخش پہلوان کو (ب) جھارا پہلوان کو (ج) بھولو پہلوان کو (د) گاما پہلوان کو

(ix) بین الاقوامی سطح پر کرکٹ کا ذمہ دار ادارہ ہے:

(الف) آئی سی سی (ب) پی سی بی (ج) آئی سی بی (د) پی ایچ ایف

(x) پاکستان میں سیاحت کی فروغ کے لیے پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا:

(الف) 1970ء میں (ب) 1972ء میں (ج) 1974ء میں (د) 1976ء میں

2۔ مختصر جوابات دیں۔

(i) پاکستان کے سکوائش کے کوئی سے دو مایہ ناز کھلاڑیوں کے نام تحریر کریں۔

(ii) پیشہ ورانہ اور عام تعلیم میں کیا فرق ہے؟

(iii) انفارمیشن ٹیکنالوجی سے کیا مراد ہے؟
(iv) خصوصی افراد کی تعلیم کیا ہوتی ہے؟
(v) فاصلاتی نظام تعلیم کا تعارف پیش کریں۔
(vi) کھیل سے حاصل ہونے والے ذہنی فوائد بیان کریں۔
(vii) پاکستان میں کُشتی کے چار مایہ ناز کھلاڑیوں کے نام لکھیں
(viii) پاکستان میں سیاحت کے فروغ کے لیے دو تجاویز پیش کریں۔
(ix) پاکستان نے ہاکی کے کتنے ورلڈ کپ جیتے ہیں؟ سال بھی لکھیں۔
(x) قومی یکجہتی کا مفہوم تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جوابات دیں۔
(i) پاکستان کے تعلیمی مقاصد بیان کریں۔
(ii) تعلیم کے مدارج کی وضاحت کریں۔
(iii) پاکستان کے تعلیمی مسائل اور ان کے حل کے لیے تجاویز دیں۔
(iv) کھیلوں کی اہمیت واضح کریں۔
(v) ہاکی اور کرکٹ میں پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ پیش کریں۔
(vi) پاکستان میں سیر و سیاحت کی صنعت کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے لیے تجاویز بیان کریں۔
(vii) ایک فلاحی ریاست کے قیام میں ریاست، معاشرے اور حکومت کے کردار کی وضاحت کریں۔

سرگرمیاں
(i) طلبہ پاکستان کے نقشے پر اہم سیاحتی مقامات کو تلاش کریں اور اپنے ہم جماعت طلبہ سے اشتراک کریں۔
(ii) قومی ہم آہنگی پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔
(iii) طلبہ اپنے والدین سے مقامی کھیلوں کے متعلق معلومات حاصل کر کے کلاس میں اپنے ہم جماعتوں سے معلومات کا تبادلہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ
(i) اساتذہ کرام بچوں کو پاکستان کے کھیلوں کے بارے میں وضاحت سے بتائیں اور ممکن ہو تو کلاس میں ویڈیو دکھائیں۔
(ii) طلبہ کو سیاحت اور تفریح کی اہمیت سے روشناس کرائیں۔
(iii) طلبہ کے درمیان ایک مکالمہ کرائیں جس میں پاکستان میں عام نظام تعلیم کا تعلق پروفیشنل، ووکیشنل، سپیشل، مدرسہ اور فاصلاتی تعلیم پر گفتگو کریں۔
(iv) طلبہ کو پاکستان میں مشہور تاریخی، مذہبی اور تجارتی سیاحتی مقامات کی پہچان اور نقشے پر ان کی نشان دہی کروائیں۔

باب **6**

پاکستان کے وسائل اور معاشی ترقی
(Resources and Economic Development of Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں معاشی ترقی اور افرادی قوت پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
2- پاکستان میں معدنی وسائل کی اقسام اور محلِ وقوع کی وضاحت کریں نیز قومی صنعت اور معیشت میں ان کی اہمیت کو بیان کر سکیں۔
3- پائیدار اقتصادی ترقی کے لیے پاکستان کی کان کنی کی صنعت کو درپیش چیلنجز، ماحولیاتی اثرات اور حفاظتی اقدامات کی چھان بین کر سکیں۔
4- پاکستان میں دستیاب توانائی کے مختلف وسائل کا اندازہ لگا سکیں جن میں قابل تجدید اور غیر قابل تجدید دونوں ذرائع جیسے پن بجلی، ہوا، شمسی توانائی اور بائیو فیول شامل ہیں اور ان کے فوائد اور نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
5- پاکستان کی اہم صنعتوں جیسے چینی، سیمنٹ، کپاس، کھاد اور سٹیل کو پہچان سکیں اور ان کی مقامی تقسیم، اہمیت اور مسائل کو ان کے معاشی، ماحولیاتی اور سماجی اثرات کے حوالے سے جانچ سکیں۔
6- پاکستان میں گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کا تجزیہ کر سکیں۔
7- حکومت کی زیر قیادت صنعتی اسٹیٹس اور زونز کے حوالے سے صنعتوں کے لیے حکومتی پالیسیوں کے موثر ہونے کا جائزہ لے سکیں۔
8- جزوی روزگاری اور بے روزگاری کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
9- پاکستان کی ترقی میں خواندگی، مہارت کی ترقی اور تربیت کے کردار کی نشان دہی کر سکیں۔
10- پاکستان میں ایک صنعت کے طور پر سیاحت کی اہمیت کا تجزیہ کریں جس میں ریونیو جنریشن کے اعداد و شمار مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ کسی مخصوص علاقے کے ساتھ ساتھ پورے ملک کی معاشی ترقی میں اس کا کردار بیان کریں۔
11- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت (درآمدات اور برآمدات) اور پاکستان کی معیشت پر اس کے اثرات پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
12- پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔

پاکستان میں معاشی ترقی اور افرادی قوت
(Economic Development and Labour Force in Pakistan)

معاشی ترقی (Economic Development)

کسی ملک کی معیشت میں ایک مخصوص مدت کے دوران اشیا اور خدمات کی پیداوار میں اضافہ معاشی ترقی کہلاتا ہے۔ یہ عموماً حقیقی مجموعی ملکی پیداوار (Gross Domestic Product-GDP) یا مجموعی قومی پیداوار (Gross National Product-GNP) میں اضافے کے ذریعے جانچی جاتی ہے جو معیارِ زندگی میں بہتری اور آمدنی میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

پاکستان کے اقتصادی سروے 25-2024ء کے مطابق پاکستان کی معیشت نے مالی سال 2025ء میں جی ڈی پی کی شرح نمو 2.68 فی صد حاصل کی جس کی وجہ صنعتی ترقی 4.8 فی صد، خدمات 2.9 فی صد اور زراعت میں ترقی 0.56 فی صد ہے۔ فی کس آمدنی

قریباً1824امریکی ڈالر سالانہ ہے۔

موجودہ دور میں ملک کو مہنگائی کا سامنا ہے۔ بڑی صنعتوں کی پیداوار میں اتار چڑھاؤ ہے۔ زراعت پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے جس کی ترقی میں جدت کی ضرورت ہے۔ غربت کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور مالیاتی خسارہ اہم مسائل ہیں۔ ہر سال لاکھوں نوجوان افرادی قوت میں شامل ہو رہے ہیں لیکن روزگار کے مواقع محدود ہیں۔

ترسیلاتِ زر (Remittances) میں بہتری اور آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدوں کے تحت جاری مالیاتی اصلاحات معاشی استحکام کے لیے امید افزا ہیں۔ مجموعی طور پر پاکستان کو پائیدار معاشی ترقی کے لیے صنعتی اصلاحات، نجی سرمایہ کاری اور برآمدات بڑھانے کی ضرورت ہے۔

افرادی قوت (Labour Force)

پاکستان اقتصادی سروے 25-2024ء کے مطابق پاکستان کی افرادی قوت قریباً 83.1 ملین ہے جس کی شرکت کی شرح قریباً 46.3فی صد ہے یعنی کام کرنے کی عمر کے 100افراد میں سے قریباً46افراد افرادی قوت میں شامل ہیں۔ بے روزگاری کی شرح 7.1فی صد ہے جو کہ انسانی وسائل کے نمایاں کم استعمال کی عکاسی کرتی ہے۔ زراعت اور خدمات کے شعبے افرادی قوت کے بڑے آجر ہیں۔

شعبہ جاتی تقسیم میں زراعت قریباً 37فی صد، خدمات بھی قریباً 37فی صد اور صنعت کا شعبہ قریباً 20فی صد افرادی قوت کو کھپاتا ہے۔ حکومت 2026ء میں بیرون ملک ملازمتوں کا ہدف بنا رہی ہے جس میں خواتین کارکنوں کی شرکت کو بڑھانے پر زور دیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں معدنی وسائل کی اقسام اور مقام
(Types of Mineral Resources and Location in Pakistan)

قیمتی معدنیات اور دیگر اشیا کو نکالنے کے عمل کو کان کنی (Mining) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو معدنیات کے بے شمار خزانے عطا کیے ہیں جیسے کوئلہ، سنگِ مرمر، لوہا اور جپسم وغیرہ۔ کان کن ان چھپے خزانوں کو زمین سے نکالتے ہیں جن کو بعد میں بہت سی صنعتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں معدنی وسائل کے وسیع ذخائر موجود ہیں لیکن تربیت یافتہ افراد کی کمی، مالی حالات اور جدید ٹیکنالوجی کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان ذخائر سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا جا رہا۔ ملک میں معدنیات کی ترقی کے لیے پٹرولیم اور قدرتی وسائل کی وزارت ذمہ دار ہے۔ معدنیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، دھاتی اور غیر دھاتی۔ پاکستان میں دھاتی معدنیات میں لوہا، تانبا اور کرومائیٹ وغیرہ جبکہ غیر دھاتی معدنیات میں خوردنی نمک، چونے کا پتھر، کوئلہ، سنگِ مرمر اور جپسم وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کی اہم معدنیات درج ذیل ہیں:

1-خام لوہا (Iron Ore)

خام لوہا ایک اہم دھات ہے جو دنیا میں کوئلہ کے ساتھ صنعتی انقلاب کا سبب بنا۔ لوہے کے استعمال کے سبب لاتعداد مشینیں تیار کی گئیں جس کے باعث انسان نے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔ آج شائد ہی کوئی مشین ہو جس میں لوہے کا استعمال شامل نہ ہو۔

پاکستان میں خام لوہے کے ذخائر میں صوبہ بلوچستان میں چاغی، نوکنڈی، دالبندین اور مستونگ کے علاقے شامل ہیں۔ صوبہ پنجاب میں کالاباغ، مکڑوال اور چنیوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں خام لوہا کی کان کنی میں چترال، ڈومل نثار، پتن، ہزارہ، ہنگو، لکی مروت اور نوشہرہ کے علاقے شامل ہیں۔ صوبہ سندھ میں نگر پارکر، سہون اور ٹھٹھہ کے علاقوں میں خام لوہے کی کان کنی ہوتی ہے۔

2- کوئلہ (Coal)

کوئلہ پاکستان کے صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں فیکٹریوں، اینٹوں کے بھٹوں اور توانائی کے شعبوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں کوئلے کی کان کنی بنیادی طور پر صوبہ سندھ میں ہوتی ہے۔کوئلہ کے بڑے ذخائر صحرائے تھر (سندھ) میں واقع ہیں۔ دیگر کان کنی کے علاقوں میں پنجاب میں سالٹ رینج اور مکڑوال، بلوچستان میں خوست،شارگ، ہرنائی اور دیگاری کے علاقے شامل ہیں۔ خیبر پختونخوا میں کوئلے کی کان کنی کے اہم علاقوں میں ہنگو ،اورکزئی، درہ آدم خیل (کوہاٹ)، چراٹ (نوشہرہ)اور گلاخیل (لکی مروت) شامل ہیں۔

3-چٹانی نمک (Rock Salt)

نمک (سوڈیم کلورائڈ) بنیادی طور پر کھانے کو ذائقہ دار بنانے اور صنعتی عمل میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں چٹانی نمک کی کان کنی پنجاب میں سالٹ رینج کے علاقے میں ہوتی ہے۔کھیوڑہ سالٹ مائن (جہلم) سب سے بڑی اور قدیم ہے۔کھیوڑہ کی کان اپنے رقبے اور ذخائر کے لحاظ سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ دیگر نمک کی کانیں کالاباغ (میانوالی)، وڑچھہ (خوشاب) اور نور پور (چکوال) میں واقع ہیں۔خیبر پختونخوا میں کوہاٹ کے علاقے سے نمک کی کان کنی ہوتی ہے۔ پاکستان سے نکلنے والا نمک نہایت ہی عمدہ اور خالص ہے۔

4- قدرتی گیس (Natural Gas)

قدرتی گیس توانائی حاصل کرنے کا ایک سستا اور صاف ستھرا ذریعہ ہے۔ یہ گیس نہ صرف گھریلو بلکہ صنعتی ضروریات کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔قدرتی گیس سیمنٹ، کیمیائی کھاد اور دوسرے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہے۔تھرمل بجلی پیدا کرنے کے لیے بھی قدرتی گیس استعمال کی جاتی ہے۔

سوئی گیس کے اہم علاقوں میں سوئی گیس فیلڈ، اُچ گیس فیلڈ، پیر کوہ گیس فیلڈ، لوٹی گیس فیلڈ اور مزارانی گیس فیلڈ (بلوچستان)، ماڑی گیس فیلڈ، قادر پور گیس فیلڈ، ساون گیس فیلڈ، کندھ کوٹ گیس فیلڈ (سندھ)، پنجاب میں آدھی گیس فیلڈ، ڈھوک سلطان، گیس فیلڈ، ڈھوڈک گیس فیلڈ، پنج پیر گیس فیلڈ اور توت گیس فیلڈ شامل ہیں۔ان کے علاوہ صوبہ خیبر پختونخوا میں قدرتی گیس فیلڈ کے علاقوں میں کوہاٹ اور بنوں کے اضلاع شامل ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں قدرتی گیس 1952ء میں سوئی کے مقام (ضلع سبی، صوبہ بلوچستان) سے دریافت ہوئی۔ یہ ذخیرہ دنیا کے بڑے ذخائر میں شمار کیا جاتا ہے۔

5-معدنی تیل (Mineral Oil)

پاکستان میں 1961ء میں تیل اور گیس تلاش کرنے کے ادارہ آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن (OGDC) کا قیام عمل میں آیا۔ معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ معدنی تیل آج کی دنیا میں سب سے اہم معدنیات ہے۔اس کے ذریعے توانائی پیدا کی جاتی ہے۔معدنیاتی تیل خام (کچی) صورت میں حاصل ہوتا ہے جسے آئل ریفائنریز میں صاف کر کے پیٹرول اور دوسری چیزیں جیسا کہ گاسلیٹ، ڈیزل، پلاسٹک اور موم بتیاں وغیرہ حاصل کی جاتی ہیں۔معدنی تیل بچوں کے لوشن، کولڈ کریم، مرہم اور بہت سی دیگر کاسمیٹک میں بھی استعمال ہوتا ہے۔سب سے عام معدنی تیل پیٹرولیم ،جیلی اور پیرافین آئل ہیں۔معدنی تیل پاکستان میں توانائی کا

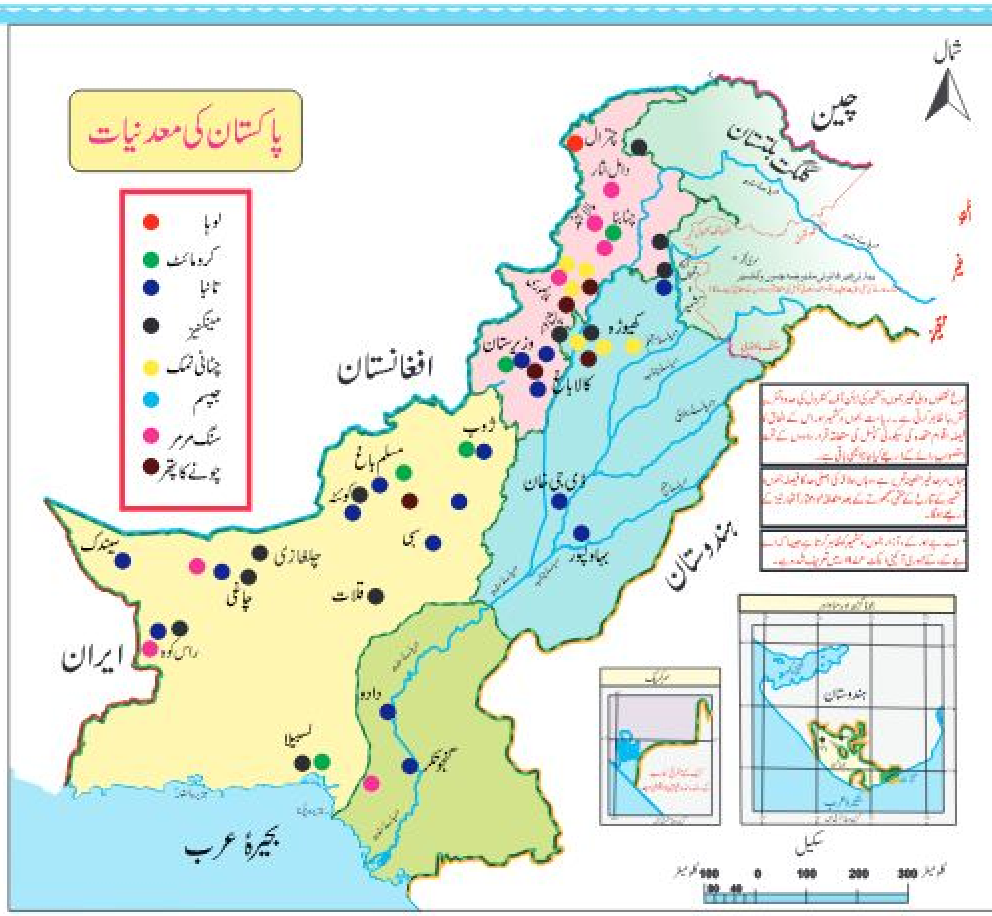

ایک اہم وسیلہ ہے۔

پاکستان میں معدنی تیل (خام تیل) بنیادی طور پر سطح مرتفع پوٹھوار (پنجاب)، سندھ اور بلوچستان سے نکلتا ہے جس میں اٹک، چکوال (پنجاب)، بدین، حیدرآباد (سندھ)، سوئی اور مزارانی (بلوچستان) کے علاقے شامل ہیں۔ یہ ذخائر ملکی تیل کی ضروریات پوری کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

6- کرومائیٹ (Chromite)

پاکستان میں کرومائیٹ کے بڑے ذخائر ہیں۔ کرومائیٹ کو بیچ کر زرِمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ کرومائیٹ سٹیل مل میں استعمال ہوتی ہے۔ کرومیم دھات کرومائیٹ سے حاصل ہوتی ہے جو ہائی سپیڈ مشینوں اور فوٹوگرافی سے متعلقہ آلات بنانے میں بھی کام آتی ہے۔ پاکستان میں کرومائیٹ زیادہ تر بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے صوبوں میں پایا جاتا ہے جس کے بڑے ذخائر وادی ژوب، مسلم باغ، لسبیلہ اور شمالی وزیرستان میں موجود ہیں۔

7- تانبا (Copper)

بجلی کے سامان میں تانبے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ تانبے سے بجلی کی تاریں بنتی ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس سے صرف سکّے اور برتن وغیرہ بنائے جاتے تھے۔ پاکستان میں تانبے کی کان کنی بنیادی طور پر بلوچستان کے ضلع چاغی میں ہوتی ہے جس میں تانبے اور

سونے کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ دیگر مقامات میں ریکوڈک، سینڈک اور ٹوک کنڈی وغیرہ شامل ہیں۔

8- گندھک (Sulphur)

گندھک قدرتی طور پر بکثرت پایا جانے والا غیر دھاتی عنصر ہے۔ گندھک اپنی خام حالت میں چمکدار پیلے رنگ کا ٹھوس عنصر ہوتا ہے۔ تجارتی پیمانے پر اسے کھادوں میں استعمال کیا جاتا ہے تاہم اسے گولہ بارود، ماچس، کرم کش ادویات اور پھپھوندی مارنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں گندھک کے ذخائر بنیادی طور پر ضلع چاغی، صوبہ بلوچستان میں واقع ہیں۔ دیگر ذخائر کوہاٹ، ڈیرہ غازی خاں، میانوالی اور راولپنڈی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔

9- جپسم (Gypsum)

جپسم کے استعمال سے زمین کا دوستانہ ماحول برقرار رہتا ہے جس سے پودے کی جڑیں بہتر ہونے سے فصل بہتر ہو جاتی ہے۔ جپسم سیمنٹ کی صنعت، پلاسٹر آف پیرس، سلفیورک ایسڈ اور امونیم سلفیٹ بنانے کے کام آتا ہے۔ پاکستان میں جپسم کی کانیں خیبر پختونخوا، پنجاب اور بلوچستان میں موجود ہیں۔ کان کنی کے اہم علاقوں میں ضلع کوہاٹ کرک، سالٹ رینج میں ڈنڈوٹ/کھیوڑہ اور سلیمان رینج (بارکھان، ڈیرہ غازی خاں) شامل ہیں۔

10- سنگِ مرمر (Marble)

پاکستان میں مختلف اقسام کا سنگِ مرمر پایا جاتا ہے جو مختلف رنگوں میں دستیاب ہے۔ سنگِ مرمر عمارتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے پاس بڑے پیمانے پر اعلیٰ معیار کے سنگِ مرمر اور گرینائیٹ کے ذخائر ہیں جن میں زیادہ ذخیرہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں موجود ہے۔ خیبر پختونخوا میں مہمند، بونیر، سوات اور چترال، بلوچستان میں چاغی اور خضدار کے علاوہ گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر کے کچھ علاقوں میں سنگِ مرمر بھی پایا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں معدنی وسائل کی ترقی کے لیے 1975ء میں پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

11- چونے کا پتھر (Limestone)

یہ ایک قسم کا چٹانی پتھر ہے جس سے چونا حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر سیمنٹ کی صنعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دیواروں پر رنگ کرنے میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مادے کو اینٹوں کی آپس میں پیوندکاری کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چونے کا پتھر پاکستان کے چاروں صوبوں میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے جس میں اعلیٰ معیار کے ذخائر اکثر بڑے صنعتی مراکز اور سیمنٹ پلانٹس کے قریب واقع ہیں۔ سالٹ رینج (پنجاب)، سلیمان رینجز (بلوچستان/ پنجاب) اور کیرتھر پہاڑ (سندھ) وغیرہ میں چونے کے پتھر کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

قومی صنعت اور معیشت میں معدنیات کی اہمیت
(Importance of Mineral in the National Industry and Economy)

معدنیات روزگار اور ملکی معیشت کی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔ کان کنی کو ایک صنعت کا درجہ حاصل ہے۔ سطح مرتفع پوٹھوار اور بلوچستان کے بہت سے لوگ کان کنی سے وابستہ ہیں۔ پاکستان کی کان کنی کی صنعت پاکستان کی اقتصادی ترقی میں بھرپور کردار

ادا کر رہی ہے۔

1- پیٹرول اور قدرتی گیس نقل و حمل کے لیے ایندھن کا کام کرتے ہیں۔
2- قدرتی گیس اور کوئلہ کھانا پکانے، سردیوں میں گھروں اور دفاتر کو گرم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
3- معدنیات بجلی کی ترسیل کی لائنوں اور بجلی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
4- ٹریکٹر، کاریں، زرعی آلات اور دوسری مشینری بنانے میں لوہا اور دوسری معدنیات بہت اہمیت کی حامل ہیں۔
5- پاکستان میں زیرِ زمین چٹانیں سے بجری اور پتھر حاصل ہوتے ہیں جن سے پکی سڑکیں بنتی ہیں۔
6- سنگِ مرمر مکانات کی تعمیر میں استعمال ہوتا ہے۔
7- معدنیات زیورات بنانے، پلاسٹک کی تیاری اور زراعت میں استعمال ہوتی ہیں۔
8- نایاب معدنیات کی عالمی سطح پر طلب ملکی معاشی ترقی کا باعث ہے۔

کان کنی کی صنعت کو درپیش مسائل
(Challenges Faced by the Mining Industry)

پوری دنیا میں کان کنی کی صنعت کو کئی مسائل کا سامنا ہے۔ ماحولیاتی اور موسمیاتی تبدیلی کے دباؤ، تجارتی جنگیں، جغرافیائی سیاست، بدلتی ہوئی اور غیر یقینی طلب اور ٹیکنالوجی میں تبدیلیاں کان کنی کی صنعت کو درپیش چند مسائل ہیں۔ کان کنی کی طویل مدتی پائیداری کے لیے ان مسائل سے نمٹنا ایک ترجیح ہے۔ درج ذیل چند اہم مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے:

1- زیرِ زمین، کان کنی ملازمین کی صحت اور حفاظت کے لحاظ سے یہ ایک پُرخطر کاروبار ہے۔
2- کان کنی کے شعبے میں حکومتوں کو سیاسی عدمِ استحکام کا سامنا ہے۔
3- عالمی تنازعات کان کنی کے شعبے کے لیے خطرہ ہیں۔
4- ماحولیات کو لاحق خطرات کی وجہ سے بھی کان کنی کا شعبہ مسائل کا شکار ہے۔
5- موجودہ دور میں کان کنی کے لیے جدید مشینری خریدنے پر کافی زرِمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔
6- کان کنی کی صنعت میں دیکھ بھال کی مہارت اور ہنر کی کمی ہے
7- بدقسمتی سے کان کنوں کو مالی تحفظ نہیں فراہم کیا جاتا۔ حادثات کی صورت میں ان کی کفایت کا موثر نظام نہیں ہے۔
8- آب و ہوا میں تبدیلی سے کان کنی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کان کنی کی صنعت اور معدنیات کے ذخائر تک رسائی کے لیے کان کنی کے ماہرین کا ہونا ضروری ہے۔ معدنیات کو صنعتوں تک پہنچانے کے لیے بہترین ذرائع آمدورفت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کان کنی کے لیے جدید مشینوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

پاکستان میں توانائی کے مختلف دستیاب وسائل
(Various Energy Resources Available in Pakistan)

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بے شمار توانائی کے وسائل سے نوازا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ توانائی کے وسائل کی طرف بھرپور توجہ دی جائے تاکہ بڑھتی ہوئی آبادی اور معاشی ترقی میں ان وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے۔ توانائی کے وسائل بہت اہم ہیں۔ گھروں، گاڑیوں، کام کرنے کی جگہوں اور کارخانے چلانے کے لیے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ توانائی کے ذرائع کو دو اقسام

میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: نا قابلِ تجدید اور قابلِ تجدید۔

نا قابلِ تجدید توانائی کے وسائل (Non-Renewable Resources of Energy)

غیر قابلِ تجدید توانائی کے وسائل میں کوئلہ، قدرتی گیس، تیل اور جوہری توانائی شامل ہیں۔ ایک بار جب یہ وسائل استعمال ہو جائیں تو انھیں دوبارہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اس وقت اپنی توانائی کی زیادہ تر ضروریات کی فراہمی کے لیے ان ہی ذرائع پر انحصار کر رہے ہیں۔

معدنی تیل کوئلہ اور قدرتی گیس آتش گیر ہیں۔ جب انھیں پاور پلانٹ میں جلایا جاتا ہے تو یہ بھاپ پیدا کرنے کے لیے پانی کو اپنے بوائلنگ پوائنٹ سے زیادہ گرم کر سکتے ہیں جس کا استعمال بجلی پیدا کرنے والی ٹربائن کو گھمانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے تھرمل بجلی حاصل ہوتی ہے۔

تھرمل بجلی (Thermal-Electric Power)

پاکستان میں تھرمل بجلی گھر گیس، تیل اور کوئلے کے استعمال سے کام کر رہے ہیں۔ اس وقت کراچی میں تھرمل بجلی کی پیداوار کا سب سے بڑا پلانٹ لگا ہوا ہے جس کو کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اہم پیداواری یونٹ ملتان، ساہیوال، فیصل آباد، گدو، جام شورو، مظفر گڑھ، سکھر، لاڑکانہ، کوٹری، پسنی، گلگت، کوٹ ادو، اور شاہدرہ میں بھی قائم ہیں۔ پاکستان کی بجلی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کئی منصوبوں پر کام جاری ہے۔

ایٹمی توانائی (Atomic-Energy)

ایٹمی توانائی عصرِ حاضر میں توانائی حاصل کرنے کا سب سے ترقی یافتہ ذریعہ ہے۔ پاکستان کی ترقی کے لیے ایٹمی توانائی کی بہت اہمیت ہے۔ پاکستان میں پہلا ایٹمی پلانٹ کراچی نیوکلیئر پاور پلانٹ کراچی میں لگایا گیا۔ دوسرا ایٹمی بجلی گھر چشمہ (ضلع میانوالی، پنجاب) میں چشمہ کے مقام پر چشمہ نیوکلیئر پاور پراجیکٹ کے نام سے لگایا گیا ہے۔ یہ جوہری پاور پلانٹ صنعتی استعمال کے لیے توانائی پیدا کر رہا ہے۔

قابلِ تجدید توانائی کے وسائل (Renewable Resources of Energy)

قابلِ تجدید توانائی قدرتی ذرائع سے حاصل کی جانے والی توانائی ہے جو استعمال ہونے کے بعد دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر پانی، سورج کی روشنی اور ہوا ایسے ذرائع ہیں جو مسلسل استعمال ہو رہے ہیں۔ قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع بہت زیادہ ہیں۔ قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع کی مثالوں میں ہوا کی طاقت، شمسی توانائی، بائیو انرجی اور ہائیڈرو الیکٹرک وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کے قابلِ تجدید توانائی کے اہم وسائل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

(i) پَن بجلی (Hydro-Electric Power)

پاکستان میں پن بجلی کے لیے موزوں پاکستان کا شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقہ ہے۔ ڈیم کے لیے قدرتی ماحول میسر ہے جبکہ میدانی علاقوں میں دریاؤں اور نہروں میں تیز بہاؤ پیدا کر کے پن بجلی پیدا کرنے کے مواقع موجود ہیں جس سے فائدہ بھی اٹھایا جا رہا ہے۔ ملک میں پن بجلی کے اہم منصوبوں میں تربیلا ڈیم دریائے سندھ پر پن بجلی کی پیداوار کا سب سے بڑا منصوبہ ہے۔ غازی بروتھا پراجیکٹ بھی دریائے سندھ پر اٹک کے قریب بنایا گیا ہے۔ منگلا ڈیم دریائے جہلم پر واقع ہے۔ یہ ڈیم پاکستان میں پن بجلی کی پیداوار کا تیسرا بڑا ذریعہ ہے۔ وارسک ڈیم دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ چشمہ پن بجلی گھر، مالاکنڈ، درگئی پن بجلی کا منصوبہ اور رسول پن بجلی گھر بھی اہم ہیں۔ پن بجلی کے مزید کئی منصوبوں پر کام جاری ہے۔

(iii) شمسی توانائی (Solar-Electric Power)

سورج سے حاصل ہونے والی توانائی کو شمسی توانائی کہتے ہیں۔ شمسی توانائی دنیا کا سستا ذریعہ توانائی ہے۔ پاکستان میں یہ توانائی وافر مقدار میں موجود ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کا استعمال زیادہ اور ماحول دوست کیا جائے۔ اس وقت پاکستان میں شمسی توانائی سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا رہا ہے مثلاً مشینیں اور موٹریں اور اے سی چلانے کے لیے شمسی توانائی سے مدد لی جا رہی ہے۔ چین اور پاکستان کا مشترکہ شمسی توانائی کا منصوبہ بہاول پور (پنجاب) پاکستان میں واقع ہے۔ لوگوں میں شمسی توانائی سے فائدہ اٹھانے کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔ مستقبل قریب میں شمسی توانائی دنیا میں توانائی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگی کیونکہ دوسرے ذرائع توانائی مہنگے بھی ہیں اور ان کی رسائی بھی مشکل ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سولر پینل سے بننے والی بجلی ڈی سی (ڈائریکٹ کرنٹ) ہوتی ہے جسے انورٹر (Inverter) کی مدد سے اے سی (آلٹرنیٹنگ کرنٹ) میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

(iv) ہوائی توانائی (Wind-Electric Power)

ہوائی توانائی بھی سستی قوت مہیا کرتی ہے جس میں تیز ہوا کو بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ونڈ مل (Wind Mill) اونچے کھمبے پر لگے بڑے بڑے پروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ پر ونڈ مل کے ٹربائنز کہلاتے ہیں۔ جب ہوا سے ٹربائنز گھومتی ہیں تو ان کی انرجی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ روایتی ونڈ مل غلہ پیسنے کی چکیاں چلانے اور کنویں سے پانی نکالنے کے لیے استعمال ہوتی ہے لیکن اب جدید ونڈ ملز سے جنریٹر اور مشینیں بھی چلائی جاتی ہیں۔

(v) بائیوگیس (Biogas)

بائیوگیس، نامیاتی مرکبات سے آکسیجن کی غیر موجودگی میں پیدا ہونے والی گیس ہے جو استعمال میں معدنی گیس کی خصوصیات رکھتی ہے۔ بائیوگیس کئی دہائیوں سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں زیر استعمال ہے۔ وقت کے ساتھ اس کے طریقوں میں جدت آئی ہے۔ بائیوگیس کے ذریعے نا صرف گھر کا چولہا جلایا جاتا ہے بلکہ اس گیس سے چلنے والا جنریٹر استعمال کرتے ہوئے بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔ حکومتِ پاکستان نے متبادل ذرائع توانائی کے فروغ کے لیے لوگوں میں بائیوگیس کے کئی روایتی پلانٹ تقسیم کیے ہیں جو گھریلو سطح پر گیس کی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔

غیر قابل تجدید توانائی کے وسائل کے فوائد اور نقصانات
(Advantages and Disadvantages of Non-Renewable Resourses of Energy)

فوائد (Advantages)

غیر قابلِ تجدید وسائل توانائی پیدا کرنے میں زیادہ موثر ہیں۔ کوئلہ اور تیل جیسے وسائل ہمیں قابلِ تجدید توانائی جیسے شمسی یا ہوا کی توانائی کے مقابلے میں زیادہ توانائی فراہم کرتے ہیں۔ کوئلے کی کان کنی، تیل کی فروخت یا قدرتی گیس کی پائپ لائنوں کی تعمیر سے بھاری منافع کمایا جا سکتا ہے۔

نقصانات (Disadvantages)

غیر قابل تجدید توانائی کے ذرائع آج کی دنیا میں آلودگی کے ذمہ دار ہیں۔ انھیں جلانے سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور سلفر ڈائی آکسائیڈ سمیت نقصان دہ کیمیکل ہوا میں خارج ہوتے ہیں۔ یہ گیسیں موسمیاتی تبدیلیوں اور سانس کے مسائل کا باعث بنتی ہیں۔

اہم معلومات:

سموگ: موسمی تبدیلی کے دوران تقلیبِ حرارت (Inversion of Temperature) کے عمل کی وجہ سے سردیوں میں بادل رات کے وقت زمین کی سطح کے قریب آجاتے ہیں جسے دھند (Fog) کہتے ہیں۔ موسمِ سرما کے شروع میں پاکستان (خصوصاً صوبہ پنجاب) جس دھند کا شکار ہوتا ہے وہ دھند نہیں بلکہ سموگ (Smog) ہے۔ سموگ میں شامل ذرات مختلف گیسوں، مٹی اور پانی کے بخارات سے مل کر بنتے ہیں۔

سموگ کی وجوہات: صنعتوں، گاڑیوں اور کوڑا کرکٹ جلانے سے سلفر ڈائی آکسائیڈ SO2، نائٹروجن آکسائیڈ NO کی بڑی مقدار کے ساتھ مٹی کے ذرات بھی ہوا میں شامل ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب سردیوں میں ہوا کی رفتار کم ہوتی ہے تو دھواں اور دھند جمنے لگتے ہیں تو نتیجہ سموگ کی شکل میں نکلتا ہے۔

سموگ کے اثرات: سموگ سے دمہ یعنی سانس لینے میں دشواری، آنکھوں میں جلن، گلے میں خارش، نزلہ، زکام اور پھیپھڑوں کی بیماری کا باعث بنتی ہے۔ سموگ سے پودوں کی افزائش کو بھی نقصان کے ساتھ ساتھ فصلوں اور جنگلات کو بھی بڑے پیمانے پر نقصان پہنچاتی ہے۔

سموگ کا تدارک: صنعتوں اور گاڑیوں کے دھواں کا مناسب بندوبست، کوڑا کرکٹ اور فصلوں کی باقیات جلانے کی حوصلہ شکنی اور تعمیراتی کام والی جگہ پر پانی کا چھڑکاؤ کر کے سموگ پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ دنیا کے کافی ممالک میں مصنوعی بارش برسا کے سموگ پر قابو پایا جاتا ہے لیکن یہ طریقہ بہت مہنگا ہے۔

قابل تجدید توانائی کے وسائل کے فوائد اور نقصانات
(Advantages and Disadvantages of Renewable Resourses of Energy)

فوائد (Advantages)

قابلِ تجدید توانائی کے وسائل کم گلوبل وارمنگ پیدا کرتے ہیں۔ یہ وسائل ماحول دوست اور صحت عامہ میں بہتری لاتے ہیں۔ یہ بے شمار ملازمتیں مہیا کرتے ہیں۔ ان کے بہت سے معاشی فوائد ہیں، جیسے ان سے توانائی کی قیمتیں مستحکم رہتی ہیں۔

نقصانات (Disadvantages)

قابل تجدید توانائی کے بنیادی ڈھانچے کو بنانا مشکل، مہنگا اور وقت طلب ہے۔ سولر پینل کی ری سائیکلنگ مسئلہ ہے۔ اسی طرح ڈیم دریائی نظام کو متاثر کرتا ہے۔

پاکستان کی بڑی صنعتیں، ان کی مقامی تقسیم، اہمیت، مسائل، فوائد اور نقصانات
(Pakistan's Principal Industries their Spatial Distribution, Significance, Challenges, Advantages and Disadvantages)

صنعت سے مراد ایک معاشی سرگرمی ہے جس کا بنیادی طور پر اشیا وخدمات کی پیداوار سے تعلق ہے جیسے آئرن اور سٹیل کی صنعت، کان کنی کی صنعت اور سیاحت کی صنعت وغیرہ۔ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے بڑی صنعت کے بہت سے فوائد ہیں۔ یہ صنعتی اشیا اور صنعتی خام مال پیدا کر کے زیادہ سے زیادہ ہماری ضرورتیں پوری کرتی ہے۔ صنعت کے قیام سے روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور عوام کے معیارِ زندگی میں بہتری آتی ہے۔ ملک میں معاشی استحکام رہتا ہے اور قومی اور فی کس آمدنی میں بہتری آتی ہے۔ برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر اور ادائیگیوں کے توازن میں بہتری آتی ہے۔ ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا

ہے۔ زرعی شعبہ میں ترقی ہوتی ہے اور فنی مہارت کو فروغ ملتا ہے۔ بڑی صنعت کے نقصانات بھی ہیں۔ یہ فضائی آلودگی، آبی آلودگی اور شور کی آلودگی کا باعث بنتی ہیں۔ ذیل میں پاکستان کی بڑی صنعت کو بیان کیا گیا ہے:

1- چینی کی صنعت (Sugar Industry)

1947ء میں قیامِ پاکستان کے وقت ملک میں چینی بنانے کے دو کارخانے تھے۔ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (PSMA) کے مطابق ملک میں لگ بھگ 89 شوگر ملیں کام کر رہی ہیں۔ زیادہ تر یہ صوبہ پنجاب اور سندھ میں واقع ہیں۔ پاکستان میں گنے کی کاشت کے علاقوں میں چینی بنانے کے کارخانے قائم ہیں۔ ان میں لاڑکانہ، پتوکی، کمالیہ، گوجرہ، جھنگ، منڈی بہاؤالدین، بھکر، جوہرآباد، لیہ، مردان، چارسدہ اور نوشہرہ وغیرہ کے علاقوں میں چینی بنانے کے کارخانے کام کر رہے ہیں۔

2- سیمنٹ کی صنعت (Cement Industry)

سیمنٹ کی صنعت کے لیے چونے کا پتھر اور جپسم ضروری ہیں۔ ان دونوں معدنیات کے ذخائر پاکستان میں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ کلر کہار (چکوال) سیمنٹ کی پیداوار میں مرکزی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوتی تعمیرات کے باعث سیمنٹ کی مانگ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں سیمنٹ کے دیگر کارخانے ضلع ڈیرہ غازی خاں، کراچی، جہلم، ٹھٹھہ، حیدرآباد، میانوالی، ہزارہ اور خیر پور وغیرہ میں واقع ہیں۔

3- کپڑے کی صنعت (Textile Industry)

کپاس زیادہ تر صوبہ پنجاب اور سندھ میں اگائی جاتی ہے۔ چھوٹے پیمانے پر یہ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی اگائی جاتی ہے۔ پاکستان کی معیشت میں کپڑے کی صنعت بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ پاکستان کی سب سے بڑی صنعت ہے اور یہ سب سے زیادہ زرِمبادلہ کما رہی ہے۔ پاکستان کی برآمدات میں اس صنعت کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ ملکی مزدور طبقے کی ایک بڑی تعداد اس صنعت سے روزگار کما رہی ہے۔ کپڑے کی صنعت میں روئی، دھاگا اور کپڑے کی تیاری کا کام مختلف مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے۔

فیصل آباد، حیدرآباد اور کراچی کپڑے کی صنعت کے بڑے مراکز ہیں۔ ان مراکز کے علاوہ چاروں صوبوں میں کئی مقامات پر کپاس سے کپڑا بنانے کے کارخانے بھی کام کر رہے ہیں۔

4- کھاد کی صنعت (Fertilizer Industry)

اس وقت پاکستان میں کھاد کے بڑے کارخانے فوجی فرٹیلائزر، اینگرو فرٹیلائزر کمپنی اور داؤد ہرکولیس فرٹیلائزر وغیرہ ہیں۔ یوریا کھاد زراعت کے شعبے میں اور جانوروں کی خوراک میں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ملک میں دیگر کھادوں کے مقابلے یوریا کی پیداوار کافی زیادہ ہے۔ نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاشیم تجارتی کھادوں میں بنیادی اجزا ہیں۔ یہ اجزا پودوں کی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس وقت لاہور، ملتان اور رحیم یار خاں وغیرہ میں کھاد کی صنعت قائم ہے۔

5- سٹیل کی صنعت (Steel Industry)

پاکستان میں سٹیل کا شعبہ ملک کی اہم ترین صنعتوں میں سے ایک ہے۔ یہ معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جی ڈی پی، روزگار اور برآمدات میں حصہ ڈالتا ہے۔ اس شعبے میں متعدد ذیلی شعبے شامل ہیں جن میں لوہے اور سٹیل کی پیداوار اور میٹالرجیکل انجینئرنگ وغیرہ شامل ہیں۔ سٹیل کی صنعت ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کے لیے ضروری سامان فراہم کرتی ہے۔ دیگر شعبوں جیسے کہ تعمیرات،

نقل وحمل، مشینری، دھاتی مصنوعات، توانائی، برقی آلات اور گھریلو آلات وغیرہ میں سٹیل کی بہت اہمیت ہے۔

6- آٹوموبائل کی صنعت (Automobile Industry)

اس شعبہ میں کئی بڑے یونٹ گاڑیوں کی پیداوار (نئی گاڑیاں بنانا اور پرزے جوڑ کر تیار کرنا) میں مصروف ہیں۔ دیگر سیکڑوں پیداواری یونٹ اس شعبہ کو پرزہ جات فراہم کرتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں گاڑیوں کی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ شعبہ کاریں، ٹرک، بسیں، جیپیں، ٹریکٹر اور موٹر سائیکل وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ پاکستان میں آٹوموبائل کے کارخانے کراچی، حیدرآباد، لاہور، گوجرانوالہ اور گجرات وغیرہ میں قائم ہیں۔

صنعتوں کی اہمیت (Importance of Industries)

1- صنعتیں ملک کے معاشی استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ پیداوار کے علاوہ مجموعی خوشحالی، سماجی بہبود اور پائیدار ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

2- صنعتیں ملازمتیں پیدا کرتی ہیں، آمدنی بڑھاتی ہیں اور معیشت کو مستحکم کرتی ہیں۔

3- صنعتیں غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرتی ہے اور اپنی برآمدی صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ صنعتی پیداوار میں اضافہ غیر ملکی زرِمبادلہ کی آمدنی کا باعث بنتا ہے۔

4- صنعتیں جدت لاتی ہیں جس سے مصنوعات اور خدمات میں بہتری آتی ہے۔

5- صنعتیں مشینری، کھاد اور پروسیسنگ کی سہولیات فراہم کرتی ہیں جس سے زرعی پیداوار میں بہتری آتی ہے۔ اس طرح صنعتی شعبہ معیشت کے دیگر مختلف شعبوں کی معاونت کرتا ہے۔

6- ایک مضبوط صنعتی بنیاد دفاعی پیداوار میں خود انحصاری کو یقینی بناتی ہے۔

7- صنعتی برآمدات ملک کے توازن ادائیگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

صنعت کے مسائل (Challenges Faced by Industry)

پاکستان اگرچہ ایک زرعی ملک ہے تاہم ملکی ترقی میں صنعتوں کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے۔ صنعت کاری ایک جانب تو ملک کے لیے ترقی کا باعث ہے لیکن دوسری جانب ان صنعتوں کے قیام سے پیدا ہونے والے مسائل بھی اپنی جگہ نہایت اہم ہیں۔ ہماری صنعت کئی مسائل کا شکار ہے۔ ان میں سے چند مسائل درج ذیل ہیں:

1- توانائی کا بحران اور زیادہ لاگت یعنی مہنگی بجلی اور گیس نے اشیا کی پیداواری لاگت میں اضافہ کیا ہے جس سے پاکستانی اشیا کو بین الاقوامی سطح پر کم مسابقتی بنا دیا گیا ہے۔

2- حکومتی پالیسیوں میں متواتر تبدیلیاں اور معاشی عدم استحکام سرمایہ کاری کا غیر یقینی ماحول پیدا کرتا ہے۔

3- بہت سی صنعتیں، خاص طور پر ٹیکسٹائل کے شعبے میں اب بھی فرسودہ مشینری کے ساتھ کام کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے اور کوالٹی کنٹرول بھی متاثر ہوتا ہے۔

4- سرمائے کی کمی، بلند شرح سود، بلند افراطِ زر، آپریٹنگ اخراجات اور مینوفیکچرنگ یونٹس کی توسیع کی کوششوں کو متاثر کرتے ہیں۔

5- ناکافی ٹرانسپورٹ سسٹم اور نقل وحمل کے اخراجات اشیا کی لاگت میں اضافہ کرتے ہیں۔

6- تکنیکی طور پر تربیت یافتہ افرادی قوت کی کمی اور تحقیق وترقی (R&D) میں ناکافی سرمایہ کاری اور اختراع میں رکاوٹ ہیں۔

-7 ٹیکس کے پیچیدہ نظام اور تجارتی رکاوٹیں خاص طور پر ٹیکسٹائل اور بڑے پیمانے کی مینوفیکچرنگ وغیرہ کی برآمدات میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

پاکستان میں گھریلو اور چھوٹی صنعتیں
(Cottage and Small Industries in Pakistan)

ذیل میں پاکستان کی گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کو بیان کیا جاتا ہے:

1- گھریلو صنعتیں (Cottage Industries)

گھریلو صنعت سے مراد وہ صنعت یا پیداواری عمل ہے جو ہنر مند افراد چھوٹے پیمانے اپنے گھروں میں یا چھوٹے کارخانے یا یونٹس لگا کر کرتے ہیں۔ گھریلو دستکاریوں میں زیادہ تر وہ چیزیں شامل ہیں جو ہمارے ملک کے کاریگر سادہ اوزاروں سے بناتے ہیں۔ کھیلوں کا سامان بنانا، جیولری اور سجاوٹی اشیا، چینی کے برتن وغیرہ گھریلو صنعت کی مثالیں ہیں۔ گھریلو صنعت سے وابستہ لوگوں کی اکثریت دیہات یا چھوٹے چھوٹے قصبوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ملک کی صنعتی ترقی میں گھریلو صنعتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ پاکستان کی معاشی ترقی میں گھریلو صنعت کا کردار بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ صنعتیں مقامی طور پر اشیا اور صنعتی خام مال پیدا کر کے زیادہ سے زیادہ ہماری ضرورتیں پوری کرتی ہے اور نئی نئی چیزیں منڈی میں لاکر ہمارے استعمال کرنے کے طریقوں کو بدلتی رہتی ہیں۔

2- چھوٹی صنعتیں (Small Indurtries)

چھوٹے صنعتی یونٹس کسی بھی ملک کی ترقی میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ چھوٹی مقامی صنعتیں نہ صرف مقامی روایتی دستکاریوں کے فروغ اور تحفظ کا باعث بنتی ہیں بلکہ مقامی سطح پر روزگار کے مواقع بھی فراہم کرتی ہیں۔ بجلی کے چھوٹے آلات بنانا، بیکری کی اشیا اور چمڑے کی اشیا بنانا وغیرہ اس صنعت کی مثالیں ہیں۔ ملک کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ لوگ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں سے منسلک ہیں۔ برآمدات کے لحاظ سے یہ شعبہ بہت اہم ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

18ویں صدی کے آخر میں برطانیہ میں مشینوں کا استعمال شروع ہوا۔ کپڑے اور پھر لوہے کی صنعت میں ترقی ہوئی جس کی وجہ سے کوئلے کے استعمال میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

صنعتی اسٹیٹس اور زونز کے حوالے سے صنعتوں کے لیے حکومتی پالیسیاں
(Government Policies Towards Industries with Reference to Industrial Estates and Zones)

صنعتی علاقوں (Industrial Estates) اور زونز جیسے خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) پاکستان میں صنعتی ترقی اور سرمایہ کاری کے مراکز ہیں۔ ان کا مقصد پیداوار میں اضافہ اور روزگار پیدا کرنا ہے۔ حکومت ان زونز کو بجلی کی بلاتعطل فراہمی، بنیادی انفراسٹرکچر اور ٹیکس پالیسیوں جیسی مراعات فراہم کر رہی ہے تاکہ سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ماحول بن سکے۔

صنعتی اسٹیٹس اور زونز کی خصوصیات (Features of Industrial Estates and Zones)

i- خصوصی اقتصادی زونز (Special Economic Zones)

خصوصی اقتصادی زونز مخصوص علاقے ہیں جہاں ٹیکس میں چھوٹ، ڈیوٹی فری امپورٹ اور دیگر سرمایہ کاری دوست پالیسیاں فراہم کی جاتی ہیں۔

ii- بنیادی ڈھانچہ (Basic Infrastructure)

ان زونز میں سڑکیں، بجلی، گیس اور پانی جیسی سہولیات موجود ہوتی ہیں۔

iii- انتظامی ڈھانچہ (Administrative Infrastructure)

صنعتی اسٹیٹس کو ان کی اپنی انتظامیہ چلاتی ہے جو بجلی کی فراہمی اور دیگر مسائل کو حل کرتی ہے۔

اہم صنعتی زونز اور اسٹیٹس (Important Industrial Zones and Estates)

پاکستان میں فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ، کراچی انڈسٹریل ایریاز اور لاہور کے صنعتی مراکز نمایاں ہیں۔ سی پیک (CPEC) منصوبہ کے تحت کئی نئے خصوصی اقتصادی زونز (SEZs) بھی بنائے جا رہے ہیں۔

فوائد (Advantages)

i- نئی صنعتی اکائیوں کا قیام اور روزگار کے مواقع۔

ii- برآمدات میں اضافہ اور صنعتی پیداوار میں ترقی۔

iii- سرمایہ کاروں کے لیے بہتر سہولیات اور بجلی کی فراہمی۔

جزوی روزگاری اور بے روزگاری کے اثرات
(Impacts of Underemployment and Unemployment)

روزگار سے مراد کسی فرد کا وہ عمل ہے جسے کسی تنظیم یا آجر نے مخصوص کاموں، خدمات یا ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ بدلے میں ملازم کو تنخواہ، فی گھنٹہ اجرت یا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

جزوی روزگار (Underemployment) ایک ایسی حالت ہے جس میں کارکنوں کو مکمل ملازمت کی بجائے معاشی ضروریات کے لیے جزوی ملازمت دی جاتی ہے۔ اس کو پارٹ ٹائم جاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ جزوی بے روزگاری اس وقت ہوتی ہے جب ملازم سے مقررہ طے کردہ دورانیہ سے زیادہ وقت تک کام لیا جاتا ہے لیکن اس کو کم وقت کی اُجرت دی جاتی ہے۔

اس کی خواہش کے برعکس مقررہ گھنٹوں سے کم گھنٹے تک کام لیا جائے اور اس کو کم گھنٹے کی اجرت دی جائے۔

بین الاقوامی تنظیم، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے مطابق بے روزگاری (Unemployment) انسان کی اس حالت کو کہتے ہیں جب اسے روزگار میسر نہ ہو۔

بے روزگاری کے اثرات (Impacts of Unemployment)

بے روزگاری کے چند اثرات درج ذیل ہیں:

- ☆ بے روزگاری کی وجہ سے افراد کو تنقید، کم خود اعتمادی اور نفسیاتی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔
- ☆ بے روزگاری اور ملازمت کے مواقع کی کمی سے رہائش کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔
- ☆ بے روزگاری کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دلوا سکتے۔
- ☆ بے روزگاری امیر اور غریب کے درمیان فرق کو بڑھاتی ہے۔

☆ بے روزگاری سے معاشرے میں سماجی بے چینی اور عدمِ اطمینان پیدا ہوتا ہے۔
☆ بے روزگاری سے غربت بڑھتی ہے۔

پاکستان کی ترقی میں خواندگی، ہنرمندی اور تربیت کا کردار
(Role of Literacy, Skill Development and Training in the Development of Pakistan)

خواندگی کا ملک کی ترقی میں کردار (Role of Literacy in the Development of Country)

خواندگی کا ملک کی ترقی میں کردار درج ذیل ہے:

☆ خواندگی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
☆ خواندگی سے افراد کی لیبر مارکیٹ میں قدر بڑھ جاتی ہے۔
☆ خواندگی صلاحیتوں کو وسعت دے کر زندگیوں کو بہتر بناتی ہے۔
☆ خواندگی سے غربت میں کمی آتی ہے
☆ خواندگی سے پائیدار ترقی پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
☆ خواندگی لوگوں کو بااختیار بناتی ہے۔

ہنرمندی کا ملک کی ترقی میں کردار (Role of Skill Development in the Development of Country)

☆ اپنی خصوصی ہنرمندی، علم اور تجربے کے ساتھ، ہنرمند کارکن اشیا اور خدمات کے معیار میں بہتری لا سکتے ہیں۔
☆ ہنرمندی سے پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیا کو بناتے ہوئے خام مال کم ضائع ہوتا ہے۔
☆ ہنرمند افراد کام کے دوران اپنی حفاظت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔
☆ ہنرمند لیبر سرمایہ کار کمپنیوں کے لیے فوائد کا باعث بن سکتی ہے۔
☆ ہنرمند افراد میں تنقیدی سوچ اور مسائل کو حل کرنے کی مہارتیں ہوتی ہیں۔

تربیت کا ملک کی ترقی میں کردار (Role of Training in the Development of Country)

☆ افراد کی تربیت سے اشیا و خدمات کی پیداوار اور منافع میں اضافہ ہو سکتا ہے۔
☆ کام میں جدت آتی ہے۔
☆ تربیت سے ملازمین کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔
☆ کاروباری اہداف کو حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔
☆ تربیت سے ملازمین اپنے کام پر توجہ دیتے ہیں۔
☆ تربیت ملازمین کا مستقبل بہتر بنا سکتی ہے۔

پاکستان میں ایک صنعت کے طور پر سیاحت کی اہمیت
(Importance of Tourism as an Industry in Pakistan)

سیاحت نہ صرف سیر و تفریح اور صحت افزائی کے لیے مفید ہے بلکہ سیاحت سے مقامی آبادی اور ملک کے اقتصادی حالات کو تقویت ملتی ہے۔ پاکستان میں ایک صنعت کے طور پر سیاحت کی اہمیت ذیل میں بیان کی گئی ہے:

1-اقتصادی ترقی (Economic Development)

سیاحت کی صنعت پاکستان میں اقتصادی ترقی کا ایک بڑا محرک بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ مختلف شعبوں میں ملازمتیں پیدا کر سکتی ہے، بشمول مہمان نوازی، نقل و حمل کھانے کی خدمات اور دستکاری وغیرہ۔ مزید برآں، سیاحت سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں لگایا جا سکتا ہے جس سے ملک کی سیاحت کی صلاحیت کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ سیاحوں کے اخراجات میں اضافے سے مقامی معیشت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے دیہی اور دور دراز علاقوں میں معیار زندگی میں بہتری اور غربت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

2- مہم جوئی کی جستجو (Quest for Adventure)

پاکستان میں مہم جوئی عروج پر ہے جو دنیا بھر سے سنسنی کے متلاشی افراد کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ وطن عزیز میں کوہ پیمائی، پیرا گلائیڈنگ اور بہت کچھ کرنے کے مواقع ہیں۔ پاکستان ایڈونچر کے شوقین افراد کے لیے بہترین ماحول فراہم کرتا ہے۔ مہم جوئی کو ترقی دینا نہ صرف غیر ملکی سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے بلکہ مقامی گائیڈز اور معاون عملے کے لیے ملازمت کے مواقع بھی پیدا کرتا ہے۔

3- تجارتی سرگرمیاں (Commercial Activities)

سیاحت میں بہت سی سرگرمیاں اور تجارت شامل ہے جن کا تعلق لوگوں کے سفر کرنے اور نئی جگہوں کی تلاش پر مبنی سے ہے۔ یہ سرگرمیاں اور تجارت پاکستان کی معاشی ترقی میں اہمیت کی حامل ہیں۔ سیاحت میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جو لوگوں کی جانب سے اپنی مستقل رہائش گاہ سے باہر تفریح یا تلاش کے مقصد سے کی جاتی ہیں۔ سیاحت میں فیملی ٹورازم میں فیملی اور بچوں کے ساتھ تفریحی اوقات سے لطف اندوز ہونے اور نئی جگہیں دریافت کرنے کے لیے سفر کرنا شامل ہے۔ ثقافتی سیاحت میں تاریخی یادگاروں، عجائب گھروں اور ثقافتی مقامات کا دورہ کرنے پر توجہ دی جاتی ہے۔

سیاحت بطور ریونیو جنریشن (Tourism as Revenue Generation)

پاکستان میں ریونیو جنریشن کے ساتھ مجموعی طور پر ملک کی معاشی ترقی میں سیاحت کی بہت اہمیت ہے۔ جدید دور میں سیر و سیاحت ایک صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ تاریخی و تفریحی مقامات کی سیاحت سے معاشی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ عوام کے لیے روزگار اور ملکی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں تمام مذہب کے ماننے والوں کے لیے قابل دید تاریخی مقامات ہیں۔ غیر ملکی سیاحوں کے آنے سے زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے اور معیشت مستحکم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں پورے ملک میں جا بجا تاریخی مقامات اور عمارات ہیں جہاں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے طالب علم اور سیاح کے لیے تاریخی معلومات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔

تجارت(Trade)

تجارت دراصل اشیا(Goods)اور خدمات (Services) کے رضا کارانہ تبادلے کو کہا جاتا ہے۔تجارت اُس عمل کو بھی کہا جاتا ہے جو تاجر اور مالیاتی منڈیوں کے کارندے انجام دیتے ہیں۔ دو تاجروں کے درمیان تجارت کو دوطرفی تجارت جبکہ دو سے زیادہ تاجروں کے درمیان تجارت کو کثیر الفریقی تجارت کہتے ہیں۔

تجارت کی اقسام (Types of Trade)

تجارت کی دو اقسام ہیں۔ملکی تجارت اور بین الاقوامی تجارت

i- ملکی تجارت (Domestic Trade)

کسی ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر افراد، اداروں ،شہروں،قصبوں اور صوبوں وغیرہ کے درمیان اشیا و خدمات کا لین دین ملکی تجارت کہلاتا ہے۔ملکی تجارت میں اشیا و خدمات کے خریدنے اور فروخت کرنے والے ایک ہی ملک کے باشندے ہوتے ہیں۔

ii- بین الاقوامی تجارت (International Trade)

کسی ایک ملک کا دیگر ممالک سے اشیا اور خدمات کا لین دین بین الاقوامی تجارت کہلاتا ہے۔ بین الاقوامی تجارت کے تحت اشیا و خدمات کا تبادلہ دو یا دو سے زائد ممالک کے مابین ہوتا ہے۔اس قسم کی تجارت میں خریدار اور اشیا و خدمات فروخت کرنے والوں کا تعلق مختلف ممالک سے ہوتا ہے۔

برآمدات اور درآمدات (Exports and Imports)

بیرون ممالک کو تجارت کا مال بھیجنا برآمدات کہلاتا ہے۔درآمدات دوسرے ممالک سے اپنے ملک میں اشیا اور خدمات منگوانے کا عمل ہے۔درآمدات اور برآمدات عام طور پر بین الاقوامی تجارت کے بنیادی پہلو ہیں۔اگر کسی ملک کی درآمدات اس کی برآمدات سے زیادہ ہوں تو اس ملک کی تجارت کا توازن بگڑ جاتا ہے جسے تجارتی خسارہ بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Important Exports of Pakistan)

پاکستان کی اہم برآمدات میں کپاس اور اس سے بنی ہوئی اشیا مثلاً ہوزری کا سامان، سلے ہوئے کپڑے وغیرہ، چاول، چینی، مکئی، کھیلوں کے سامان، بجلی کا سامان، آلات جراحی اور برتن، قالین، چمڑے سے تیار شدہ جوتے، سوٹ کیس، بیگ، جیکٹ اور دیگر سامان، مچھلی، پھل، سبزیاں اور مربہ جات وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان یہ اشیا مشرقِ وسطیٰ، یورپ، امریکا اور وسطی ایشیائی ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Important Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات میں پیٹرولیم اور اس سے بنی مصنوعات، دفاعی سامان، لوہا اور سٹیل، کیمیائی کھاد، کھانے کا تیل، ادویات، چائے، کاغذ اور مصالحہ جات وغیرہ مختلف یورپی، ایشیائی، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک، امریکا اور روس وغیرہ سے درآمد کرتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مجموعی ملکی پیداوار (GDP) ایک ایسا پیمانہ ہے جو کسی ملک کی معیشت کی ترقی کا جائزہ لینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ کسی ملک میں ایک مخصوص مدت کے دوران، عام طور پر ایک سال کے دوران تیار کردہ اشیا اور خدمات کی کل قیمت ہوتی ہے۔

تجارت کی اہمیت (Importance of Trade)

تجارت عالمی اقتصادی ترقی، غربت میں کمی، اشیاء خدمات اور ٹیکنالوجی کے تبادلے کو آسان بنا کر معیار زندگی کو بہتر بنانے کا ایک اہم محرک ہے۔ تجارت صارفین کے لیے قیمتوں میں کمی لاتی ہے۔ یہ جدت کو فروغ دیتی ہے۔ مزید برآں، تجارت روزگار کے مواقع پیدا کرتی ہے، اقتصادی ترقی کو فروغ دیتی ہے اور بین الاقوامی تعلقات کو بڑھاتی ہے۔

پاکستان کی بندرگاہیں (Seaports of Pakistan)

پاکستان کی اہم بندرگاہیں ملکی اور بین الاقوامی تجارت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں، جن میں کراچی پورٹ، پورٹ قاسم اور گوادر پورٹ سرفہرست ہیں۔ گوادر پورٹ دنیا کی گہری بندرگاہوں میں سے ایک ہے جو چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کے تحت ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔

پاکستان کی قریباً ساری تجارت بحری راستے سے ہوتی ہے۔ تجارت کے لیے بندرگاہ کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ بحری جہازوں کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ تجارتی مال غیر ممالک کو پہنچانے کے لیے پاکستان کے بحری مال بردار جہاز سمندری راستوں پر سفر کرتے ہیں۔ یہ جہاز مشرق میں جاپان اور چین کی بندرگاہوں کو، مغرب میں مسلم ممالک، یورپ کے ممالک اور امریکا کی بندرگاہوں کو مال پہنچاتے ہیں اور ان ممالک کا مال پاکستان لاتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کا مرکزی دفتر کراچی میں واقع ہے۔ لاہور میں بھی ایک علاقائی دفتر واقع ہے۔ اس کارپوریشن کے پاس دنیا بھر میں شپنگ کے کاروبار کی دیکھ بھال کرنے کا نیٹ ورک موجود ہے۔

پاکستان کی ڈرائی پورٹس (Dryports of Pakistan)

پاکستان میں مشہور ڈرائی پورٹس اندرون ملک کسٹم ٹرمینلز کے طور پر کام کرتی ہیں جو بنیادی طور پر بڑے صنعتی شہروں کو کراچی اور گوادر کی بندرگاہوں سے جوڑتی ہیں تاکہ کارگو ہینڈلنگ (Cargo Handling) کو تیز کیا جا سکے۔ پاکستان ریلوے اور نجی اداروں کے زیر انتظام کراچی، لاہور، فیصل آباد، ملتان، سیالکوٹ، راولپنڈی، قصور، پشاور، کوئٹہ اور درہ خنجراب کے قریب اونچائی پر واقع پاک چین سسٹ (Sust) ڈرائی پورٹ وغیرہ قائم ہیں۔ ان ڈرائی پورٹس کے باعث سامان کی ترسیل اور نقل و حمل میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ ملکی تجارت میں اضافہ اور مثبت تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ روزگار میں اضافہ ہوا ہے۔ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں کمی آئی ہے۔ تجارتی سرگرمیاں بڑھی ہیں۔ بندرگاہوں (Seaports) پر پڑنے والے بوجھ میں کمی آئی ہے۔

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کا حصہ ہے:

(الف) کراچی پورٹ (ب) محمد بن قاسم پورٹ (ج) گوادر پورٹ (د) پسنی پورٹ

(ii) پاکستان میں پن بجلی کے لیے ڈیم بنانے کی مناسب جگہ ہے:

(الف) شمالی اور شمال مغربی پہاڑی علاقہ (ب) میدانی علاقہ (ج) صحرائی علاقہ (د) ساحلی علاقہ

(iii) منگلا ڈیم تعمیر کیا گیا ہے:

(الف) دریائے جہلم پر (ب) دریائے ستلج پر (ج) دریائے سندھ پر (د) دریائے راوی پر

(iv) پاکستان آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1961ء (ب) 1975ء (ج) 1977ء (د) 1982ء

(v) وارسک ڈیم تعمیر کیا گیا ہے:

(الف) دریائے سندھ پر (ب) دریائے ستلج پر (ج) دریائے کابل پر (د) دریائے راوی پر

(vi) برطانیہ میں مشینوں کا استعمال شروع ہوا:

(الف) 16ویں صدی میں (ب) 17ویں صدی میں (ج) 18ویں صدی میں (د) 19ویں صدی میں

(vii) چین اور پاکستان کا مشترکہ شمسی توانائی کا منصوبہ صوبہ پنجاب کے جس شہر میں ہے:

(الف) بہاول پور میں (ب) ملتان میں (ج) خانیوال میں (د) راول پنڈی میں

(viii) پاکستان میں پہلا نیوکلیئر پاور پلانٹ لگایا گیا:

(الف) کراچی میں (ب) لاہور میں (ج) میانوالی میں (د) پشاور میں

-2 مختصر جواب دیں:

(i) معدنیات کی تعریف بیان کریں۔

(ii) قابلِ تجدید توانائی کے وسائل سے کیا مراد ہے؟

(iii) پاکستان میں جپسم کا استعمال کن شعبوں میں کیا جا رہا ہے؟

(iv) بے روزگاری کی تعریف کریں۔

(v) بین الاقوامی تجارت کیوں اہم ہے؟

(vi) چھوٹی صنعت سے کیا مراد ہے؟

(vii) شمسی توانائی کیوں اہم ہے؟

(viii) خصوصی اقتصادی زونز سے کیا مراد ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:

(i) قومی صنعت اور معیشت میں معدنیات کی اہمیت بیان کریں۔

(ii) پاکستان میں گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کا تجزیہ کریں۔

(iii) پاکستان میں توانائی کے مختلف دستیاب وسائل کا تجزیہ کریں۔

(vi) پاکستان میں ایک صنعت کے طور پر سیاحت کی اہمیت بیان کریں۔

(v) پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کے معیشت پر اثرات کا تجزیہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) طلبہ کو معدنیات اور توانائی کے شعبوں کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

(ii) طلبہ کو روزگار اور پاکستان کی صنعت کے بارے میں بتائیں۔

سرگرمیاں

(i) پاکستان کے نقشے پر مختلف صنعتوں کی نشان دہی کریں۔

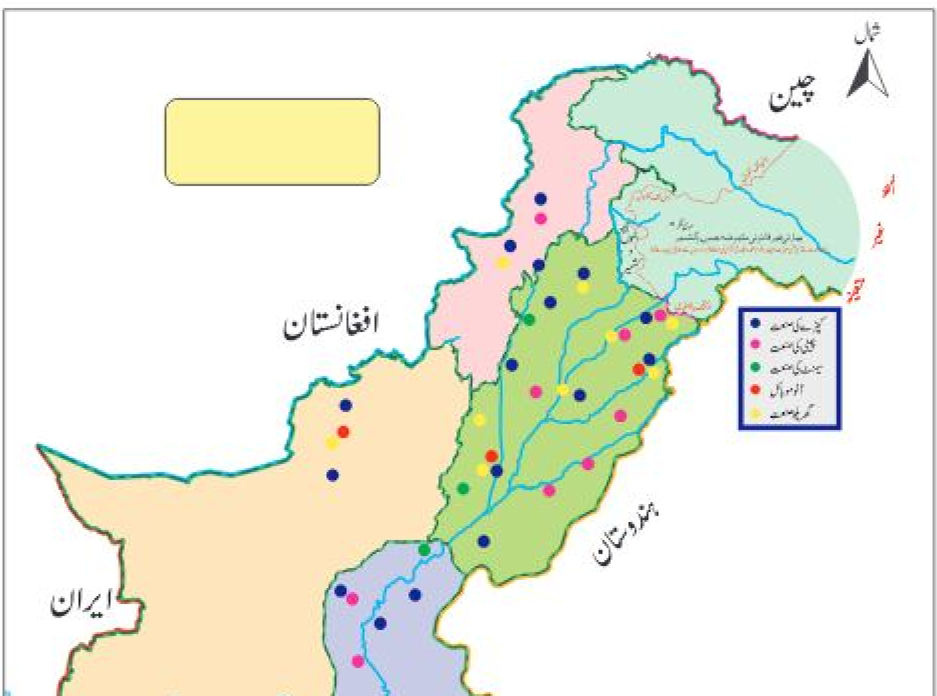

امتحانی پرچہ مطالعۂ پاکستان برائے جماعت بارھویں کی تیاری کے لیے ہدایات

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

مطالعۂ پاکستان برائے جماعت بارھویں کا سالانہ پرچہ 50 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو دو گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ دو اجزا پر مشتمل ہوگا جس کی تقسیم (Pairing Scheme) حسب ذیل ہے:

معروضی طرز:	کثیر الانتخابی سوالات (کل نمبر 10)	وقت: 15 منٹ
انشائیہ طرز:		وقت: 1.45 گھنٹے
حصہ اوّل:	مختصر جوابی سوالات (کل نمبر 24)	
حصہ دوم:	مفصل جوابی سوالات (کل نمبر 16)	

مطالعۂ پاکستان برائے جماعت بارھویں کے مندرجہ بالا دونوں حصوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

معروضی طرز	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر 10	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں جس کی تقسیم حسب ذیل ہے: کثیر الانتخابی سوالات باب اول اور باب چہارم میں سے ایک ایک سوال، باب دوم، باب سوم، باب پنجم اور باب ششم میں سے دو دو سوالات بنائے جائیں۔
حصہ اوّل	سوال نمبر 2: مختصر جوابی سوالات	کل نمبر 12	اس حصے میں کل نو (9) مختصر جوابی سوالات بنائے جائیں جن میں سے کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات باب اوّل میں سے تین، باب دوم میں سے چار اور باب چہارم میں سے دو سوالات پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔
	سوال نمبر 3: مختصر جوابی سوالات	کل نمبر 12	اس حصے میں کل نو (9) مختصر جوابی سوالات بنائے جائیں جن میں سے کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات باب سوم میں سے دو، باب پنجم میں سے چار اور باب ششم میں سے تین سوالات پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔

حصہ دوم	سوال نمبر 4: سوال نمبر 5: سوال نمبر 6: مفصل جوابی سوالات	کل نمبر 16	کتاب کی مشقوں میں دیے گئے مفصل جوابی سوالات میں سے ہی تین (3) سوالات دیے جائیں اور ان میں سے کوئی سے دو سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب آٹھ (8) نمبر پر مشتمل ہوگا۔ ان تین (3) سوالوں کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: سوال نمبر 4: باب اوّل یا باب دوم سے لیا جائے۔ سوال نمبر 5: باب سوم یا باب چہارم سے لیا جائے۔ سوال نمبر 6: باب پنجم یا باب ششم سے لیا جائے۔

ماڈل پرچہ مطالعۂ پاکستان برائے جماعت بارھویں (انٹر پارٹ-II)

وقت: 2 گھنٹے کل نمبر: 50

معروضی طرز (کثیر الانتخابی سوالات)

وقت: 15 منٹ

سوال 1: ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ جوابی کاپی پہ درست جواب کے مطابق متعلقہ دائرے کو مارکر یا پین سے بھر دیں۔ **(10 x 1)**

(i) قراردادِ مقاصد 1949ء پیش کرنے والے وزیر اعظم کا نام ہے:

(الف) خواجہ ناظم الدین (ب) محمد علی بوگرہ (ج) چودھری محمد علی (د) لیاقت علی خاں

(ii) شہریوں کو جائیداد بنانے اور نجی جائیداد رکھنے کا حق جس زمرے میں آتا ہے:

(الف) معاشرتی (ب) معاشی (ج) مذہبی (د) ثقافتی

(iii) حکومتِ پاکستان اور اقوامِ متحدہ نے یو این پائیدار ترقی کے فریم ورک پر دستخط کیے:

(الف) 2016ء میں (ب) 2018ء میں (ج) 2020ء میں (د) 2022ء میں

(iv) بھارت نے جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کی:

(الف) 1965ء میں (ب) 1971ء میں (ج) 1999ء میں (د) 2019ء میں

(v) صوبائی حکومت کا سربراہ جسے وفاق نامزد کرتا ہے:

(الف) گورنر (ب) صدر (ج) لارڈ میئر (د) میئر

(vi) صوبائی فرائض کی انجام دہی کے لیے جو ادارہ قانون سازی کرتا ہے:

(الف) قومی اسمبلی (ب) سینٹ (ج) صوبائی اسمبلی (د) مقامی حکومتیں

(vii) گندھارا کی قدیم تہذیب کا مرکز تھا:

(الف) راول پنڈی (ب) جہلم (ج) ٹیکسلا (د) ساہیوال

(viii) پاکستان نے پہلی مرتبہ ہاکی کا ورلڈ کپ جیتا:

(الف) 1971ء میں (ب) 1972ء میں (ج) 1973ء میں (د) 1974ء میں

(ix) اونچائی پر واقع پاک چین سست (Sust) ڈرائی پورٹ جس درہ کے قریب قائم ہے:

(الف) درہ خیبر (ب) درہ خنجراب (ج) درہ گومل (د) درہ بولان

(x) پاکستان میں پہلا نیوکلیئر پاور پلانٹ لگایا گیا:

(الف) کراچی میں (ب) لاہور میں (ج) میانوالی میں (د) پشاور میں

انشائیہ طرز (حصہ اوّل)

سوال 2: درج ذیل میں سے چھے سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ **(6x2=12) نمبر**

(i) جدیدیت کسے کہتے ہیں؟

(ii) دولت کی منصفانہ تقسیم سے کیا مراد ہے؟

(iii) رواداری کا مفہوم تحریر کریں۔

(iv) اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض بیان کریں۔

(v) حقوق کی تعریف لکھیں۔

(vi) خوراک میں خود کفالت اہمیت تین سطروں میں تحریر کریں۔

(vii) پاکستان میں چائلڈ لیبر اور کم عمر کے افراد کے روزگار کے خاتمے کے لیے حکومتی سطح پر کیے گئے دو اقدامات تحریر کریں۔

(viii) پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے اقتصادی راہداری منصوبہ کیا ہے؟

(ix) خارجہ پالیسی کی تعریف تحریر کریں۔

سوال 3: درج ذیل میں سے چھے سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ **(6x2=12) نمبر**

(i) صوبائی حکومت کے کوئی سے دو فرائض تحریر کریں۔

(ii) مقامی حکومتوں کے مختلف درجات بتائیں۔

(iii) انفارمیشن ٹیکنالوجی سے کیا مراد ہے

(iv) خصوصی افراد کی تعلیم کیا ہوتی ہے؟

(v) پاکستان میں سیاحت کے فروغ کے لیے دو تجاویز پیش کریں۔

(vi) قومی یکجہتی کا مفہوم تحریر کریں۔

(vii) معدنیات کی تعریف بیان کریں۔

(viii) قابلِ تجدید توانائی کے وسائل سے کیا مراد ہے؟ (ix) بے روزگاری کی تعریف کریں۔

(حصہ دوم)

نوٹ: درج ذیل میں سے کوئی سے دو سوالات کے تفصیلی جوابات دیں۔ **(8x2=16) نمبر**

4- اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف اور اس کے فرائض بیان کریں۔

5- 1973ء کے آئین کے تحت وفاق اور صوبوں کے فرائض بیان کریں۔

6- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کے معیشت پر اثرات کا تجزیہ کریں۔